ماہنامہ

اخبار احمدیہ

جرمنی

اپریل 2022ء جلد نمبر 23 شمارہ نمبر 04

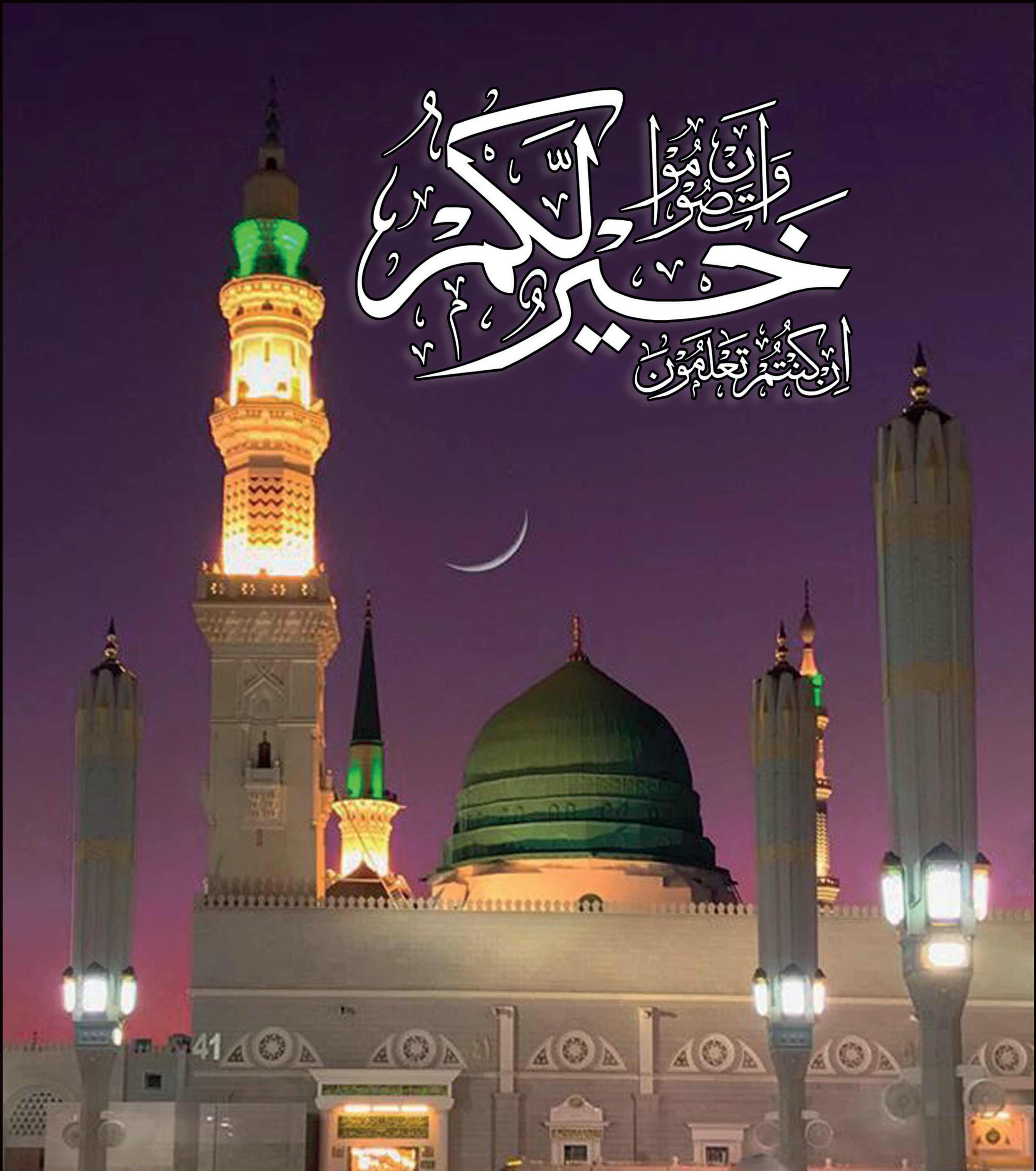

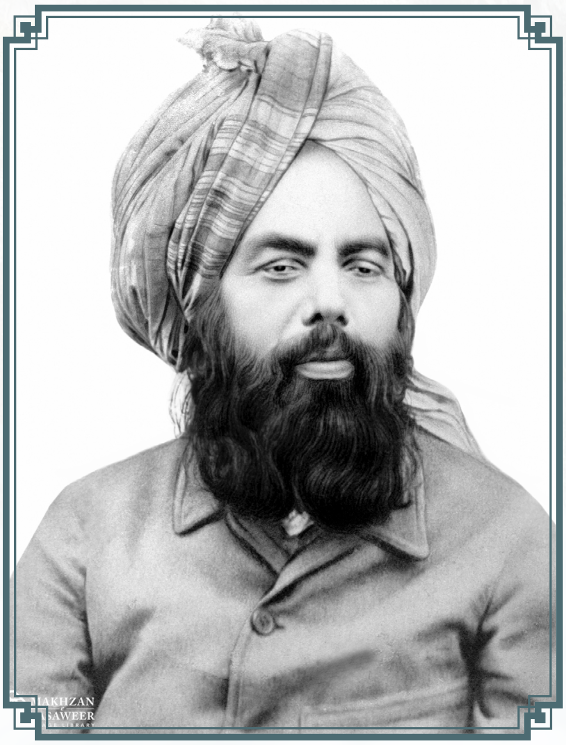

دُعا وہ اکسیر ہے
جو ایک مشتِ خاک کو کیمیا کر دیتی ہے

''دُعا وہ اکسیر ہے جو ایک مشتِ خاک کو کیمیا کر دیتی ہے اور وہ ایک پانی ہے جو اندرونی غلاظتوں کو دھو دیتا ہے۔ اس دعا کے ساتھ روح پگھلتی ہے اور پانی کی طرح بہہ کر آستانہ حضرتِ احدیّت پر گرتی ہے۔ وہ خدا کے حضور میں کھڑی بھی ہوتی ہے اور رکوع بھی کرتی ہے اور سجدہ بھی کرتی ہے۔ اور اسی کی ظِلّ وہ نماز ہے جو اسلام نے سکھلائی ہے۔ اور روح کا کھڑا ہونا یہ ہے کہ وہ خدا کے لئے ہر ایک ہیبت کی برداشت اور حکم ماننے کے بارے میں مستعدی ظاہر کرتی ہے۔ اور اس کا رکوع یعنی جھکنا یہ ہے کہ وہ تمام محبّتوں اور تعلّقوں کو چھوڑ کر خدا کی طرف جھک آتی ہے اور خدا کے لئے ہو جاتی ہے۔ اور اس کا سجدہ یہ ہے کہ وہ خدا کے آستانہ پر گر کر اپنے خیال بکلی کھو دیتی ہے اور اپنے نقش وجود کو مٹا دیتی ہے۔ یہی نماز ہے جو خدا کو ملاتی ہے اور شریعت اسلامی نے اس کی تصویر معمولی نماز میں کھینچ کر دکھلائی ہے تا وہ جسمانی نماز روحانی نماز کی طرف محرّک ہو''۔

(لیکچر سیالکوٹ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 222 تا 224)

ہم سب کو رمضان مبارک ہو!

اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک بار پھر یہ موقع عطا فرمایا ہے کہ ہم اپنی زندگیوں میں رمضان کا بابرکت مہینہ دیکھنے اور اس سے گزرنے کی توفیق پا رہے ہیں۔ جو ہم میں سے صحت مند ہیں وہ روزہ رکھنے کی توفیق پا رہے ہیں۔ یہ تو بار بار ہم نے سنا ہے اور پڑھا ہے کہ روزہ صرف بھوکے اور پیاسے رہنے کا نام نہیں ہے۔ یہ مہینہ جو ایک مبارک مہینہ ہے وہ اس لیے ہے کہ اس مہینے میں اللہ تعالیٰ کو پانے کے راستے کھول دیے جاتے ہیں۔ ان کے لیے جو اللہ کو پانے کی جدوجہد کرتے ہیں۔ اور ان رحمت، بخشش اور نجات کے دنوں سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا: ’’رمضان آ گیا ہے اور اس میں جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے مقفل کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین کو اس میں زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے‘‘۔ (طبرانی الاوسط۔ الترغیب والترھیب۔ کتاب الصوم)

خدا تعالیٰ کی رحمت، بخشش اور آخرِ کار نجات۔ یہی تین مرحلے ہیں جن سے انسان کو اپنی ساری زندگی میں گزرنا ہوتا ہے تا کہ اس کا خاتمہ بالخیر ہو۔ جس کو اس دنیا میں جنّت نصیب ہوگئی وہی اگلے جہان میں بھی جنت الفردوس کا وارث ٹھہرے گا۔ ورنہ جو یہاں اندھا رہا وہ وہاں بھی اندھا رہے گا۔ رمضان گویا اس زندگی کی اصل جد و جہد کا عکس بھی ہے، اس کی طرف توجہ دلانے والا بھی ہے، اور اس کے لیے مہمیز کا کام بھی کرتا ہے۔ بخشش اور نجات کے سامان کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں انسان کو مخاطب کر کے فرمایا ہے اُدۡعُوۡنِیۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ (سورۃ المؤمن:60)۔ یعنی مجھے پکارو میں جواب دوں گا۔ اسی ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’دعا کرنا اور کرانا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ دعا کے لیے جب درد سے دل بھر جاتا ہے اور سارے حجابوں کو توڑ دیتا ہے اس وقت سمجھنا چاہیے کہ دعا قبول ہوگئی۔ یہ اِسمِ اعظم ہے۔ اس کے سامنے کوئی اَن ہونی چیز نہیں ہے۔ ایک خبیث کے لیے جب دعا کے اسباب میسر آجائیں تو یقیناً وہ صالح ہو جاوے اور بغیر دعا کے وہ اپنی توبہ پر بھی قائم نہیں رَہ سکتا۔ بیمار اور محجوب اپنی دستگیری آپ نہیں کرسکتا۔ سُنت اللہ کے موافق یہی ہوتا ہے کہ جب دعائیں انتہا تک پہنچتی ہیں تو ایک شعلۂ نور کا اس کے دل پر گرتا ہے جو اس کی ساری خباثتوں کو جلا کر تاریکی کو دور کرتا اور اندر ایک روشنی پیدا کرتا ہے یہ طریق استجابت دعا کا رکھا ہے‘‘۔ (الحکم 28 فروری 1903ء صفحہ 5)

ماہِ رمضان میں تمام مسلمانوں کی غیر معمولی توجہ عبادتوں اور نیکیوں کی طرف ہوتی ہے۔ جہاں ہم خاص طور پر نیکیوں کی طرف توجہ کرتے ہیں وہاں بہت توجہ دعا کی طرف بھی دینی چاہیے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات سے واضح ہوتا ہے کہ گناہ سے نجات اور بخشش اللہ تعالیٰ دعا کے نتیجے میں عطا فرماتا ہے۔ اور ان دعاؤں کا بہترین موقع تہجّد کی نماز ہے۔ جس کے بارے میں حدیث میں یہ خوبصورت منظر بیان کیا گیا ہے کہ ’’ہمارا ربّ ہر رات قریبی آسمان تک نزول فرماتا ہے۔ جب رات کا تیسرا حصّہ باقی رَہ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کون ہے جو مجھے پکارے تو مَیں اس کو جواب دوں؟ کون ہے جو مجھ سے مانگے اور میں اس کو دوں؟ کون ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرے تو میں اس کو بخش دوں؟‘‘ (ترمذی کتاب الدعوات) اسی طرح ایک حدیث میں آتا ہے۔ ’’رات میں ایک گھڑی ہے جس مسلمان کو وہ میسر آجائے وہ اس میں دنیا و آخرت کے معاملہ میں کسی بھلائی کا سوال کرے تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور عطا فرما دیتا ہے اور یہ گھڑی ہر رات کو ہوتی ہے‘‘۔ (ریاض الصالحین)

اخبار احمدیہ

لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ماہنامہ جرمنی

رمضان 1443 ہجری قمری | اپریل 2022ء | جلد نمبر 23 | شمارہ نمبر 04 | شہادت 1401 ہجری شمسی

فہرست مضامین

04	قال اللہ جل جلالہ، قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم، قال المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام
05	تبرّکات: صُومُوا تَصِحُّوا
06	نظم: کھڑی ہے سر پہ ایسی ایک ساعت
07	خطبہ جمعہ: روزے رکھنا ہر لحاظ سے بہتر ہے
15	رمضان المبارک کے دوران سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے شب و روز
18	تعارف کتب: حقیقۃالوحی
20	تاریخ جماعت احمدیہ جرمنی قدم بقدم
21	روزہ کے روحانی اور جسمانی فوائد
24	حاصل مطالعہ: کلام اللہ کا مرتبہ
26	منظوم کلام: صدق و وفا کی رسم کو دُہرا رہے ہیں ہم
27	نظامِ جماعتِ احمدیہ کے اِمتیازات، اس کی غیر معمولی برکات اور ہمارا فرض
30	دلچسپ سائنسی خبریں
31	لے کے دل، دلستاں روانہ ہوا
33	برطانیہ اور ہالینڈ میں احمدیہ مشنز کا قیام
36	روس یوکرین جنگ انتباہ سے انحراف کا نتیجہ
38	آگے بڑھتے رہو دَمبدم دوستو!
40	بلانے والا ہے سب سے پیارا (اعلانات وفات)
41	ملکی و عالمی خبریں
43	کرکٹ کی تاریخ اور دلچسپ حقائق
46	تاریخ جرمنی
47	ماہ اپریل تاریخ کے آئینہ میں
48	ادبی صفحہ: آنا گھر میں مرغیوں کا

اخبار احمدیہ جرمنی کے تازہ و گزشتہ شمارے مندرجہ ذیل ویب سائٹ پر بھی پڑھے جاسکتے ہیں

https://www.alislam.org/akhbar-e-ahmadiyya/

مجلس ادارت

سرپرست

محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب
امیر جماعت احمدیہ جرمنی

مدیر اعلیٰ

محمد الیاس منیر

مدیران

محمد انیس دیالگڑھی، مدبّر احمد خان

معاونین

سلطان احمد قمر، سید سعادت احمد

پروف ریڈنگ

عبدالرحمٰن مبشر، سید افتخار احمد

ڈیزائننگ و کمپوزنگ

مرزا لطف القدوس، آفاق احمد زاہد، طارق محمود

سرِورق

احسان اللہ ظفر

کیلیگرافی

سعید اللہ خان

مینیجر

سید افتخار احمد

پتہ

شعبہ اشاعت جماعت احمدیہ جرمنی
Genfer Str.11,
60437 Frankfurt am Main, Germany
Email: akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de
Tel & Fax: +49-69 50688722

PRINTER: RANA PRINT
HERKULESSTRASSE 45 50823 KÖLN

21

04

07

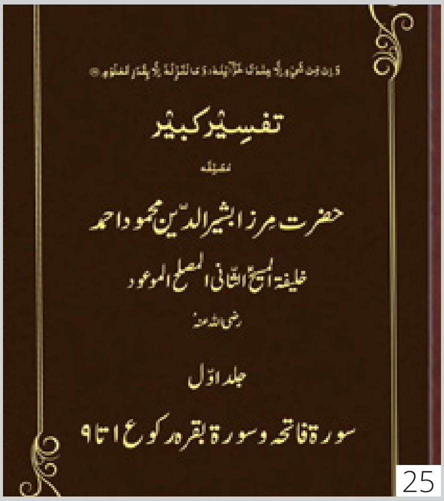

25

15

33

31

36

46

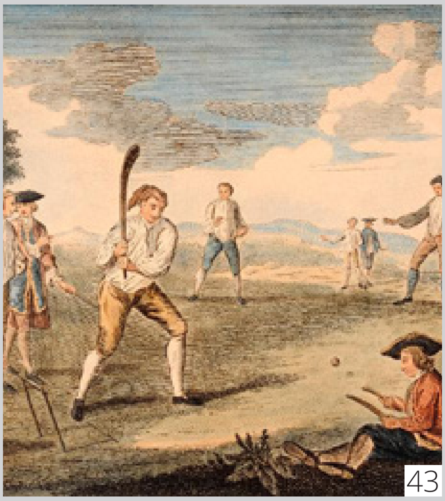
43

قال اللہ جلّ جلالہ

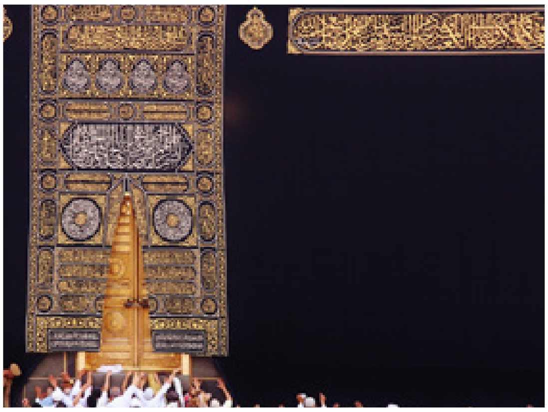

فَمَنْ شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ

(البقرہ:186)

جو بھی تم میں سے اس مہینے (رمضان) کو دیکھے تو اس کے روزے رکھے

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:
وَمَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَ اِحْتِسَابًا غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ

(بخاری کتاب الایمان)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے رمضان میں ایمان کے ساتھ اللہ کی رضا کی اُمید رکھتے ہوئے عبادت کی تو اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

قال المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

”میری تو یہ حالت ہے کہ مرنے کے قریب ہو جاؤں تب روزہ چھوڑتا ہوں۔طبیعت روزہ چھوڑنے کو نہیں چاہتی۔ یہ مبارک دن ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت کے نزول کے دن ہیں“۔
(الحکم مورخہ 24 جنوری 1901ء بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود سورۃ البقرہ، صفحہ 258)

”کم کھانا اور بھوک برداشت کرنا بھی تزکیہ نفس کے واسطے ضروری ہے۔اس سے کشفی طاقت بڑھتی ہے۔ انسان صرف روٹی سے نہیں جیتا۔ بالکل ابدی زندگی کا خیال چھوڑ دینا اپنے اوپر قہرالٰہی کا نازل کرنا ہے۔مگر روزہ دار کو خیال رکھنا چاہئے کہ روزے سے صرف یہ مطلب نہیں کہ انسان بھوکا رہے بلکہ خدا کے ذکر میں بہت مشغول رہنا چاہئے“۔ (البدر مورخہ 10 جنوری 1907ء صفحہ 15)

صُومُوا تَصِحُّوا

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

اگر خدا تعالیٰ چاہتا تو دوسری اُمتّوں کی طرح اس امت میں کوئی قید نہ رکھتا۔مگر اس نے قیدیں بھلائی کے واسطے رکھی ہیں۔میرے نزدیک اصل یہی ہے کہ جب انسان صدق اور کمال اخلاص سے باری تعالیٰ میں عرض کرتا ہے کہ اس مہینہ میں مجھے محروم نہ رکھ تو خدا تعالیٰ اسے محروم نہیں رکھتا اور ایسی حالت میں اگر انسان ماہ رمضان میں بیمار ہوجائے تو یہ بیماری اس کے حق میں رحمت ہوتی ہے کیونکہ ہر ایک عمل کا مدار نیّت پر ہے۔مومن کو چاہئے کہ وہ اپنے وجود سے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی راہ میں دلاور (بہادر) ثابت کردے"۔ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 259 ایڈیشن 1984ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

ظلماتِ جسمانیہ کے دور کرنے کے لئے روزہ سے بہتر اور افضل کوئی عبادت نہیں اور انوار ومکالماتِ الٰہیہ کی تحصیل کے لئے روزہ سے بڑھ کر اور کوئی چیز نہیں۔ اور حضرت موسیٰؑ نے جب کوہِ طُور پر تیس بلکہ چالیس روزے رکھے تب ہی ان کو تورات ملی اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے غارِ حرا کے اعتکاف میں روزوں کا رکھنا ثابت ہے جس کے برکات سے نزول قرآن کا شروع ہوا اور خود قرآن مجید بھی اسی طرف ناظر ہے کہ شَهۡرُ رَمَضَانَ الَّذِيۡٓ اُنۡزِلَ فِيۡهِ الۡقُرۡاٰنُ۔ اور مسیح موعود علیہ السلام نے بھی چھ ماہ یا زیادہ مدت تک روزے رکھے ہیں جن کی برکات سے ہزاروں الہامات کے وہ مورد ہو رہے ہیں۔ (خطبات نور صفحہ 230)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

انسانوں کے تحفوں کو جب ہم خوشی سے قبول کرتے ہیں اور وہ محبّت بڑھانے اور تعلّقات کو مضبوط کرنے کا موجب ہوتے ہیں تو خدا تعالیٰ کے تحفہ کی کتنی قیمت ہونی چاہئے اور ہمیں اس کی کتنی قدر کرنی چاہئے۔ پس یہ رمضان کے روزے اللہ تعالیٰ کا تحفہ ہیں۔ صبح کے وقت جب ہم روزہ رکھتے ہیں تو خدا تعالیٰ کے فرشتے خلعتوں کے بھرے ہوئے تھال لاکر دیتے ہیں اور شام کو بھی جب ہم روزہ افطار کرتے ہیں تو خدا تعالیٰ کے فرشتے خلعتوں کے تھال لے کر آتے ہیں اور بندے کو دیتے ہیں اور جو انسان روزہ سے بچنا چاہتا ہے وہ گویا خدا تعالیٰ کے اِنعاموں سے بچتا ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے آنے والی خلعتوں سے بچتا ہے۔ پس چاہئے کہ جہاں تک ہو سکے زیادہ سے زیادہ روزے رکھے جائیں اور رمضان سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھایا جائے۔(خطبات محمود جلد 23 صفحہ 392)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

جہاں تک روزہ کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ حکم دیا اَلصِّیَامُ جُنَّۃٌ (بخاری کتاب الصوم) یعنی روزہ گناہوں سے بچاتا اور عذابِ الٰہی سے محفوظ رکھتا ہے۔ انسان کی روحانی سیر کی ابتدا گناہوں سے بچنے سے شروع ہوتی ہے اور اس سیر روحانی کی انتہا اللہ تعالیٰ کے غضب سے بچتے ہوئے اس کی رضا کی جنتوں میں داخل ہونے پر ختم ہوتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چونکہ روزہ کا اور رمضان کے مہینے کی عبادتوں کا قیام اس غرض سے ہے کہ انسان ہر قسم کے گناہوں سے بچنے کی کوشش کرے جس کے نتیجہ میں وہ اللہ تعالیٰ کے غضب سے بھی محفوظ رہے اور اس کی رضا کی جنتوں میں بھی داخل ہو جائے اس لئے ہم تمہیں اس طرف توجہ دلاتے ہیں۔

(خطباتِ ناصر جلد دوم صفحہ 954، خطبہ جمعہ 7/ نومبر 1969ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں صُومُوا تَصِحُّوا روزے رکھو تاکہ تمہاری صحت اچھی ہو۔ اور صحت تبھی اچھی ہوسکتی ہے کہ اگر آپ روزوں سے یہ سبق سیکھیں کہ ہم جو بہت زیادہ کھایا کرتے ہیں بڑی سخت بے وقوفی تھی۔ رمضان نے ہمیں یہ کھانے کا سلیقہ سمجھا دیا ہے۔ درحقیقت اس سے بہت کم پر ہمارا گزارہ ہوسکتا ہے جو ہم پہلے کھایا کرتے تھے۔ تو اپنی خوراک بچاؤ اور اس کے ساتھ اپنی صحت کی حفاظت کرو"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 17/ جنوری 1997ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں

ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علاوہ روحانی ترقی کے روزہ تمہاری جسمانی صحت کے لئے بھی ضروری ہے اور آجکل کی سائنس اور ڈاکٹرز بھی یہ ہی کہتے ہیں۔ پس ہر مسلمان کا فرض ہے کہ ہمیشہ پہلے اس حکم کو ذہن میں رکھے کہ تقویٰ کے لئے روزہ کی فرضیت کی گئی ہے اور تقویٰ کے لئے مجاہدہ ضروری ہے۔ خدا کی رضا کے حصول کے لئے اس کی راہ میں قربانی ضروری ہے۔ ہاں یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر احسان ہے کہ اس نے ہماری حالتوں اور ہماری مجبوریوں کو دیکھتے ہوئے جو سہولتیں ہمیں مہیا فرمائی ہیں ان سے اس حد تک فائدہ اٹھائیں جو جائز ہے اور اللہ تعالیٰ کی حدود کو توڑنے والے نہ بنیں۔ (خطبہ جمعہ 21/ ستمبر 2007ء)

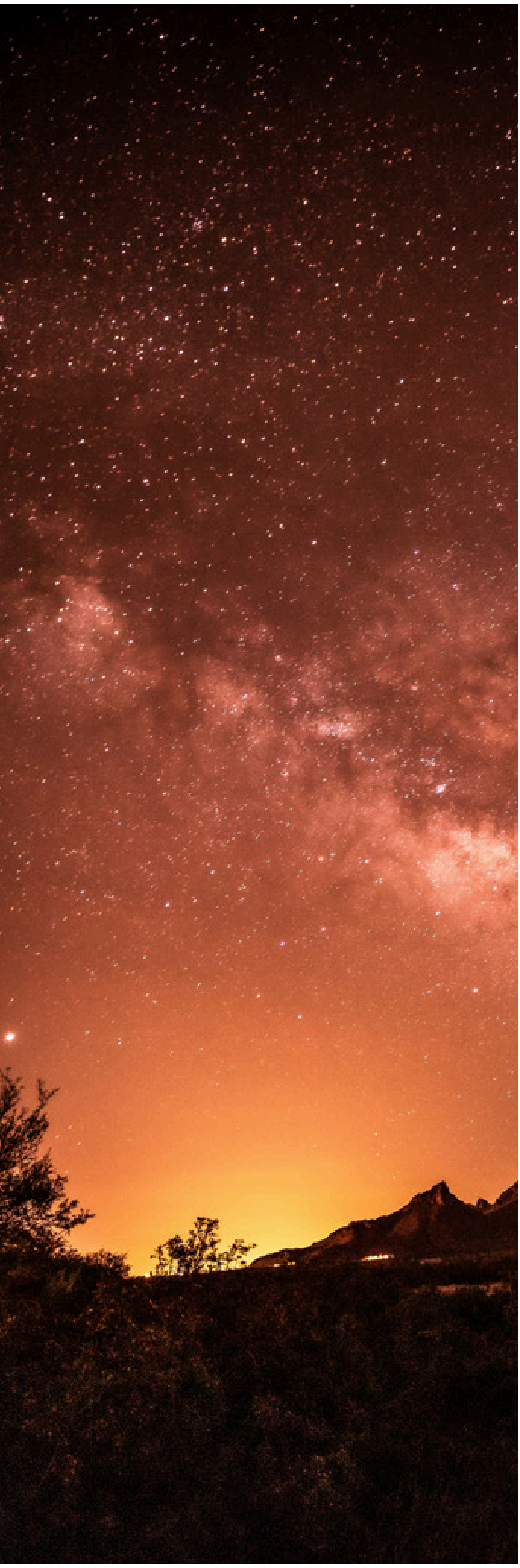

کھڑی ہے سر پہ ایسی ایک ساعت

کہاں تک حرص و شوقِ مالِ فانی!
اُٹھو ڈھونڈو متاعِ آسمانی
کہاں تک جوشِ آمال و اَمانی
یہ سَو سَو چھید ہیں تم میں نہانی
تو پھر کیونکر ملے وہ یارِ جانی
کہاں غِربال میں رہتا ہے پانی
کرو کچھ فکرِ مُلکِ جاودانی
یہ مُلک و مال جُھوٹی ہے کہانی
بسر کرتے ہو غفلت میں جوانی
مگر دِل میں یہی تم نے ہے ٹھانی
خدا کی ایک بھی تم نے نہ مانی
ذرا سوچو یہی ہے زندگانی!
خدا نے اپنی رہ مجھ کو بتا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ
کرو توبہ کہ تا ہو جائے رحمت
دِکھاؤ جلد تر صدق و اِنابت
کھڑی ہے سر پہ ایسی ایک ساعت
کہ یاد آ جائے گی جس سے قیامت
مجھے یہ بات مولیٰ نے بتا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

(انتخاب از درثمین، ’بشیر احمد شریف احمد اور مبارکہ کی آمین‘)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زبان مبارک سے

روزے رکھنا ہر لحاظ سے بہتر ہے

تشہد وتعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مندرجہ ذیل آیات کی تلاوت فرمائی:

يَآَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۝ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ؕ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ؕ وَ اَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۝ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَ الْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ؕ وَ مَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَ لَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۝ وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ؕ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ۝

(البقرہ:184 تا187)

ان آیات کا ترجمہ ہے کہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر (بھی) روزوں کا رکھنا (اسی طرح) فرض کیا گیا ہے جس طرح ان لوگوں پر فرض کیا گیا تھا جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو۔ (روحانی اور اخلاقی کمزوریوں سے) بچو۔ (سو تم روزے رکھو) چند گنتی کے دن۔ اور تم میں سے جو شخص مریض ہو یا سفر میں ہو تو (اسے) اور دنوں میں تعداد (پوری کرنی) ہو گی اور ان لوگوں پر جو اس (یعنی روزے) کی طاقت نہ رکھتے ہوں (بطور فدیہ) ایک مسکین کا کھانا دینا (بشرطِ استطاعت) واجب ہے اور جو شخص پوری فرمانبرداری سے کوئی نیک کام کرے گا تو یہ اس کے لیے بہتر ہو گا اور اگر تم علم رکھتے ہو تو (سمجھ سکتے ہو) کہ تمہارے روزے رکھنا تمہارے لیے بہتر ہے۔

رمضان کا مہینہ وہ (مہینہ) ہے جس کے بارے میں قرآن (کریم) نازل کیا گیا۔ (وہ قرآن) جو تمام انسانوں کے لیے ہدایت (بنا کر بھیجا گیا) ہے یا جس میں قرآن کریم نازل کیا گیا ہے اور جو کھلے دلائل اپنے اندر رکھتا ہے۔ (ایسے دلائل) جو ہدایت پیدا کرتے ہیں اور اس کے ساتھ (قرآن میں) الٰہی نشان بھی ہیں۔ اس لیے تم میں سے جو شخص اس مہینے کو (اس حال میں) دیکھے (کہ نہ مریض ہو نہ مسافر) اسے چاہیے کہ اس کے روزے رکھے اور جو شخص مریض ہو یا سفر میں ہو تو اس پر اَور دنوں میں (تعداد پوری کرنی واجب) ہو گی۔ اللہ تمہارے لیے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لیے تنگی نہیں چاہتا اور (یہ حکم اس نے اس لیے دیا ہے کہ تم تنگی میں نہ پڑو اور) تا کہ تم تعداد کو پوری کر لو اور اس (بات) پر اللہ کی بڑائی کرو کہ اس نے تم کو ہدایت دی ہے اور

تا کہ تم (اس کے) شکر گزار بنو۔ اور (اے رسول!) جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق پوچھیں (تو جواب دے کہ) میں (ان کے) پاس (ہی) ہوں۔ جب دعا کرنے والا مجھے پکارے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں۔سو چاہیے کہ وہ (دعا کرنے والے بھی) میرے حکم کو قبول کریں اور مجھ پر ایمان لائیں تا وہ ہدایت پائیں۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے روزوں کی فرضیت، اس کی اہمیت، اس ماہ میں مومنوں کی ذمہ داریوں اور دعا کی قبولیت کے طریق بیان فرمائے ہیں۔ ایک ایسا مہینہ ہمارے لیے مقرر فرمایا ہے جس میں خدا تعالیٰ بندوں کے قریب ترین آ جاتا ہے اور شیطان کو جکڑ دیتا ہے۔ پس جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں پر اس قدر رحمتوں اور فضلوں کے دروازے کھولے جا رہے ہیں تو ہمیں کس قدر اللہ تعالیٰ کی بات کو سن کر روزوں کا حق ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ آنحضرت ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا کہ اگر تمہیں پتا ہو کہ رمضان کی کیا کیا فضیلتیں ہیں اور اللہ تعالیٰ کس طرح اور کس قدر تم پر مہربان ہوتا ہے تو تم یہ خواہش کرتے کہ سارا سال ہی رمضان ہو۔ سارا سال ہی ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹتے رہیں۔ پس روزے ہمارے ہی فائدے کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہم پر فرض کیے ہیں۔ روحانی، جسمانی ہر قسم کے فوائد ہم روزوں سے حاصل کر سکتے ہیں۔ اب تو غیر مسلم ڈاکٹر بھی اس بات کے قائل ہو رہے ہیں۔ پہلے چند ایک تھے اب تعداد بڑھتی جا رہی ہے کہ روزوں سے انسان کی صحت پر بھی خوشگوار اثر پڑتا ہے۔ بلکہ بعض غیر مسلم یہ لکھنے لگ گئے ہیں کہ روزوں سے انسانی زندگی میں ڈسپلن بھی پیدا ہوتا ہے۔ بہرحال یہ دنیادار چاہے کہیں یا نہ کہیں ایک حقیقی مومن تو یہ تجربہ رکھتا ہے کہ روزے ایک مومن کی جہاں جسمانی حالت کو بہتر کرتے ہیں وہاں اس سے بہت بڑھ کر روحانی طور پر بھی اس کی حالت بہتری کی طرف لے جانے کا باعث بنتے ہیں۔ پس ہمیں اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر عمل کرتے ہوئے رمضان کے مہینے میں بھرپور کوشش کرنی چاہیے کہ اپنی روحانی حالت میں ترقی کریں۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے جو باتیں بیان کی ہیں وہ یہ ہیں کہ ہر ایک مومن اور ہر ایک مسلمان جو حقیقی مسلمان ہے اس پر روزہ فرض کیا گیا ہے۔ صبح سے شام تک بھوکا رہنا، یہ روزہ نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ”خدا تعالیٰ کا منشا اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ۔ ہمیشہ روزہ دار کو یہ مدّنظر رکھنا چاہیے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ بھوکا رہے بلکہ اسے چاہیے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تا کہ تبتّل اور انقطاع حاصل ہو۔“ یعنی خدا تعالیٰ سے تعلق میں، اس کی عبادت میں، ذکرِ الٰہی میں انسان بڑھے اور دنیا کی طرف کم توجہ ہو۔ دنیا کے کام تو ساتھ رہتے ہی ہیں وہ نہیں رکتے لیکن ان کو کرتے ہوئے بھی خدا تعالیٰ کی یاد رہے، اس کے احکامات پر نظر رہے، اس کا ذکر ہوتا رہے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ ”پس روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے دوسری روٹی کو حاصل کرے جو روح کی تسلی اور سیری کا باعث ہے اور جو لوگ محض خدا کے لیے روزے رکھتے ہیں اور نرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے انہیں چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح اور تہلیل میں لگے رہیں“۔ (ملفوظات جلد 9 صفحہ 123)

آنحضرت ﷺ نے بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے بھوکا رہنے سے کوئی غرض نہیں ہے۔

(صحیح البخاری کتاب الصوم باب من لم یدع قول الزور والعمل بہ فی الصوم حدیث 1903)

پھر اللہ تعالیٰ یہ بیان فرما کر کہ روزہ تم پر فرض کیا گیا ہے اس آیت میں فرماتا ہے جو پہلی آیت ہے کہ یہ اس لیے فرض ہے کہ تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو۔ اور تقویٰ کیا ہے؟ تقویٰ یہ ہے کہ تم روحانی اور اخلاقی کمزوریوں سے بچو۔ جیسا کہ پہلے میں نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے بھوکا رہنے سے کوئی غرض نہیں۔ جب تک روزہ تمہارے اندر تقویٰ کا وہ معیار پیدا نہ کرے، جس سے تم تمام روحانی کمزوریوں اور اخلاقی کمزوریوں سے اپنے آپ کو بچاؤ، روزہ رکھنا بے فائدہ ہے۔ اور تقویٰ کی وضاحت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک موقع پر اس طرح فرمائی۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ

”متقی بننے کے واسطے یہ ضروری ہے کہ بعد اس کے کہ موٹی باتوں جیسے زنا، چوری، تلفِ حقوق“ (لوگوں کے حقوق کی تلفی کرنا، حق مارنا) ”رِیا“ (بناوٹ) ”عُجب، حقارت، بخل کے ترک میں پکا ہو“۔ (یعنی یہ برائیاں جو ہیں ان کو چھوڑنے میں پکا ہو) ”تو اخلاق رَذیلہ سے پرہیز کر کے اُن کے بالمقابل“ (یہ اخلاق جو برے اخلاق ہیں ان سے پرہیز کر کے اس کے بالمقابل) ”اخلاق فاضلہ میں ترقی کرے“۔ (اچھے اخلاق اپنائے) ”لوگوں سے مروّت“ (سے پیش آئے) ”لوگوں سے مروّت، خوش خُلقی، ہمدردی سے پیش آوے“۔ (اپنے اخلاق بہتر کرے)۔ آپؑ فرماتے ہیں ”خدا تعالیٰ کے ساتھ سچی وفا اور صدق دکھلاوے“۔ (یہ بھی تقویٰ کے لیے ضروری ہے۔ روحانیت کے لیے ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچی وفا ہو اور سچا تعلق ہو) ”خدمات کے مقامِ محمود تلاش کرے“۔ (اس میں اللہ تعالیٰ کے جو حقوق ہیں وہ بھی آ گئے۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات کو پورا کرنا اور لوگوں کے جو تعلقات ہیں، ان کی خدمت ہے وہ بھی آ گئی۔ یعنی ایسی بے نفس خدمت ہو کہ لوگ کہیں کہ یہ واقعی خدا تعالیٰ کی خاطر خدمت کر رہا ہے، کسی قسم کا اپنا کوئی

ہر ایک مومن اور ہر ایک مسلمان جو حقیقی مسلمان ہے اس پر روزہ فرض کیا گیا ہے

روحانی، جسمانی ہر قسم کے فوائد ہم روزوں سے حاصل کر سکتے ہیں

ذاتی مفاد نہ ہو۔) فرمایا کہ ’’ان باتوں سے انسان متقی کہلاتا ہے اور جو لوگ ان باتوں کے جامع ہوتے ہیں‘‘۔ (جن میں سب چیزیں جمع ہو جائیں) ’’وہی اصل متقی ہوتے ہیں۔ یعنی اگر ایک ایک خُلق فرداً فرداً کسی میں ہوں تو اُسے متقی نہ کہیں گے جب تک بحیثیت مجموعی اخلاق فاضلہ اس میں نہ ہوں اور ایسے ہی شخصوں کے لیے لَاخَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔ (البقرہ:63) ہے‘‘ (یعنی نہ ہی ان کو کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی وہ غم کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ ضمانت دے دی، جب اللہ تعالیٰ کی یہ ضمانت مل گئی تو اَور اس کے۔ پس روزہ میری خاطر رکھا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزہ انسان میری خاطر رکھتا ہے۔ وہ لوگ جو حقیقی مومن ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی خاطر روزہ رکھتے ہیں اور پھر فرمایا کہ جو میری خاطر روزہ رکھتا ہے میں ہی اس کی جزا ہوتا ہوں کہ میں اس کو اپنی طرف سے جو چاہوں جزا دوں گا۔ اور روزے ڈھال ہیں۔ پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا کہ روزے ڈھال ہیں اور جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو وہ شہوانی باتیں اور گالی گلوچ نہ کرے، کسی قسم کی شہوانی باتیں نہ ہوں، گالی گلوچ نہ ہو اور اگر اسے کوئی گالی دے یا اس سے

ہے کہ روزہ دنیا کی تمام قسم کی ملونیوں سے پاک ہو کر رکھا جائے اور ہر قسم کی روحانی اور اخلاقی کمزوریوں سے بچتے ہوئے روزے دار اپنا دن گزارے۔ اس بات پر خوش نہ ہو جائے کہ میں نے روزہ رکھا ہے۔ دنیا میں کتنے ہی روزے دار ہیں جو بظاہر روزہ رکھتے ہیں لیکن نہ ہی ان کی نمازوں کے وہ معیار ہیں جو ہونے چاہئیں، نہ ہی ان کے اخلاق کے وہ معیار ہیں جو ہونے چاہئیں۔ آنحضرت ﷺ نے جو یہ فرمایا ہے کہ شیطان اس مہینے میں جکڑا جاتا ہے، اسے باندھ دیا جاتا ہے تو پھر دنیا میں رمضان کے مہینے میں بھی برائیاں کیوں جاری

ہر قسم کی روحانی اور اخلاقی کمزوریوں سے بچتے ہوئے روزے دار اپنا دن گزارے

کے بعد ان کو کیا چاہیے۔ ’’اللہ تعالیٰ ایسوں کا متولّی ہو جاتا ہے جیسے کہ وہ فرماتا ہے وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ۔ (الاعراف:197) حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھ ہو جاتا ہے جس سے وہ پکڑتے ہیں۔ ان کی آنکھ ہو جاتا ہے جس سے وہ دیکھتے ہیں۔ ان کے کان ہو جاتا ہے جن سے وہ سنتے ہیں۔ ان کے پاؤں ہو جاتا ہے جن سے وہ چلتے ہیں۔ اور ایک اَور حدیث میں ہے کہ جو میرے ولی کی دشمنی کرتا ہے میں اس سے کہتا ہوں کہ میرے مقابلہ کے لیے تیار رہو۔ ایک جگہ فرمایا ہے کہ جب کوئی خدا کے ولی پر حملہ کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اس پر

جھگڑا کرے تو اسے جواب میں کہنا چاہیے کہ میں تو روزے دار ہوں۔ میں کسی قسم کی لغویات میں نہیں پڑتا۔ آپ ﷺ نے یہ بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے کہ روزہ داروں کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری سے زیادہ اچھی ہے۔ اس کی جو خوشبو ہے وہ کستوری کی خوشبو سے زیادہ اچھی ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں جو اسے خوش کرتی ہیں۔ ایک جب وہ روزہ افطار کرتا ہے تو خوش ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے کی افطاری کے

رہتی ہیں؟ روزہ ڈھال ان کے لیے بنتا ہے، شیطان کے حملوں سے انہیں بچایا جاتا ہے جو روزے کی حقیقت کو سمجھتے ہوئے تقویٰ اختیار کرتے ہیں۔ پس یہ وہ اصل مقصد ہے جو ہمیں ہر وقت اپنے سامنے رکھنا چاہیے ورنہ آنحضرت ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ بے شک رمضان میں جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازوں کو تالے لگا دیے جاتے ہیں اور شیطانوں کو زنجیروں میں باندھ دیا جاتا ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الصیام باب فضل شہر رمضان حدیث (1079))

لیکن اس کے باوجود آپؐ نے یہ بھی انذار فرما دیا، اس بات کی طرف بھی توجہ دلائی کہ اگر پھر بھی کوئی رمضان

روزہ داروں کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری سے زیادہ اچھی ہے

ایسے جھپٹ کر آتا ہے جیسے ایک شیرنی سے کوئی اس کا بچہ چھینے تو وہ غضب سے جھپٹتی ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 401-400)

پس روزوں کا حق ادا کر کے جب تقویٰ کے یہ معیار ہوں تو تب ہی وہ روزے بھی ایک انسان کو، ایک مومن کو، ایک مسلمان کو اللہ تعالیٰ کی ڈھال کے پیچھے لے آتے ہیں۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انسان کا ہر عمل اس کی ذات کے لیے ہوتا ہے سوائے روزوں سامان پیدا فرمائے اور دوسرے جب وہ اپنے رب سے ملے گا تو روزے کی وجہ سے خوش ہوگا کیونکہ وہاں پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس کی جزا ہوں۔ میں اس کو اجر دوں گا اور وہ (بے بہا) اجر جو اللہ تعالیٰ اسے دے گا جو اللہ کی خاطر روزے رکھتا ہے تو وہاں اس کی خوشی کا مقام ہی اور ہوگا۔

(صحیح البخاری کتاب الصوم باب ھل یقول انی صائم اذا شتم حدیث 1904)

پس یہ وہ تقویٰ کا معیار ہے جو ایک حقیقی روزے دار کو حاصل کرنا چاہیے اور حقیقی روزے دار پھر حاصل کرتا

کو پائے اور بخشا نہ جائے تو پھر کب بخشا جائے گا۔

(سنن الترمذی ابواب الدعوات باب رغم انف رجل ذکرت عندہ ... الخ حدیث 3545)

پس یہ بات آپؐ ہمیں فرما رہے ہیں۔ مسلمان کہلانے والوں کو فرما رہے ہیں، ان لوگوں کو فرما رہے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ روزہ تمہارے پر فرض کیا گیا ہے تا کہ تم ان دنوں میں صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی عبادت اور اخلاقی معیاروں کی بلندیوں کو حاصل کرنے کی کوشش کرو لیکن اگر نہیں کرو گے تو صرف رمضان کا آنا، شیطان

کا جکڑا جانا، جنت کے دروازے کھلنا، جہنم کے دروازوں پر تالے لگنا کوئی فائدہ نہیں دے گا۔ یہ انذار آپؑ نے فرمادیا کہ اللہ تعالیٰ کی اتنی وسیع رحمت کے باوجود اگر بخشش کے سامان نہیں ہو سکے تو پھر کب ہوں گے؟ پس ہم خوش ہو کر صرف رمضان کے آنے اور روزوں کی مبارک بادیں دینے پر ہی نہ رہیں بلکہ ہمیں اپنے جائزے لینے چاہئیں کہ اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزوں کا جو مقصد بیان فرمایا ہے، کیا ہم اس کے لیے کوشش کر رہے ہیں یا نہیں؟ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کے حصول کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی بخشش اور مغفرت کی چادر میں ہمیں لپیٹے رکھے۔

اللہ تعالیٰ تمہیں ان گنتی کے چند دنوں میں بھی اپنی رحمت سے نواز رہا ہے

اس مہینے میں عبادتوں اور ذکرِ الٰہی اور دوسری نیکیوں کو جاری رکھنا ضروری ہے

پھر اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ یہ بھی فرماتا ہے کہ کن حالات میں تم روزے سے رخصت لے سکتے ہو۔ لیکن یہ بتانے سے پہلے یہ واضح کر دیا کہ اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا کہ میں روزے کی خود جزا بنتا ہوں اور مومنوں کی خاص طور پر بخشش کے سامان کر رہا ہوں تو یہ خیال نہ آئے کہ ہم روزہ رکھ کر کوئی بہت بڑی قربانی کر رہے ہیں جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور شفقت اور بخشش کی چادر ہم پر پھیلائی گئی ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ کا رحم اور اس کی شفقت بڑی وسیع کی گئی ہے لیکن یہ کوئی ایسی بھی غیر معمولی قربانی نہیں۔ سحری کے وقت بھی ہم پیٹ بھر کر کھا لیتے ہیں۔ افطاری کے وقت بھی اپنی مرضی کے مطابق ہر کوئی کھا لیتا ہے اور پھر کون سی یہ ایسی مستقل قربانی ہے۔ سال میں چند گنتی کے دن ہی ہیں۔ بعض لوگ روزہ رکھ کر بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ ہم نے روزہ رکھا ہوا ہے تو یہ کوئی بہت بڑی قربانی نہیں ہے جس کے اظہار ہوں بلکہ حقیقی مومن تو بڑی سے بڑی قربانی کر کے بھی ڈرتا ہے کہ خدا تعالیٰ کب اور کس طرح راضی ہو، کجا یہ کہ اظہار کیا جائے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ گنتی کے چند دن ہیں۔ سال کے دنوں کا بارھواں حصہ ہیں۔ پھر فرمایا تو یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ تمہاری کوئی بہت بڑی قربانی ہے۔ پھر فرمایا کہ اس میں اللہ تعالیٰ تمہیں ان گنتی کے چند دنوں میں بھی اپنی رحمت سے نواز رہا ہے۔ اگر اس دوران تم بیمار ہو جاتے ہو یا سفر درپیش ہو جاتا ہے تو روزے سے ان دنوں میں رخصت ہے لیکن یہ تعداد، جو چھوٹے ہوئے روزے ہیں، ان کو سال کے دوران کسی وقت بھی پورا کرنا ہو گا۔ اور جو مستقل مریض ہیں، بہانہ نہیں ہے بلکہ ڈاکٹر نے یہ کہا ہے کہ روزے نہیں رکھنے تو پھر اگر استطاعت ہے تو ایک مسکین کو روزے رکھواؤ اور استطاعت کی صورت میں یہ ضروری ہے سوائے اس کے کہ کوئی اس حد تک مالی لحاظ سے کمزور ہو کہ اس کا خود صدقے اور امداد پر گزارہ ہو رہا ہو۔ باقی ہر ایک کو جو کچھ وہ کھاتا ہے اسی خوراک سے ایک مسکین کو روزے رکھوانے ضروری ہیں۔ ہاں اگر اس کی استطاعت ہے اور بڑھ کے استطاعت ہے تو یہ بھی ٹھیک ہے کہ تم پھر فدیہ بھی دے دو اور بعد میں روزے بھی رکھ لو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بارے میں فرمایا کہ ''خدا ہر ایک شخص کو اس کی وسعت سے باہر دکھ نہیں دیتا۔ وسعت کے موافق'' آپؑ فرماتے ہیں کہ جتنی وسعت ہے۔ جتنی گنجائش ہے جو خود کھاتے پیتے ہو اس کے مطابق ''گزشتہ کا فدیہ دے دو اور آئندہ عہد کرو کہ سب روزے ضرور رکھوں گا''۔ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 350)

آپؑ نے فرمایا کہ ایک دفعہ میرے دل میں خیال آیا کہ فدیہ کس لیے مقرر کیا گیا ہے تو معلوم ہوا (سوچا میں نے تو پھر مجھ پہ یہ کھلا) کہ توفیق کے واسطے۔ اس لیے مقرر کیا گیا ہے تا کہ اللہ تعالیٰ توفیق دے۔ تا کہ اس سے روزے کی توفیق حاصل ہو۔ فرمایا کہ خدا تعالیٰ تو قادر مطلق ہے وہ اگر چاہے تو ایک مدقوق کو بھی روزے کی طاقت عطا کر سکتا ہے۔ ایسا مریض جس کو دِق کی بیماری ہے، ٹی بی کا مریض ہے اس کو بھی اللہ تعالیٰ طاقت دے سکتا ہے کہ اس کی صحت اچھی کر دے اور روزہ رکھ لے تو آپؑ فرماتے ہیں کہ فدیہ سے یہی مقصود ہے کہ وہ طاقت حاصل ہو جاوے اور یہ خدا کے فضل سے ہی ہوتا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ پس میرے نزدیک خوب ہے کہ انسان دعا کرے کہ الٰہی یہ تیرا ایک مبارک مہینہ ہے اور میں اس سے محروم رہا جاتا ہوں اور کیا معلوم کہ آئندہ سال زندہ رہوں یا نہ یا ان فوت شدہ روزوں کو، جو روزے چھوٹ گئے ان کو ادا کر سکوں یا نہ کر سکوں، (دوبارہ صحت اجازت دے یا نہ دے) اور اس سے توفیق طلب کرے۔ آپؑ فرماتے ہیں یہ باتیں کہہ کے انسان اللہ تعالیٰ سے توفیق طلب کرے۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 4 صفحہ 258)

پس فدیہ عارضی مریض بھی دے سکتے ہیں اور پھر سفر ختم ہونے پر، صحت ہونے پر روزہ رکھنا بھی ضروری ہے۔ یہ دونوں چیزیں اس سے ثابت ہوتی ہیں۔ آپؑ نے فرمایا کہ جو صحت پا کر روزے رکھنے کے قابل ہو جاتے ہیں ان کے لیے صرف فدیہ کا خیال کرنا اباحت کا دروازہ کھولنا ہے۔ جو ایسی صحت ہے جو صحت رمضان کے بعد پا لی یا رمضان میں بیمار ہوئے تو بعد میں صحت یاب ہو گئے۔ اگر وہ صرف یہی کہہ دیں کہ ہم نے رمضان میں روزے نہیں رکھے اور فدیہ دے دیا تھا۔ تو یہ تو اباحت کا دروازہ کھولنا ہے۔ بلاوجہ کی اجازت کے راستے کھولنا ہے۔ غلط بدعتیں پیدا کرنا ہے۔ اگر رمضان میں فدیہ دے بھی دیا ہے تب بھی رمضان کے بعد پھر روزے رکھنے ضروری ہیں۔ سال کے دوران کسی وقت بھی رکھے جاسکتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ ہاں مستقل مریض، دودھ پلانے والی عورتیں، حاملہ عورتیں جو ہیں ان کے لیے اس حالت میں کہ اس پر سال گزر جائے صرف فدیہ ہی کافی ہوتا ہے لیکن فدیے کے ساتھ اس مہینے میں عبادتوں اور ذکرِ الٰہی

اور دوسری نیکیوں کو جاری رکھنا ضروری ہے۔ یہ نہیں کہ فدیہ دے دیا تو ہر چیز سے ہم فارغ ہو گئے۔ اگر روزے نہ بھی رکھ رہے ہوں اور فدیہ دے دیں اور باقی نیکیاں جاری رکھیں تو یہ بھی رمضان کا فیض پانے والے ہوں گے۔ صرف فدیہ دے کر نمازوں کو بھول جانا اور دوسری نیکیوں کو بھول جانا یہ صرف مومن نہیں بنا دیتا، حقیقی مومن نہیں بنا دیتا، رمضان کی برکات میں حصہ دار نہیں بنا دیتا۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 9 صفحہ 433)

پھر اللہ تعالیٰ اس آیت میں یہ فرماتا ہے کہ جو بھی نیکی تم پوری فرمانبرداری سے کرتے ہو دل نہیں بھی چاہ رہا

پڑھنے، اس پر غور کرنے، اس کے احکامات کو تلاش کر کے ان پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے تا کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کر کے ہم رمضان کے روزوں سے حقیقی فیض اٹھا سکیں۔ ہر ایک قرآن کریم کے گہرے مطالب کی گہرائی تک خود نہیں پہنچ سکتا اس لیے قرآن کریم کی تلاوت اور ترجمے کے ساتھ، جو کہ وہ خود پڑھ سکتا ہے، جماعت کی طرف سے جہاں جہاں مساجد میں درس کا انتظام ہے اس سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔ اسی طرح ایم۔ ٹی۔ اے پر باقاعدہ درس کا انتظام ہے اس سے استفادہ ضروری ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے

علومِ ظاہری اور علومِ قرآنی کے حصول کے درمیان ایک عظیم الشان فرق ہے۔ جو ظاہری دنیاوی علوم ہیں اور قرآن کے علوم ہیں ان کے درمیان ایک بہت بڑا فرق ہے۔ فرماتے ہیں کہ ”دنیوی اور رسمی علوم کے حاصل کرنے کے واسطے تقویٰ شرط نہیں ہے۔ فرمایا کہ صرف ونحو، طبعی، فلسفہ، ہیئت وطبابت پڑھنے کے واسطے یہ ضروری امر نہیں ہے۔ (صرف ونحو پڑھ لیا یا طبعیات پڑھ لی، فلسفہ پڑھ لیا، اسٹرانومی وغیرہ پڑھ لیا، طبابت، میڈیسن وغیرہ پڑھنے کے لیے یہ ضروری امر نہیں ہے کہ تقویٰ ضروری ہو یا یہ ضروری نہیں ہے) کہ وہ

اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ تمہارے لیے روزے رکھنا ہر لحاظ سے تمہارے لیے بہتر ہے

ہو تو کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بہتر نتائج پیدا کرے گا۔ بعض کے نزدیک فَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا کا یہ بھی مطلب ہے کہ کوئی کام نفلی طور پر بھی تم کرتے ہو تو یہ بھی تمہارے لیے بہتر ہے۔ دونوں مطلب اس کے ہیں یعنی نفلی طور پہ زائد فدیہ دے دیا یا ایک کے بجائے دو مسکینوں کو کھلا دیا یا پتا ہونے کے باوجود کہ آج روزہ کسی وجہ سے نہیں رکھ سکا کل رکھ لوں گا پھر بھی فدیہ دے دیا تو یہ زائد نیکی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہارے لیے بہتر ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہیں نیکیوں کے اجر دیتا ہے خواہ وہ اپنے پر بوجھ ڈال کر کی جائیں یا

درس اس پر چل رہے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کا بھی یہی ارشاد ہے کہ اس مہینے میں قرآن کریم کی تلاوت زیادہ کیا کرو۔ قرآن کریم کی تلاوت کی طرف، قرآن کریم پڑھنے کی طرف توجہ ایک احمدی کو تو عام دنوں میں بھی بہت زیادہ ہونی چاہیے لیکن رمضان میں تو خاص طور پر اس کا اہتمام ضروری ہے ورنہ صرف روزے رکھنا بے فائدہ ہے۔ خاص طور پر اللہ تعالیٰ نے اس مہینے میں قرآن کریم کے نازل ہونے کا ذکر فرمایا ہے اور آنحضرت ﷺ نے تاکید فرمائی ہے۔ ہم خوش قسمت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس زمانے میں آنحضرت ﷺ کے غلام صادق

صوم وصلوٰۃ کا پابند ہو، نماز کا پابند ہو۔ یہ بڑی اہم بات ہے، قرآن کریم کو سمجھنے کے لیے روزوں کی پابندی بھی ضروری ہے۔ عبادتوں کی پابندی بھی ضروری ہے۔ نمازوں کی پابندی بھی ضروری ہے۔ تقویٰ میں بڑھنا بھی ضروری ہے۔ فرمایا کہ ضروری نہیں ہے کہ وہ صوم وصلوٰۃ کا پابند ہو اور امرِ الٰہی اور نواہی کو ہر وقت مدّنظر رکھتا ہو، جو اللہ تعالیٰ کے حکم ہیں، جن کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور جن کو نہ کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے ان کو ہر وقت سامنے رکھے، مدّنظر رکھے۔ یہ عام آدمی کے لیے ضروری تو نہیں ہے لیکن قرآنی علوم کو

قرآن کو رمضان کے مہینے سے بھی ایک خاص نسبت ہے

نفلی نیکیاں کی جائیں، خوشی سے کی جائیں۔ اس آیت کے آخر میں پھر اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ تمہارے لیے روزے رکھنا ہر لحاظ سے تمہارے لیے بہتر ہے۔

پھر اس سے اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس مہینے میں ہم نے قرآن نازل فرمایا جو تمہارے لیے ہدایت کا موجب ہے اور کھلے اور روشن دلائل اور نشان اپنے اندر رکھتا ہے۔

پس قرآن کو رمضان کے مہینے سے بھی ایک خاص نسبت ہے۔ اسی مہینے میں روزوں کے ساتھ اس کے

کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی جنہوں نے ہمیں جہاں قرآن کریم کے اسرار و رموز اور تفسیر اور معانی کے نئے نئے زاویے بتائے وہاں اس پر عمل کرنے اور قرآن کریم کو عزت دینے کی اور اسے پڑھنے اور غور کرنے کی طرف بھی خاص توجہ دلائی ہے اور بتایا کہ تمہیں کس خاص توجہ سے اس کو پڑھ کر اس پر عمل کرنا چاہیے اور اپنی حالتوں میں کیا تبدیلی پیدا کرنی چاہیے۔ چنانچہ ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

حاصل کرنے کے لیے یہ ضروری ہے۔ جو دنیاوی علوم ہیں ان کے حاصل کرنے کے لیے ضروری نہیں ہے لیکن قرآن کریم کو پڑھنے کے لیے ضروری ہے۔ اس کے علم کو حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام اوامر و نواہی جو ہیں ان کو آدمی سامنے رکھے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ اپنے ہر فعل اور قول کو اللہ تعالیٰ کے احکامات کی حکومت کے نیچے رکھے بلکہ بسا اوقات دیکھا گیا ہے کہ دنیاوی علوم کے ماہر اور طلب گار دہریہ منش ہو کر ہر قسم کے فسق و فجور میں مبتلا ہوتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ آج دنیا

کے سامنے ایک زبردست تجربہ موجود ہے۔ یورپ اور امریکہ باوجودیکہ وہ لوگ ارضی علوم میں بڑی بڑی ترقیاں کر رہے ہیں اور آئے دن نئی ایجادات کرتے رہتے ہیں لیکن ان کی روحانی اور اخلاقی حالت بہت ہی قابلِ شرم ہے۔ اور آج کل تو ہم دیکھ رہے ہیں کہ اس زمانے سے بڑھ کر آزادی کے نام پر اخلاقی گراوٹوں میں بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ لندن کے پارکوں اور پیرس کے ہوٹلوں کے حالات جو کچھ شائع ہوئے ہیں ہم تو ان کا ذکر بھی نہیں کر سکتے مگر علوم آسمانی اور اَسرارِ قرآنی کی واقفیت کے لیے تقویٰ پہلی شرط ہے۔ اس واسطے اگر ایک مسلمان مسلمان کہلا کر خواہ وہ صرف و نحو، معانی و بدیع وغیرہ علوم کا کتنا ہی بڑا فاضل کیوں نہ ہو دنیا کی نظر میں شیخ الکل فی الکل بنا بیٹھا ہو لیکن اگر سارے علوم اس کو آتے ہوں، گرائمر وغیرہ بھی آتی ہو، عربی دانی بھی اس کو بڑی اچھی آتی ہو، قرآن کریم کے معانی بھی بڑی اچھی طرح کر سکتا ہو لیکن اگر تزکیہ نفس نہیں کرتا تو قرآن شریف کے علوم سے اس کو حصہ نہیں دیا جاتا۔ فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ اس وقت دنیا کی توجہ ارضی علوم کی طرف بہت جھکی ہوئی ہے اور مغربی روشنی نے تمام عالم کو اپنی نئی ایجادوں اور صنعتوں میں حیران کر

پھر ایک موقعے پر ایک صاحب نے آپؑ سے سوال کیا کہ قرآن شریف کس طرح پڑھا جائے؟ آپؑ نے فرمایا کہ ”قرآن شریف تدبّر و تفکّر و غور سے پڑھنا چاہیے۔ حدیث شریف میں آیا ہے رُبَّ قَارٍ يَلْعَنُهُ الْقُرْاٰن۔ یعنی بہت سے ایسے قرآن کریم کے قاری ہوتے ہیں جن پر قرآن کریم لعنت بھیجتا ہے۔ جو شخص قرآن پڑھتا اور اس پر عمل نہیں کرتا اس پر قرآن مجید لعنت بھیجتا ہے“۔ فرمایا ”تلاوت کرتے وقت جب قرآن کریم کی آیتِ رحمت پر گزر ہو“۔ یعنی کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ذکر ہو ”تو وہاں خدا تعالیٰ سے رحمت طلب کی جاوے

قرآن کریم کو سمجھنے کے لیے روزوں کی پابندی بھی ضروری ہے

میں توبۃ النصوح کی ضرورت ہے، ایسی توبہ جو سچی توبہ ہو۔ جب تک انسان پوری فروتنی اور انکساری کے ساتھ، عاجزی کے ساتھ، انکساری کے ساتھ، اللہ تعالیٰ کے احکام کو نہ اٹھالے، اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل نہ کرے اور اس کے جلال اور جبروت سے لرزاں ہو کر نیازمندی کے ساتھ رجوع نہ کرے قرآنی علوم کا دروازہ نہیں کھل سکتا اور روح کے ان خواص اور قویٰ کی پرورش کا سامان اس کو قرآن شریف سے نہیں مل سکتا جس کو پا کر روح میں ایک لذّت اور تسلی پیدا ہوتی ہے۔

رکھا ہے۔ مسلمانوں نے بھی اگر اپنی فلاح اور بہتری کی کوئی راہ سوچی تو بدقسمتی سے یہ سوچی ہے کہ وہ مغرب کے رہنے والوں کو اپنا امام بنالیں۔ دنیا کی طرف پڑ گئے ہیں اور یہ ترقی جو دنیاوی ترقی ہے اسی کو سب کچھ سمجھنے لگ گئے ہیں۔ فرمایا یہ تو نئی روشنی کے مسلمانوں کا حال ہے۔ جو لوگ پرانے فیشن کے مسلمان کہلاتے ہیں اور اپنے آپ کو حامیٔ دینِ متین سمجھتے ہیں ان کی ساری عمر کی تحصیل کا خلاصہ یہ ہے اور لب لباب یہ ہے کہ صرف و نحو کے جھگڑوں اور الجھیڑوں میں پھنسے ہوئے ہیں اور ضَآلِّيْن کے لفظ پر مرمٹے ہیں۔ اسی بات میں الجھے

اور جہاں قرآن کریم میں کسی قوم کے عذاب کا ذکر ہو؟“ آپؑ فرماتے ہیں ”تو وہاں خدا تعالیٰ کے عذاب سے خدا تعالیٰ کے آگے پناہ کی درخواست کی جاوے“۔ توبہ اور استغفار کی جائے۔ اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگی جائے ”اور تدبّر و غور سے پڑھنا چاہیے اور اس پر عمل کیا جاوے“۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 9 صفحہ 200-199)

پس یہ ہے قرآن کریم پڑھنے کا طریق۔ ان دنوں میں جب ہمیں قرآن کریم پڑھنے کی طرف خاص توجہ ہوئی ہے تو اس سوچ اور اس انداز سے پڑھنے کی ہمیں کوشش کرنی چاہیے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں

علوم آسمانی اور اَسرار قرآنی کی واقفیت کے لیے تقویٰ پہلی شرط ہے

پس قرآن کریم کے علوم کو سمجھنے کے لیے تقویٰ بہت ضروری ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ قرآن شریف اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور اس کے علوم خدا کے ہاتھ میں ہیں۔ پس اس کے لیے تقویٰ بطور نردبان کے ہے یعنی سیڑھی کے ہے۔ تقویٰ جو ہے بطور سیڑھی کے ہے۔ وہ سیڑھی لگاؤ گے، تقویٰ کی سیڑھی استعمال کرو گے تو قرآنی علوم کا ادراک حاصل ہوگا۔ فرمایا کہ پھر کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ بے ایمان، شریر، خبیث النفس، ارضی خواہشوں کے اسیر اِن سے بہرہ وَر ہوں اس

ہوئے ہیں کہ گرائمر کیا ہے، عربی کی صَرف کیا ہے، نَحو کیا ہے اور کس طرح تلفظ صحیح طرح ادا کرنا ہے۔ فرمایا کہ قرآن شریف کی طرف بالکل توجہ ہی نہیں ہے اور ہو کیونکر جو تزکیہ نفس کی طرف توجہ ہی نہیں ہے۔ پس آپؑ فرماتے ہیں کہ احمدیوں کو اس بات پہ غور کرنا چاہیے کہ صرف دنیا میں نہ پڑ جاؤ بلکہ قرآن کریم کے علوم کو بھی حاصل کرنے کی کوشش کرو۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 1 صفحہ 425 تا 427)

”تم ہوشیار رہو۔ اور خدا کی تعلیم اور قرآن کی ہدایت کے برخلاف ایک قدم بھی نہ اٹھاؤ۔ مَیں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے۔ حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں اور باقی سب اس کے ظل تھے۔ سو تم قرآن کو تدبّر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو۔ ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو۔ کیونکہ جیسا کہ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا اَلْخَيْرُ كُلُّهٗ فِي

الْقُرْاٰنِ کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں۔ یہی بات سچ ہے"۔ فرماتے ہیں "افسوس ان لوگوں پر جو کسی اَور چیز کو اس پر مقدم رکھتے ہیں"۔ فرمایا "تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے۔ کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی۔ تمہارے ایمان کا مصدّق یا مکذّب قیامت کے دن قرآن ہے۔ اور بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اَور کوئی کتاب نہیں جو بلاواسطہ قرآن تمہیں ہدایت دے سکے"۔ قرآن کے واسطے سے گزرو گے تب ہی ہدایت ملے گی۔ فرمایا "خدا نے تم پر بہت احسان کیا ہے جو قرآن جیسی کتاب تمہیں عنایت

توجہ کی عادت پڑے گی ورنہ اللہ تعالیٰ کا رمضان کے مہینے میں قرآن کی طرف توجہ دلانے کا جو مقصد ہے وہی فوت ہو جاتا ہے۔ مومن تو وہی ہے جو مستقل مزاجی سے نیکیوں کو تلاش کرتا ہے اور انہیں جاری رکھتا ہے۔ پس یہ عظیم ہدایت اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے ذریعے سے ہم تک پہنچائی ہے۔ اسے ہمیں اپنی ہدایت کا ذریعہ بنانے کی بھرپور کوشش کرنی چاہیے۔

پھر اس آیت سے آگے مزید واضح کر کے یہ ہدایت فرما دی کہ روزوں کی پابندی کرنی ہے اور مریض اور مسافر نے چھوٹے ہوئے روزوں کو بعد میں پورا کرنا

یہ شکوے شروع ہو جاتے ہیں۔ اگر ہم اللہ تعالیٰ کی ہدایت کو نہیں سنتے، اس پر ہم عمل نہیں کرتے، اللہ تعالیٰ سے محبت کی تلاش نہیں کرتے، اس کے حقیقی بندے نہیں بنتے۔ صرف مشکل وقت آنے یا کسی تکلیف کے وقت میں ہی اسے پکارتے ہیں اور پھر بھول جاتے ہیں تو پھر کس طرح شکوہ کر سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری دعائیں نہیں سُنیں۔ پس پہلے ہمیں اپنے آپ کو سنوارنا ہوگا۔ ہاں اپنے آپ کو سنوارنے کی کوشش کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے کے لیے دعا کی ضرورت ہوتی ہے اس لیے دعا بھی کرنی ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ ہماری تسکین اور سکون کے

تم ہوشیار رہو۔ اور خدا کی تعلیم اور قرآن کی ہدایت کے برخلاف ایک قدم بھی نہ اٹھاؤ

کی۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ کتاب جو تم پر پڑھی گئی اگر عیسائیوں پر پڑھی جاتی تو وہ ہلاک نہ ہوتے۔ اور یہ نعمت اور ہدایت جو تمہیں دی گئی۔ اگر بجائے توریت کے یہودیوں کو دی جاتی تو بعض فرقے ان کے قیامت سے منکر نہ ہوتے۔ پس اس نعمت کی قدر کرو جو تمہیں دی گئی"۔ فرمایا کہ "یہ نہایت پیاری نعمت ہے۔ یہ بڑی دولت ہے۔ اگر قرآن نہ آتا تو تمام دنیا ایک گندے مضغہ کی طرح تھی"۔ ایک گندے لوتھڑے کی طرح تھی۔ "قرآن وہ کتاب ہے جس کے مقابل پر تمام ہدایتیں ہیچ ہیں"۔ (کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 27-26)

ہے۔ یہ ضروری ہے۔ صرف فدیہ دینے سے تمہیں چھوٹ نہیں مل گئی۔ سفر اور بیماری میں روزے نہ رکھنے کی چھوٹ دے کر اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان کیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر تنگی وارد نہیں کرتا۔ پھر فرمایا کہ روزوں کے دنوں کو خاص طور پر اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرنے اور ذکرِ الٰہی اور عبادت میں گزارو اور اس بات پر شکر کرو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے ہدایت کی ایسی عظیم کتاب اتاری جو جامع اور مکمل ہدایت ہے اور شکر کا حق اسی وقت ادا ہوتا ہے جب ہم اس پر عمل کرنے والے بنتے ہیں۔ پھر اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے، میری تلاش کرنے والے میری تلاش

سامان بھی پیدا فرمائے گا۔ کس طرح قبولیت کرتا ہے؟ اگر دل کو تسکین مل جاتی ہے سکون مل جاتا ہے تو یہ بھی قبولیت ہی ہے۔ پھر اپنے خالص بندوں، اپنے عاشقوں کی دعاؤں کو قبول کرنے کی طرح پھر اللہ تعالیٰ ہماری دعاؤں کو بھی قبول فرمائے گا۔ پس ہماری طرف سے پہلی کوشش رمضان کے مہینے میں ہوگی تو مومنوں کے لیے اپنا قرب پانے، دعاؤں کو قبول کرنے کے لیے خاص انتظام بھی پھر اللہ تعالیٰ کر دیتا ہے۔ پس اس میں ہمیں خاص کوشش کرنے کی ضرورت ہے ورنہ ہمیں اللہ تعالیٰ سے شکوے کرنے کا کوئی حق نہیں کہ وہ دعا قبول نہیں کرتا۔ دعا کے طریق اور اپنی حالتوں کو قبولیت دعا کی کیفیت والا

سو تم قرآن کو تدبّر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو۔ ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو

پس قرآن کریم پڑھنے، اسے سمجھنے اور اس کی ہدایات پر عمل کرنے کی طرف ہمیں خاص طور پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ رمضان میں بہت سے لوگوں کی اس طرف توجہ پیدا ہوتی ہے تو پھر اسے انہیں اپنی زندگی کا مستقل حصہ بنانے کی ضرورت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر رمضان کے مہینے میں قرآن کریم پڑھنے کی طرف جو مومنین کو توجہ دلائی ہے تو اس لیے کہ اس مجاہدے کے مہینے سے گزرتے ہوئے جب ہم قرآن کریم کی طرف خاص توجہ دے رہے ہوں گے تو پھر عام دنوں میں بھی اس طرف

میں خاص طور پر سوال کرتے ہیں، رمضان کے مہینے میں اس تلاش میں پہلے سے زیادہ بڑھ جاتے ہیں تو مَیں تو قریب ہوں، ان کی پکاریں سن رہا ہوں اور خالص ہو کر مجھ سے مانگیں گے تو پھر میں قبول بھی کرتا ہوں لیکن دعا قبول کروانے کے لیے ضروری ہے کہ دعا کرنے والا بھی میری بات مانے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے حکم کو قبول کرے۔ میرے پر ایمان مضبوط کرے۔ یہ شکوہ کہ ہم تو دعا کر دیتے ہیں، کرتے ہیں، ہم نے بہت دعا کی لیکن اللہ تعالیٰ نے نہیں سنی۔ چند دن بعد ہی بعضوں کے

بنانے کے لیے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کس طرح رہنمائی فرمائی ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں: "یہ سچی بات ہے کہ جو شخص اعمال سے کام نہیں لیتا وہ دعا نہیں کرتا بلکہ خدا تعالیٰ کی آزمائش کرتا ہے۔ اس لیے دعا کرنے سے پہلے اپنی تمام طاقتوں کو خرچ کرنا ضروری ہے۔ اور یہی معنی اس دعا کے ہیں"۔ (ملفوظات جلد 1 صفحہ 124)

پھر آپؑ فرماتے ہیں۔ "یہ خیال مت کرو کہ ہم بھی ہر روز دعا کرتے ہیں اور تمام نماز دعا ہی ہے جو ہم پڑھتے ہیں"۔ بے شک نماز جو ہے دعا ہے لیکن وہ کیفیت پیدا

ہونی چاہیے جو دعا کا حقیقی مقصد ہے، وہ بھی ضروری ہے۔فرمایا ’’کیونکہ وہ دعا جو معرفت کے بعد اور فضل کے ذریعہ سے پیدا ہوتی ہے وہ اَور رنگ اور کیفیت رکھتی ہے۔ وہ فنا کرنے والی چیز ہے۔ وہ گداز کرنے والی آگ ہے۔ وہ رحمت کو کھینچنے والی ایک مقناطیسی کشش ہے۔ وہ موت ہے پر آخر کو زندہ کرتی ہے۔ وہ ایک تند سَیل ہے پر آخر کو کشتی بن جاتی ہے‘‘۔ایک طوفان ہے سمندر کا لیکن وہی طوفان کشتی بن جاتا ہے، بچانے کا ذریعہ بن جاتا ہے۔فرمایا کہ ’’ہر ایک بگڑی ہوئی بات اس سے بن جاتی جھگڑوں کا دین کو رنگ مت دو‘‘۔فرمایا ’’......دعا کرنے والوں کو خدا معجزہ دکھائے گا اور مانگنے والوں کو ایک خارق عادت نعمت دی جائے گی۔ دعا خدا سے آتی ہے اور خدا کی طرف ہی جاتی ہے۔ دعا سے خدا ایسا نزدیک ہو جاتا ہے جیسا کہ تمہاری جان تم سے نزدیک ہے۔ دعا کی پہلی نعمت یہ ہے کہ انسان میں پاک تبدیلی پیدا ہوتی ہے‘‘۔فرمایا ’’......غرض دعا وہ اکسیر ہے جو ایک مُشتِ خاک کو کیمیا کر دیتی ہے اور وہ ایک پانی ہے جو اندرونی غلاظتوں کو دھو دیتا ہے۔اس دعا کے ساتھ روح پگھلتی ہے اور پانی کی طرح بہ کر آستانہ حضرتِ احدیت پر

تو ہمارے اندر ہی کمی ہے۔ خدا تعالیٰ کا فرمان کبھی غلط نہیں ہوسکتا۔ ان دنوں میں اپنی حالتوں کی بہتری کے لیے ہمیں خاص طور پر دعائیں کرنی چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ جو اپنے بندوں کے پہلے ہی بہت قریب ہے ان دنوں میں اَور بھی قریب آ گیا ہے۔ اپنی فرض عبادتوں اور اپنے نوافل میں خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور ہمیں جھکنا چاہیے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس مہینے کا ابتدائی عشرہ رحمت ہے درمیانی عشرہ مغفرت کا موجب ہے اور آخری عشرہ جہنم سے نجات دلانے والا ہے۔

(کنزالعمال جلد 8 صفحہ 477 فی فصل صوم شہر رمضان حدیث 23714 مؤسسۃ الرسالۃ بیروت 1985ء)

قرآن وہ کتاب ہے جس کے مقابل پر تمام ہدایتیں ہیچ ہیں

ہے اور ہر ایک زہر آخر اس سے تریاق ہو جاتا ہے‘‘۔ پس حقیقی دعا تو اس طرح اثر دکھاتی ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:

’’مبارک وہ قیدی جو دعا کرتے ہیں، تھکتے نہیں، کیونکہ ایک دن رہائی پائیں گے۔مبارک وہ اندھے جو دعاؤں میں سست نہیں ہوتے کیونکہ ایک دن دیکھنے لگیں گے۔مبارک وہ جو قبروں میں پڑے ہوئے دعاؤں کے ساتھ خدا کی مدد چاہتے ہیں۔کیونکہ ایک دن قبروں سے باہر نکالے جائیں گے‘‘۔یعنی روحانی طور پر مردہ ہوئے ہوئے ہیں۔ ’’مبارک تم جب کہ دعا کرنے میں کبھی ماندہ نہیں ہوتے اور تمہاری روح دعا کے لیے پگھلتی اور گرتی ہے۔ وہ خدا کے حضور میں کھڑی بھی ہوتی ہے اور رکوع بھی کرتی ہے اور سجدہ بھی کرتی ہے۔اور اسی کی ظل وہ نماز ہے جو اسلام نے سکھلائی ہے۔ اور روح کا کھڑا ہونا یہ ہے کہ وہ خدا کے لیے ہر ایک مصیبت کی برداشت اور حکم ماننے کے بارے میں مستعدی ظاہر کرتی ہے۔اور اس کا رکوع یعنی جھکنا یہ ہے کہ وہ تمام محبتوں اور تعلّقوں کو چھوڑ کر خدا کی طرف جھک آتی ہے اور خدا کے لیے ہو جاتی ہے۔ اور اُس کا سجدہ یہ ہے کہ وہ خدا کے آستانہ پر گر کر اپنے تئیں بکلی کھو دیتی ہے‘‘۔ اپنی ذات کو ختم کر دیتی ہے ’’اور اپنے نقشِ وجود کو مٹا دیتی ہے۔ یہی نماز

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنا حقیقی عبد بناتے ہوئے اپنی رحمت اور مغفرت کی چادر میں لے لے اور اس مہینے سے ہم فیض پانے والے ہوں۔ ان دنوں میں خاص طور پر جماعت کے لیے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ دشمنانِ احمدیت کے شَر ان پر الٹائے اور جہاں جہاں بھی جماعت کے خلاف منصوبے باندھے جا رہے ہیں اللہ تعالیٰ وہاں ان کی تدبیریں اور ان کے مکر ان پر الٹائے۔مسلم اُمہ کے لیے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کو ظلم کرنے اور ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے سے روکے، بچائے اور خالص مسلمان بنائے۔ زمانے کے امام کو یہ ماننے والے ہوں۔

مومن تو وہی ہے جو مستقل مزاجی سے نیکیوں کو تلاش کرتا ہے اور انہیں جاری رکھتا ہے

تمہاری آنکھ آنسو بہاتی اور تمہارے سینے میں ایک آگ پیدا کر دیتی ہے اور تمہیں تنہائی کا ذوق اٹھانے کے لیے اندھیری کوٹھڑیوں اور سنسان جنگلوں میں لے جاتی ہے اور تمہیں بے تاب اور دیوانہ اور از خود رفتہ بنا دیتی ہے کیونکہ آخر تم پر فضل کیا جاوے گا۔ وہ خدا جس کی طرف ہم بلاتے ہیں نہایت کریم و رحیم، حیا والا، صادق، وفادار، عاجزوں پر رحم کرنے والا ہے۔ پس تم بھی وفادار بن جاؤ اور پورے صدق اور وفا سے دعا کرو کہ وہ تم پر رحم فرمائے گا۔ دنیا کے شور و غوغا سے الگ ہو جاؤ اور نفسانی ہے جو خدا کو ملاتی ہے اور شریعت اسلامی نے اس کی تصویر معمولی نماز میں کھینچ کر دکھلائی ہے تا وہ جسمانی نماز روحانی نماز کی طرف محرک ہو‘‘ لے جانے والی ہو۔’’

(لیکچر سیالکوٹ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 222 تا 224)

پس یہ وہ حالت ہے جو ہمیں اپنے اندر پیدا کرنی ہوگی تا کہ دعاؤں کی قبولیت کے نظارے ہم دیکھیں۔ رمضان کے روزوں کے ساتھ عبادت کی حقیقت سے بھی فیض یاب ہوں اور دعاؤں کی قبولیت کے نظّارے بھی ہم دیکھیں۔ اگر دعاؤں کی قبولیت میں کہیں کمی ہے

دنیا کے حالات کے لیے عمومی طور پر بھی دعا کریں۔ بڑی تیزی سے بہت بڑی تباہی کی طرف جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ دنیا کو عقل دے اور یہ خدا تعالیٰ کو پہچانیں تا کہ اس تباہی سے بچ سکیں، آمین۔

خطبہ جمعہ کے آخر میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دو مرحومین مکرم ڈاکٹر طاہر عزیز احمد صاحب اور ڈاکٹر افتخار احمد صاحب کا ذکرِ خیر فرمانے کے بعد نماز جنازہ غائب پڑھائی۔ (الفضل انٹرنیشنل 31؍مئی 2019ء صفحہ 5 تا 10)

مکرم فیروز ادیب اکمل صاحب۔ مربی سلسلہ

رمضان المبارک کے دوران سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے شب و روز

روزہ ارکانِ اسلام میں سے ایک اہم رکن ہے۔ قرآنِ کریم میں ماہِ رمضان کے روزے رکھنا فرض قرار دیا گیا ہے، ان روزوں میں انسان بھوک اور پیاس برداشت کرتا ہے اور نفسانی جوشوں سے بچنے کی کوشش کرتا ہے جس سے انسان کو تنویرِ قلب حاصل ہوتی ہے اور انسان اپنے نفسانی جوشوں پر غالب آ کر عبادات اور حقوق العباد کو بہتر رنگ میں ادا کرسکتا ہے۔ اسی طرح روزوں کا ایک اور مقصد ہماری زندگیوں میں نظم وضبط پیدا کرنا بھی ہے۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حیاتِ مبارکہ کا مطالعہ کرنے سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ جہاں آپؑ روزوں سے متعلق احکام پر سختی سے عمل کرتے تھے وہیں اسلام کی دی ہوئی رخصتوں سے فائدہ اٹھانے کی تلقین بھی فرماتے۔ زیرِنظر مضمون کے ذریعہ قارئینِ کرام کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں رمضان المبارک کے ماحول کا نظارہ کرانے کی کوشش کی جائے گی۔

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ عنہ حضورؑ کے روزوں کی منظر کشی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”1895ء میں مجھے تمام ماہ رمضان قادیان میں گزارنے کا اتفاق ہوا اور میں نے تمام مہینہ حضرت صاحب کے پیچھے نمازِ تہجّد یعنی تراویح ادا کی۔ آپ کی یہ عادت تھی کہ وتر اوّل شب میں پڑھ لیتے تھے اور نماز تہجّد آٹھ رکعت دو دو رکعت کر کے آخر شب میں ادا فرماتے تھے۔ جس میں آپ ہمیشہ پہلی رکعت میں آیت الکرسی تلاوت فرماتے تھے یعنی اَللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ سے وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْم تک اور دوسری رکعت میں سورۃ اخلاص کی قرأت فرماتے تھے اور رکوع وسجود میں یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ اکثر پڑھتے تھے۔ اور ایسی آواز سے پڑھتے تھے کہ آپ کی آواز مَیں سُن سکتا تھا نیز آپ ہمیشہ سحری نماز تہجّد کے بعد کھاتے تھے اور اس میں اتنی تاخیر فرماتے تھے کہ بعض دفعہ کھاتے کھاتے اذان ہوجاتی تھی اور آپ بعض اوقات اذان کے ختم ہونے تک کھانا کھاتے رہتے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ دراصل مسئلہ تو یہ ہے کہ جب تک صبحِ صادق اُفقِ مشرق سے نمودار نہ ہوجائے سحری کھانا جائز ہے اذان کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں ہے کیونکہ صبح کی اذان کا وقت بھی صبحِ صادق کے ظاہر ہونے پر مقرر ہے۔ اس لئے لوگ عموماً سحری کی حد اذان ہونے کو سمجھ لیتے ہیں۔ قادیان میں چونکہ صبح کی اذان صبحِ صادق کے پھوٹتے ہی ہوجاتی ہے بلکہ ممکن ہے کہ بعض اوقات غلطی اور بے احتیاطی سے اس سے بھی قبل ہوجاتی ہو۔ اس لئے ایسے موقعوں پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اذان کا چنداں خیال نہ فرماتے تھے اور صبحِ صادق کے تبیّن تک سحری کھاتے رہتے تھے اور دراصل شریعت کا منشاء بھی اس معاملہ میں یہ نہیں ہے کہ جب علمی اور حسابی طور پر صبحِ صادق کا آغاز ہو اس کے ساتھ ہی کھانا ترک کر دیا جاوے بلکہ منشاء یہ

ہے کہ جب عام لوگوں کی نظر میں صبح کی سفیدی ظاہر ہو جاوے اس وقت کھانا چھوڑ دیا جاوے۔ چنانچہ تبیّن کا لفظ اسی بات کو ظاہر کر رہا ہے۔ حدیث میں بھی آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بلال کی اذان پر سحری نہ چھوڑا کرو بلکہ ابن مکتوم کی اذان تک بے شک کھاتے پیتے رہا کرو۔ کیونکہ ابنِ مکتوم نابینا تھے اور جب تک لوگوں میں شور نہ پڑ جاتا تھا کہ صبح ہوگئی ہے، صبح ہوگئی ہے اس وقت تک اذان نہ دیتے تھے"۔

(سیرت المہدی جلد1 صفحہ 296،295)

یوں تو حضرت مسیح موعودؑ مہمانوں کا بے حد خیال رکھا کرتے تھے لیکن رمضان میں یہ خیال کئی گنا بڑھ جاتا تھا، اس کا اندازہ حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی رضی اللہ عنہ کی اِس روایت سے ہوتا ہے:

"مَیں قادیان میں مسجد مبارک سے ملحق کمرے میں ٹھہرا کرتا تھا۔ مَیں ایک دفعہ سحری کھا رہا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لے آئے۔ دیکھ کر فرمایا۔ آپ دال سے روٹی کھاتے ہیں؟ اور اسی وقت منتظم کو بلوایا اور فرمانے لگے کہ آپ سحری کے وقت دوستوں کو ایسا کھانا دیتے ہیں؟ یہاں ہمارے جس قدر احباب ہیں وہ سفر میں نہیں۔ ہر ایک سے معلوم کرو کہ اُن کو کیا کیا کھانے کی عادت ہے اور وہ سحری کو کیا کیا چیز پسند کرتے ہیں۔ ویسا ہی کھانا ان کے لئے تیار کیا جائے۔ پھر منتظم میرے لئے اور کھانا لایا مگر مَیں کھانا کھا چکا تھا اور اذان بھی ہوگئی تھی۔ حضور نے فرمایا کھالو۔ اذان جلد دی گئی ہے۔ اس کا خیال نہ کرو"۔ (سیرت المہدی جلد2 صفحہ 127)

حضرت منشی حبیب الرحمٰن صاحب حضورؑ کی رمضان کے دنوں میں علالت کے بارے میں لکھتے ہیں:

"ایک دفعہ مَیں نے رمضان شریف کا آخری عشرہ قادیان میں گزارا۔ ان دنوں میں حضور علیہ السلام کو تپ لرزہ یومیہ آتا تھا۔ ظہر کے بعد لرزہ سے تپ ہو جاتا تھا۔ اس لئے ظہر کے وقت حضور جماعت میں شریک ہوا کرتے تھے اور باقی نمازوں میں شریک نہیں ہو سکتے تھے۔ ظہر سے پہلے کبھی کبھی بانتظار نماز یاں بیٹھتے تھے۔ میری عادت تھی کہ میں ضرور اس جگہ پہنچ جایا کرتا تھا جہاں حضور بیٹھتے تھے۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ میں دور رہا ہوں۔ اگر ایسا اتفاق ہوتا بھی جو صرف ایک دفعہ ہوا تو خدا تعالیٰ کوئی نہ کوئی سامان کر دیتا کہ مَیں قریب پہنچ جاؤں۔ غرض جب حضور ظہر کی نماز کے واسطے تشریف لاتے، مَیں طبیعت کا حال دریافت کرتا تو فرماتے کہ سردی معلوم ہو رہی ہے۔ بعض دفعہ فرماتے کہ نماز پڑھو۔ سردی زیادہ معلوم ہو رہی ہے مگر باوجود علالت کے حضور روزہ برابر رکھتے تھے۔ ایک دن مَیں نے عرض کیا کہ تپ کی تکلیف ہے اور کئی دن ہوگئے ہیں۔ اگر روزہ افطار کر دیا (یعنی بوقت بخار کھول یا توڑ لیا) کریں (تو بہتر ہو) فرمایا کہ روزہ کی وجہ سے کچھ تکلیف محسوس نہیں ہوتی ہے بلکہ آرام معلوم ہوتا ہے۔ بھوک پیاس کچھ معلوم نہیں ہوتی۔ رات کو البتہ کچھ زیادہ تکلیف ہوتی ہے۔ اس لئے روزہ رکھ لیتا ہوں۔ صبح کو تپ اتر جاتا تھا تو حضور سیر کو تشریف لے جایا کرتے تھے"۔

(اصحاب احمد جلد 10 صفحہ 398،397 نیا ایڈیشن
روایت حضرت منشی حبیب الرحمٰن صاحب)

سفر میں روزہ رکھنے کے بارہ میں ایک روایت ہے:

"حضرتِ اقدس یہ معلوم کر کے کہ لاہور سے شیخ محمد چٹو آئے ہیں اور احباب بھی آئے ہیں۔ محض اپنے خلقِ عظیم کی بناء پر باہر نکلے غرض یہ تھی کہ باہر سیر کو نکلیں گے۔ احباب سے ملاقات کی تقریب ہوگی۔ چونکہ پہلے سے لوگوں کو معلوم ہوگیا تھا کہ حضرتِ اقدس باہر تشریف لائیں گے اس لئے اکثر احباب چھوٹی مسجد میں موجود تھے۔ جب حضرتِ اقدس اپنے دروازے سے باہر آئے تو معمول کے موافق خدام پروانہ وار آپ کی طرف دوڑے۔ آپ نے شیخ صاحب کی طرف دیکھ کر بعد سلام مسنون فرمایا:

حضرتِ اقدس۔ آپ اچھی طرح سے ہیں؟ آپ تو ہمارے پرانے ملنے والوں میں سے ہیں۔

بابا چٹو۔ شکر ہے۔

حضرتِ اقدس: (حکیم محمد حسین قریشی کو مخاطب کر کے) یہ آپ کا فرض ہے کہ ان کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔ ان کے کھانے ٹھہرنے کا پورا انتظام کر دو۔ جس چیز کی ضرورت ہو مجھ سے کہو اور میاں نجم الدین کو تاکید کر دو کہ ان کے کھانے کے لئے جو مناسب ہو اور پسند کریں وہ تیار کرے۔

حکیم محمد حسین: بہت اچھا حضور۔ ان شاءاللہ کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔

حضرتِ اقدس: (بابا چٹو کو خطاب کر کے) آپ تو مسافر ہیں، روزہ تو نہیں رکھا ہوگا؟

بابا چٹو: نہیں مجھے تو روزہ ہے میں نے رکھ لیا ہے۔

حضرتِ اقدس: اصل بات یہ ہے کہ قرآن شریف کی رخصتوں پر عمل کرنا بھی تقویٰ ہے۔ خدا تعالیٰ نے مسافر اور بیمار کو دوسرے وقت رکھنے کی اجازت اور رخصت دی ہے اس لئے اس حکم پر بھی تو عمل رکھنا چاہیے۔ مَیں نے پڑھا ہے کہ اکثر اکابر اس طرف گئے ہیں کہ اگر کوئی حالت سفر یا بیماری میں روزہ رکھتا ہے تو یہ معصیت ہے۔ کیونکہ غرض تو اللہ تعالیٰ کی رضا ہے نہ اپنی مرضی اور اللہ تعالیٰ کی رضا فرمانبرداری میں ہے جو حکم وہ دے اس کی اطاعت کی جاوے اور اپنی طرف سے اس پر حاشیہ نہ چڑھایا جاوے۔ اس نے تو یہی حکم دیا ہے مَنۡ کَانَ مِنۡکُمۡ مَّرِیۡضًا اَوۡ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنۡ اَیَّامٍ اُخَرَ۔ (البقرہ:185) اس میں کوئی قید اور نہیں لگائی کہ ایسا سفر ہو یا ایسی بیماری ہو۔ مَیں سفر کی حالت میں روزہ نہیں رکھتا اور ایسا ہی بیماری کی حالت میں۔ چنانچہ آج بھی میری طبیعت اچھی نہیں اور مَیں نے روزہ نہیں رکھا۔ چلنے پھرنے سے بیماری میں کچھ کمی ہوتی ہے اس لئے باہر جاؤں گا۔ کیا آپ بھی چلیں گے۔

بابا چٹو: نہیں مَیں تو نہیں جا سکتا۔ آپ ہو آئیں۔ یہ حکم تو بے شک ہے مگر سفر میں کوئی تکلیف نہیں پھر کیوں روزہ نہ رکھا جاوے۔

حضرتِ اقدس: یہ تو آپ کی اپنی رائے ہے۔ قرآن شریف نے تو تکلیف یا عدم تکلیف کا کوئی ذکر نہیں فرمایا اب آپ بہت بوڑھے ہوگئے ہیں۔ زندگی کا اعتبار کچھ نہیں۔ انسان کو وہ راہ اختیار کرنی چاہئے جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو جاوے اور صراطِ مستقیم مل جاوے۔

بابا چٹو: مَیں تو اسی لئے آیا ہوں کہ آپ سے کچھ فائدہ اٹھاؤں۔ اگر یہی راہ سچی ہے تو ایسا نہ ہو کہ ہم غفلت ہی میں مَر جاویں۔

حضرتِ اقدس: ہاں یہ بہت عمدہ بات ہے۔ مَیں تھوڑی دور ہو آؤں۔ آپ آرام کریں۔ (یہ کہہ کر حضرتِ اقدس سیر کو تشریف لے گئے)‘‘ (الحکم 31 جنوری 1907ء صفحہ 14)

حضرت میاں عبداللہ صاحب سنوریؓ بیان کرتے ہیں:

’’اوائل زمانہ کی بات ہے کہ ایک دفعہ رمضان کے مہینہ میں کوئی مہمان یہاں حضرت صاحب کے پاس آیا۔ اسے اس وقت روزہ تھا اور دن کا زیادہ حصہ گزر چکا تھا بلکہ شاید عصر کے بعد کا وقت تھا۔ حضرت صاحب نے اسے فرمایا آپ روزہ کھول دیں۔ اس نے عرض کیا کہ اب تھوڑا سا دن رہ گیا ہے۔ اب کیا کھولنا ہے۔ حضورؑ نے فرمایا آپ سینہ زوری سے خدا تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتے ہیں۔ خدا تعالیٰ سینہ زوری سے نہیں بلکہ فرمانبرداری سے راضی ہوتا ہے۔ جب اُس نے فرما دیا ہے کہ مسافر روزہ نہ رکھے تو نہیں رکھنا چاہیے۔ اس پر اس نے روزہ کھول دیا‘‘۔ (سیرت المہدی جلد 1 صفحہ 97)

حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی رضی اللہ عنہ تحریر کرتے ہیں:

’’ایک مرتبہ میں اور حضرت منشی اروڑے خان صاحب اور حضرت خان صاحب محمد خاں صاحب لدھیانہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رمضان کا مہینہ تھا۔ مَیں نے روزہ رکھا ہوا تھا اور میرے رفقاء نے نہیں رکھا تھا۔ جب ہم حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے تو تھوڑا سا وقت غروبِ آفتاب میں باقی تھا۔ حضرت کو انہوں نے کہا کہ ظفر احمد نے روزہ رکھا ہوا ہے۔ حضرت فوراً اندر تشریف لے گئے اور شربت کا ایک گلاس لے کر آئے اور فرمایا روزہ کھول دو۔ سفر میں روزہ نہیں چاہئے۔ مَیں نے تعمیلِ ارشاد کی اور اس کے بعد بوجہ مقیم ہونے کے ہم روزہ رکھنے لگے۔ افطاری کے وقت حضرتِ اقدس خود تین گلاس ایک بڑے تھال میں رکھ کر لائے۔ ہم روزہ کھولنے لگے۔ مَیں نے عرض کیا کہ حضور منشی جی کو (منشی اروڑے خاں صاحب کو) ایک گلاس میں کیا ہوتا ہے۔ حضرت مسکرائے اور جھٹ اندر تشریف لے گئے۔ اور ایک بڑا لوٹا شربت کا بھر کر لائے اور منشی جی کو پلایا۔ منشی جی یہ سمجھ کر حضرتِ اقدس کے ہاتھ سے شربت پی رہا ہوں پیتے رہے اور ختم کر دیا۔ (روایت حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلویؓ اصحاب احمد جلد 4 صفحہ 224 نیا ایڈیشن)

حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدّین صاحب کی اہلیہ محترمہ کا بیان ہے:

’’1903ء کا ذکر ہے کہ مَیں اور ڈاکٹر صاحب مرحوم رُڑکی سے آئے۔ چار دن کی رخصت تھی۔ حضورؑ نے پوچھا: ’’سفر میں تو روزہ نہیں تھا؟‘‘ ہم نے کہا نہیں۔ حضورؑ نے ہمیں گلابی کمرہ رہنے کو دیا۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا: ہم روزہ رکھیں گے۔ آپؑ نے فرمایا ’’بہت اچھا! آپ سفر میں ہیں‘‘۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا۔ حضورؑ! چند روز قیام کرنا ہے دل چاہتا ہے روزہ رکھوں۔ آپؑ نے فرمایا۔ ’’اچھا! ہم آپ کو کشمیری پَراٹھے کھلائیں گے‘‘۔ ہم نے خیال کیا کشمیری پَراٹھے خدا جانے کیسے ہوں گے؟ جب سحری کا وقت ہوا اور ہم تہجّد و نوافل سے فارغ ہوئے اور کھانا آیا تو حضرتِ اقدس مسیح موعود علیہ السلام خود گلابی کمرے میں تشریف لائے۔ (جو کہ مکان کی نچلی منزل میں تھا) حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مکان کی اوپر والی تیسری منزل پر رہا کرتے تھے۔ ان کی بڑی اہلیہ کریم بی بی صاحبہ جن کو مولویانی کہا کرتے تھے، کشمیری تھیں اور پَراٹھے اچھے پکایا کرتی تھیں۔ حضورؑ نے یہ پَراٹھے ان سے ہمارے واسطے پکوائے تھے۔ پَراٹھے گرما گرم اوپر سے آتے تھے اور حضور علیہ السلام خود لے کر ہمارے آگے رکھتے تھے اور فرماتے تھے۔ ’’اچھی طرح کھاؤ‘‘۔ مجھے تو شرم آتی تھی اور ڈاکٹر صاحب بھی شرمسار تھے مگر ہمارے دِلوں پر جو اثر حضورؑ کی شفقت اور عنایت کا تھا اس سے روئیں روئیں میں خوشی کا لرزہ پیدا ہو رہا تھا۔ اتنے میں اذان ہوگئی تو حضورؑ نے فرمایا کہ ’’اور کھاؤ، ابھی بہت وقت ہے‘‘۔ فرمایا: ’’قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: كُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ۔ (البقرۃ:188) اس پر لوگ عمل نہیں کرتے۔ آپ کھائیں ابھی وقت بہت ہے مؤذن نے وقت سے پہلے اذان دے دی ہے‘‘۔ جب تک ہم کھاتے رہے حضورؑ کھڑے رہے اور ٹہلتے رہے۔ ہر چند ڈاکٹر صاحب نے عرض کیا کہ حضورؑ تشریف رکھیں، میں خود خادمہ سے پَراٹھے پکڑ لوں گا یا میری بیوی لے لیں گی مگر حضورؑ نے نہ مانا اور ہماری خاطر تواضع میں لگے رہے۔ اس کھانے میں عمدہ سالن اور دودھ سویاں وغیرہ کھانے بھی تھے۔‘‘ (سیرت المہدی جلد 2 صفحہ 202،203)

مندرجہ بالا روایات معلوم ہوتا ہے کہ آپؑ کس قدر مہمان نواز اور روزہ کے پابند تھے اور جہاں تک ممکن ہو روزہ رکھنے کی کوشش کرتے تھے مگر اس کے ساتھ ساتھ اسلام کی دی ہوئی رخصتوں سے فائدہ بھی اٹھایا کرتے تھے۔ خدا تعالیٰ ہمیں رمضان کی اہمیت کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

تعمیرِ حرم کا کوئی سامان بناؤ

رمضان میں رمضان کو رمضان بناؤ
ہر سانس کو تسبیح کا گُل دان بناؤ

یہ عہد تو ہے عہد مسیحائے زماں کا
اسلام کو پھر فاتحِ ادیان بناؤ

ہے وید و ژند و پاژند و تورات میں بھی حق
کھوٹ ان میں ملا ہے انہیں ’’قرآن‘‘ بناؤ

دنیا کے صنم خانے ہیں اب ٹوٹنے والے
تعمیر حرم کا کوئی سامان بناؤ

نمرودوں نے بھڑکائے ہیں آتشکدے تنویرؔ
شعلوں کو گل و سوسن و ریحان بناؤ

(روشن دین تنویرؔ صاحب مرحوم)

تعارف کتب

محمد انیس دیالگڑھی

حقیقۃ الوحی

اس تصنیف لطیف کا جرمن ترجمہ کرنے کی سعادت مکرم مبارک احمد تنویر صاحب مربی سلسلہ اور مکرم انتصار احمد تنویر صاحب کے حصہ میں آئی۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے“۔

یہی وجہ ہے کہ آپ کی ہر کتاب آسمانی شاہکار ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے دائرہ کار اور اس میدان میں حکم عدل ہونے کی وجہ سے سَند کا مقام رکھتی ہے۔

حضورؑ کی زیرِنظر تصنیف لطیف حقیقۃ الوحی میں آپؑ نے وحی والہام رؤیا وکشوف، معجزات، نشانات، ختمِ نبوت کی حقیقت اور سچائی، رحمانی اور شیطانی الہام یا خواب میں فرق کے موضوعات پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ چنانچہ یہ کتاب بے شمار لوگوں کی ہدایت کا باعث بنی جن میں ایسے سعادت مند بھی شامل تھے جو علمی وروحانی حلقوں میں نہایت ممتاز حیثیت رکھتے تھے۔

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

”واضح ہو کہ مجھے اس رسالہ کے لکھنے کے لیے یہ ضرورت پیش آئی ہے کہ اس زمانہ میں جس طرح اور صدہا طرح کے فتنے اور بدعتیں پیدا ہوگئی ہیں۔ اسی طرح یہ بھی ایک بزرگ فتنہ پیدا ہوگیا ہے کہ اکثر لوگ اس بات سے بے خبر ہیں کہ کس درجہ اور کس حالت میں کوئی خواب یا الہام قابل اعتبار ہوسکتا ہے اور کن حالتوں میں اندیشہ ہے کہ وہ شیطان کا کلام ہو، نہ خدا کا۔ اور حدیث النفس، ہو نہ حدیث الربّ“

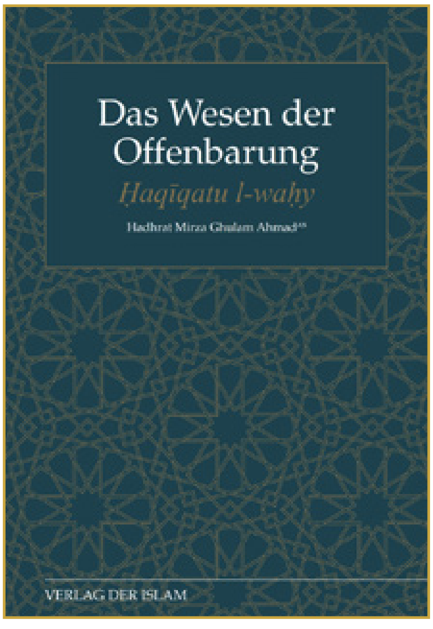

(روحانی خزائن جلد 22۔حقیقۃ الوحی صفحہ 3)

حضورؑ نے الہام یا رؤیا وکشوف پانے والوں کی خوابوں کے تین مدارج بیان فرمائے۔ باب اوّل میں پہلے گروہ کا ذکر ہے۔

”ان لوگوں کے بیان میں جن کو بعض اوقات سچی خوابیں آتی ہیں یا بعض سچے الہام ہوتے ہیں لیکن اُن کو خداتعالیٰ سے کچھ بھی تعلق نہیں اور اُس روشنی سے اُن کو ایک ذرہ حصہ نہیں ملتا جو اہل تعلق پاتے ہیں اور نفسانی قالب اُن کا تعلق نور سے ہزار ہا کوس دور ہوتا ہے۔

(روحانی خزائن جلد 22۔حقیقۃ الوحی صفحہ 7)

دوسرے باب میں آپؑ نے دوسرے طبقہ کا ذکر کیا ہے۔ ”ان لوگوں کے بیان میں جن کو بعض اوقات سچّی خوابیں آتی ہیں۔ یا سچے الہام ہوتے ہیں اور ان کو خداتعالیٰ سے کچھ تعلق بھی ہے لیکن کچھ بڑا تعلق نہیں اور نفسانی قالب اُن کا شعلہ نور سے جل کر نیست ونابود نہیں ہوتا اگرچہ کسی قدر اُس کے نزدیک آجاتا ہے۔

(روحانی خزائن جلد 22۔حقیقۃ الوحی صفحہ 13)

تیسرے باب میں آپ نے ان لوگوں کا بیان فرمایا ہے ”جو خداتعالیٰ سے اکمل اور اصفیٰ طور پر وحی پاتے ہیں اور کامل طور پر شرفِ مکالمہ اور مخاطبہ ان کو حاصل ہے اور خوابیں بھی ان کو فلق الصبح کی طرح سچی آتی ہیں

اور خداتعالیٰ سے اکمل اور اتمّ طور پر محبت کا تعلق رکھتے ہیں اور محبتِ الٰہی کی آگ میں داخل ہوجاتے ہیں اور نفسانی قالب ان کا شعلۂ نور سے جل کر بالکل خاک ہوجاتا ہے“۔ (روحانی خزائن جلد 22۔حقیقۃ الوحی صفحہ 16)

حضور نے تحدّی کے ساتھ یہ دعوٰی فرمایا کہ آپؑ اس تیسرے مبارک طبقہ میں شامل ہیں جن پر خدا کی وحی اور اس کے افضال اور نشانات دن رات بارش کی طرح نازل ہوتے ہیں۔ کتاب کے چوتھے باب میں حضورؑ نے اپنے الہامات اور رؤیا وکشوف سے تقریباً تین صد واقعات ثبوت اور گواہوں کے نام کے ساتھ درج فرمائے اور آج 150سال ہونے کو آئے یہ سارے نشانات ”چمکتے ہیں وہ سب جیسے ستارے“ کے مصداق جگمگا رہے ہیں اور نورِ ہدایت کا کام دے رہے ہیں اور قیامت تک ان نشانوں کا سلسلہ چلتا چلا جائے گا اور کوئی نہیں جو ان کو روک سکے۔

”انجامِ آتھم“ میں حضورؑ نے 64 سے زائد علماء اور گدی نشینوں کو دعوتِ مباہلہ دی تھی۔ حقیقۃ الوحی کی اشاعت یعنی 15 مئی 1907ء تک صرف 20 زندہ تھے۔ وہ بھی خدائی غضب کے نیچے تھے اور آج ان کا نشان تک باقی نہیں صرف جماعتی لٹریچر میں ان کا نام ملتا ہے کہ انہوں نے وقت کے امام سے ٹکر لی اور خدائی انذار ”انی مھین من ارادا اھانتك“ کا شکار

ہو کر نشانِ عبرت بن گئے۔ ان میں نمایاں نام لیکھرام، الیگزینڈر ڈوئی، عبداللہ آتھم، چراغ دین جمونی، محمد بخش ڈپٹی انسپکٹر بٹالہ، حافظ سلطان سیالکوٹی، مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی شاہ دین لودھیانوی، مولوی عبدالعزیز، مولوی غلام دستگیر قصوری، جج آتمارام وغیرہ شامل ہیں۔

اسی کتاب میں حضورؑ فرماتے ہیں:

”اس میں کیا بھید ہے کہ بد اور بدکار اور خائن و کذاب تو میں تھا مگر میرے مقابل پر ہر ایک فرشتہ سیرت جب آیا تو وہی مارا گیا جس نے مباہلہ کیا وہی تباہ ہوا جس نے میرے پر بد دعا کی وہ بد دعا اُسی پر پڑی۔ جس نے میرے پر کوئی مقدمہ عدالت میں دائر کیا اُسی نے شکست کھائی۔ چنانچہ بطور نمونہ اسی کتاب میں ان باتوں کا ثبوت مشاہدہ کرو گے چاہیے تو یہ تھا کہ ایسے مقابلہ کے وقت میں ہی ہلاک ہوتا۔ میرے پر ہی بجلی پڑتی“۔

(روحانی خزائن جلد 22۔حقیقۃالوحی صفحہ 2)

اسی کتاب کے صفحہ 268 پر وہ عظیم الشان اور جلالی انذاری پیشگوئی درج ہے جو کئی بار مختلف صورتوں میں پوری ہو چکی اور ابھی اس کا آخری انذاری حصہ پورا ہونا باقی ہے۔ اللہ تعالیٰ دنیا داروں کو ہدایت دے اور خدا کے بھیجے ہوئے فرستادہ کو ماننے کی توفیق دے تا پیشگوئی کا وہ خطرناک حصہ پورا نہ ہو جو تمام عالم بلکہ چرند پرند کے لیے بھی تباہ کن ہوگا۔ یہ پیشگوئی درج ذیل ہے۔

”یاد رہے کہ خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے۔ پس یقیناً سمجھو کہ جیسا کہ پیشگوئی کے مطابق امریکہ میں زلزلے آئے ایسا ہی یورپ میں بھی آئے اور نیز ایشیا کے مختلف مقامات میں آئیں گے اور بعض اُن میں قیامت کا نمونہ ہوں گے اور اس قدر موت ہوگی کہ خون کی نہریں چلیں گی۔ اس موت سے پرند چرند بھی باہر نہیں ہوں گے اور زمین پر اس قدر سخت تباہی آئے گی کہ اُس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہوگی اور اکثر مقامات زیر و زبر ہو جائیں گے کہ گویا اُن میں کبھی آبادی نہ تھی اور اس کے ساتھ اور بھی آفات زمین و آسمان میں ہولناک صورت میں پیدا ہوں گی“۔

(حقیقۃالوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 206،207)

اعلان برائے داخلہ جامعہ احمدیہ جرمنی

جامعہ احمدیہ جرمنی میں نئی کلاس کا آغاز ان شاءاللہ ماہ ستمبر 2022ء سے ہو رہا ہے۔ تمام امیدوار جو جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے خواہشمند ہوں ان سے درخواست ہے کہ جامعہ احمدیہ جرمنی واقع Riedstadt کے دفتر سے داخلہ فارم حاصل کر کے اپنی درخواست صدر جماعت و لوکل امیر کی تصدیق کے ساتھ 15 مئی 2022ء تک جامعہ کے پتہ پر بھجوا دیں۔ تحریری ٹیسٹ جامعہ احمدیہ میں ہوگا جو زیادہ تر نصاب وقفِ نَو اور عام دینی معلومات میں سے ہوگا تاہم اس کے علاوہ بھی سوالات پوچھے جاسکتے ہیں تحریری ٹیسٹ کے علاوہ زبانی انٹرویو ہوگا۔ انٹرویو کے بعد کامیاب قرار پانے والے طلباء ہی داخلہ کے اہل سمجھے جائیں گے۔ داخلہ کے لئے اُمیدوار کا درج ذیل شرائط کا پورا کرنا لازمی ہوگا۔

1۔ امیدوار کم از کم دس جماعتیں (Realschulabschluss) پاس کر چکا ہو تاہم Abitur کرنے والے کو ترجیح دی جائے گی۔

2۔ امیدوار کی عمر زیادہ سے زیادہ 18 سال ہو البتہ Abitur ہونے کی صورت میں عمر میں اسی لحاظ سے رعایت ہوگی۔ لیکن امیدوار کی عمر کسی صورت میں بھی 20 سال سے زائد نہ ہو۔

3۔ امیدوار کو قرآن کریم صحتِ تلفّظ کے ساتھ پڑھنا آتا ہو اور اگر کچھ حصہ کا ترجمہ بھی آتا ہو تو اُسے اضافی اہلیت کا حق دار سمجھا جائے گا۔

4۔ اُمیدوار نے وقف نو کا مکمل نصاب پڑھا ہو نیز اسلام اور احمدیت کے متعلق بنیادی معلومات رکھتا ہو، کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تعارف اور مطالعہ رکھتا ہو۔

5۔ جرمنی سے باہر کے ممالک کے طلباء کی تعلیمی قابلیت کا فیصلہ ملک کی تعلیمی صورت حال کے لحاظ سے انٹرویو بورڈ کرے گا۔

6۔ بیرون از جرمنی سے صرف وہی طلبہ درخواست دیں جنہیں جرمنی میں رہنے کے لئے قانونی طور پر اجازت ہو اور جامعہ احمدیہ میں داخلے اور ہوسٹل میں رہائش کے سلسلے میں ملکی قانون کے مطابق کوئی روک نہ ہو۔

7۔ کسی دوسرے ملک سے جرمنی آکر آباد ہونے والے طلباء جو عرصہ پانچ سال یا اس سے کم عرصہ سے جرمنی میں مقیم ہیں ایسے طلباء کے لئے استثنائی طور پر بعض رعایتیں ہوسکتی ہیں لیکن اس کا فیصلہ انٹرویو بورڈ کرے گا۔

8۔ اُمیدوار کا جسمانی اور ذہنی طور پر تندرست ہونا ضروری ہے۔ درخواست کے ہمراہ اپنے تعلیمی سرٹیفکیٹ کی نقول اور اپنے ڈاکٹر سے فٹنس سرٹیفکیٹ بنوا کر ارسال کریں۔

9۔ داخلہ کی سفارش ٹیسٹ اور انٹرویو کو ملا کر رزلٹ کی بنیاد پر کی جائے گی۔

10۔ اُمیدواران سے درخواست ہے کہ ابھی سے اپنا وقت قرآن کریم کا تلفظ، ترجمہ سیکھنے اور کُتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مطالعہ میں گزاریں۔ وقفِ نو کے نصاب کو دہراتے رہیں۔ نمازوں میں باقاعدگی اختیار کریں اور دُعائیں کرتے رہیں۔

11۔ داخلہ فارم کے ہمراہ دو عدد فوٹو، تعلیمی اسناد کی نقول، ڈاکٹر کا سرٹیفکیٹ، پاسپورٹ اور ویزہ کی کاپی ارسال کریں۔

یہ فارم جامعہ کی ویب سائٹ jamia.de سے بھی ڈاؤن لوڈ کئے جا سکتے ہیں۔

نوٹ: حالات کے پیشِ نظر انٹرویو اور ٹیسٹ کی تاریخوں میں تبدیلی ہوسکتی ہے

(پرنسپل جامعہ احمدیہ جرمنی)

Am alten Grenzstein 4-6
64560 Riedstadt-Goddelau
Tel: +49(0)615887837-0
Fax: +49(0)615887837-37

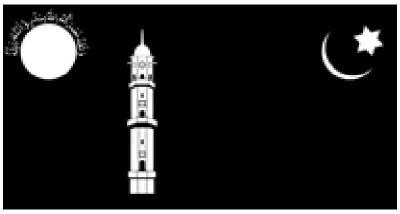

تاریخ جماعت احمدیہ جرمنی
قدم بقدم

مرتبہ: سلطان احمد قمر

سال	پروگرام	حوالہ
1885ء	جدید جرمنی کے معمار اور اوّلین چانسلر شہزادہ بسمارک کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعوت اسلام کا خط ارسال فرمایا۔	ازالہٴ اوہام صفحہ 113 و شہادت القرآن صفحہ 77 طبع اوّل، مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 27 تا 30
19 مارچ 1903ء	حضرت مسیح موعودؑ نے حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کو جرمن زبان سیکھنے کی ہدایت فرمائی تاہم بعد میں فرمایا بہتر ہے ذرا صبر کریں۔	ذکر حبیب صفحہ 357، 359
اکتوبر 1906ء	سلسلہ وار کتاب Die Orientalischen Religionen میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت کا ذکر۔	اخبار احمدیہ جرمنی فروری 2018ء
1907ء	جرمنی کے شہر پاسنگ (نزد میونخ) سے مسز کیرولامین کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں پرخلوص خط۔	اخبار البدر قادیان 14 مارچ 1907ء
1907ء	سلسلہ وار کتاب Die Welt Religionen میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت کا ذکر۔	اخبار البدر قادیان 9 مئی 1907ء صفحہ 2
26 اگست 1920ء	جرمنی میں مسجد کے لئے ابتدائی کوشش اور دعا کی تحریک۔	الفضل قادیان 26 اگست 1920ء صفحہ 2
1922ء	جرمنی میں جماعت احمدیہ کے اوّلین مرکز کا قیام۔	اخبار احمدیہ جرمنی دسمبر 2015ء صفحہ 3، ڈائری مبارک علی بنگالی صفحہ 36
ستمبر 1922ء	ستمبر 1922ء میں محترم مولوی مبارک علی بنگالی صاحب کی جرمنی کے شہر برلن میں آمد۔	الفضل قادیان 20 نومبر 1922ء صفحہ 1
نومبر 1922ء	دو ایکڑ زمین خریدنے کا انتظام نیز حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی طرف سے چندہ کی تحریک۔	الفضل قادیان 20 نومبر 1922ء صفحہ 1
1923ء	مولوی مبارک احمد مرحوم نے ٹیچنگز آف اسلام اور تحفہ شہزادہ ویلز کا جرمن ترجمہ کروانا شروع کر دیا۔	الفضل 5 فروری 1923ء صفحہ 2
فروری 1923ء	برلن میں 4/3 ایکڑ زمین برائے مسجد خرید لی گئی جس کا انتقال مؤرخہ 16 فروری 1923ء کو مولوی مبارک علی صاحب کے نام ہوا۔	الفضل 5 فروری 1923ء صفحہ 2 و ریکارڈ تاریخ احمدیت کمیٹی جرمنی
2 فروری 1923ء	برلن مسجد کی پیشانی پر جلی حروف میں لکھا جائے گا کہ احمدی خواتین کی طرف سے نومسلم بھائیوں کے لئے یہ مسجد بنائی گئی۔	خطبات محمود جلد 8 صفحہ 20-21
4 فروری 1923ء	برلن مسجد کے لئے ساڑھے آٹھ ہزار روپے کے وعدے ہوئے، عورتوں نے جوش وخروش سے اپنے زیورات بھی پیش کئے۔	12 فروری 1923ء صفحہ 1 کالم 2
8 فروری 1923ء	مسجد (برلن) کا خرچ احمدی خواتین اُٹھائیں، حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی تحریک۔	الفضل 8 فروری 1923ء صفحہ 8
2 مارچ 1923ء	برلن میں خانہ خدا کی تحریک احمدی خواتین کا مثالی ایثار۔ اس تحریک پر اس وقت 11 خواتین احمدیت میں داخل ہو چکی ہیں۔	خطبات محمود جلد 8 صفحہ 31
9 مارچ 1923ء	برلن مسجد کی تحریک کے ذریعہ 9 اور آدمیوں کی بیعت اور ان کی طرف سے چندہ کی بھی ادائیگی۔	خطبات محمود جلد 8 صفحہ 34
23 مارچ 1923ء	مسجد برلن کے لئے چندہ کی تحریک کے نتیجہ میں تقریباً چالیس عورتوں کی بیعت۔	خطبات محمود جلد 8 صفحہ 49
20 اپریل 1923ء	ویانا یونیورسٹی کے ایک پروفیسر میں اسلامی اصول کی فلاسفی کے مطالعہ نے ایک تغیر پیدا کر دیا ہے۔ (مولوی مبارک علی صاحب کا حضورؓ کو خط)	خطبات محمود جلد 8 صفحہ 78
27 جولائی 1923ء	برلن میں مسجد احمدیہ کی تعمیر کا آغاز۔	خطبات محمود جلد 8 صفحہ 146-147
6 اگست 1923ء	مسجد احمدیہ برلن کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔	ڈائری مولوی مبارک علی صاحب
18 دسمبر 1923ء	مبلغ سلسلہ حضرت ملک غلام فرید صاحبؓ کی جرمنی کی برلن (جرمنی) آمد۔	الفضل 25 مارچ 1924ء صفحہ 14
1924ء	"جماعت احمدیہ کے مبلغ انگریز کے ایجنٹ ہیں" کا جواب محترم مبارک علی صاحب و ملک غلام فرید صاحب نے شائع کیا۔	الفضل قادیان 6 مئی 1924ء صفحہ 2

(ایم-ایم-طاہر)

روزہ کے روحانی اور جسمانی فوائد

روزہ ارکان اسلام میں سے ایک رُکن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر روزے فرض کئے ہیں اور اس کی فرضیت کے احکامات سورۃ البقرۃ کی آیت 185-184 میں دیئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو تم پر روزے اسی طرح فرض کر دیئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو، تا تم برائیوں سے بچ سکو۔

روزے کے مقاصد حصول تقویٰ اور برائیوں سے بچ کر لقائے باری تعالیٰ حاصل کرنا ہے۔ روزوں کی عبادات سے انسان عظیم الشان روحانی فوائد اور ترقیات حاصل کرتا ہے۔ روزہ دراصل مختلف عبادات کا مجموعہ ہے اور انسانی تخلیق کے مقصد کو پورا کرنے والا، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کا سبق دینے والا ہے۔ یہ لقاء باری تعالیٰ کے حصول کا ذریعہ ہے اور کشفی قوتوں کو بڑھانے والا عمل ہے۔ اس عبادت میں ایک طرف تو عبادتِ الٰہی اپنے معراج کو پہنچتی ہوئی دکھائی دیتی ہے اور دوسری طرف کتاب اللہ یعنی قرآنِ کریم کی طرف لوگوں کی توجہ مبذول کرواتا ہے کہ رمضان وہ بابرکت مہینہ ہے جس میں قرآن کریم نازل ہوا اور جس کے بارے میں قرآن نازل ہوا۔ حضرت جبرائیلؑ رمضان میں آنحضرتؐ کو قرآنِ کریم کا دور بھی کروایا کرتے تھے۔ روزہ کی ایک فضیلت یہ ہے کہ اس سے حقوق العباد کی ادائیگی کا سبق بھی دیا گیا۔ انسان کو صبر، حوصلہ، برداشت، نرم اور پاک زبان کے استعمال، قولِ زُور سے اجتناب اور دیگر برائیوں سے رُکنے کا سبق دیا جاتا ہے۔ یہ سب روزے کے روحانی فوائد ہیں۔

روزے کے روحانی فوائد

روزہ سراسر روحانی فوائد کے حصول کا ذریعہ ہے اور اس سے انسان غیر معمولی روحانی انقلاب پیدا کر کے روحانی ترقیات کے زینے طے کر سکتا ہے۔ روزوں کے چند روحانی فوائد کا ذیل میں تذکرہ کیا جا رہا ہے۔

لقائے باری تعالیٰ کا حصول

بخاری کتاب الصوم میں حضرت ابوھریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول کریمؐ نے حدیثِ قدسی بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انسان کے سب کام اس کے اپنے لئے ہیں مگر روزہ میرے لئے ہیں اور میں خود اس کی جزا بنوں گا۔ یعنی اس کی اس نیکی کے بدلہ میں میں اسے اپنا دیدار نصیب کروں گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے اسی قدر تزکیۂ نفس ہوتا ہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا منشا اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ۔ ہمیشہ روزہ دار کو یہ مدّنظر رکھنا چاہئے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں کہ بھوکا رہے بلکہ اسے چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تا کہ تبتّل اور انقطاع حاصل ہو۔ پس روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے دوسری روٹی کو حاصل کرے جو روح کی تسلی اور سیری کا باعث ہے۔ اور جو لوگ محض خدا کے لئے روزے رکھتے ہیں اور نرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے انہیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح اور تہلیل میں لگے رہیں جس سے دوسری غذا انہیں مل جاوے۔“ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 102)

برائیوں کے خلاف ڈھال

روزہ انسان کو برائیوں سے بچاتا ہے اور شیطانی حملوں سے محفوظ رکھتا ہے چنانچہ آنحضرتؐ نے فرمایا ’’الصوم جُنَّۃٌ‘‘ کہ روزہ ڈھال ہے۔ ڈھال انسان کو دشمن کے حملہ سے بچاتی ہے۔ روزہ انسان کو برائیوں اور شیطانی حملوں سے محفوظ رکھتا ہے۔

قبولیت دعا کا ذریعہ

روزے دار کو قبولیت دعا کا اعجاز ملتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ بقرہ میں جہاں روزے کے احکامات دیئے ان احکامات کے درمیان یہ بات بھی بیان فرمائی کہ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ(البقرۃ:187) کہ میں پکارنے والے کی پکار کا جواب دیتا ہوں۔ یوں قبولیت دعا کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے احکاماتِ رمضان کے درمیان میں دیا ہے۔ رمضان میں خصوصی عبادات اور دعاؤں کا موقع پیدا ہوتا ہے۔ سحر و افطار خاص طور پر قبولیت کی گھڑیاں ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

’’رمضان کا مہینہ دعاؤں کی قبولیت کے ساتھ نہایت گہرا تعلق رکھتا ہے۔ یہی وہ مہینہ ہے جس میں دعا کرنے والوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قَرِیْبٌ کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ اگر وہ قریب ہونے پر بھی نہ مل سکے تو اور کب مل سکے گا‘‘۔ (تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 409)

تلاوت قرآنِ کریم کے مواقع

رمضان اور قرآن کا گہرا تعلق ہے۔ اس بابرکت مہینہ میں قرآن نازل ہوا۔ حضرت جبرائیل آنحضورؐ کو ہر سال قرآن کریم کا دور کرواتے تھے۔ اور آپؐ کے آخری رمضان میں دو مرتبہ دور کروایا۔ رمضان میں کثرت تلاوت کا موقع میسّر آتا ہے۔ آنحضورؐ کی سنت کے مطابق قرآن کا ایک دور کم از کم سب کو کرنا چاہئے۔ خلفاء کرام نے بھی اس بارے میں ہمیں توجہ دلائی ہے۔ کلام پاک کی محبت بڑھانے، اس کے احکامات پر عمل کرنے، ترجمہ و تفسیر قرآن کے مواقع بکثرت رمضان میں حاصل ہوتے ہیں۔

رمضان اور قرآن کے باہمی تعلق کو آنحضورؐ نے اس انداز میں بھی بیان فرمایا کہ روزے اور قرآن قیامت کے دن بندے کی سفارش کریں گے۔ روزے کہیں گے اے میرے رب! میں نے اس بندے کو دن کے وقت کھانے پینے اور خواہشات سے روکا پس اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما۔ اور قرآن کہے گا کہ میں نے اسے رات کو نیند سے روکے رکھا پس اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما۔ آنحضورؐ نے فرمایا ان دونوں یعنی روزے اور قرآن کی سفارش قبول کی جائے گی۔ (مسند احمد حدیث نمبر 6337)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’رمضان اور قرآن کی ایک خاص نسبت ہے جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ جبریلؑ ہر رمضان میں جتنا قرآن نازل ہوچکا ہوتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر دہراتے تھے۔ اس لئے بھی ان دنوں میں قرآن پڑھنے سمجھنے اور درسوں میں شامل ہونے کی طرف توجہ دینی چاہیے تاکہ اس کا ادراک پیدا ہو‘‘۔ (خطبات مسرور جلد اوّل صفحہ 441)

صبر و تحمل پیدا ہوتا ہے

روزہ کا ایک روحانی فائدہ یہ ہے کہ اس کے ذریعہ سے انسان کے اندر صبر، حوصلہ، تحمل اور برداشت پیدا ہوتی ہے۔ آنحضرتؐ فرماتے ہیں کہ روزہ ڈھال ہے پس تم میں سے جب کسی کا روزہ ہو تو وہ نہ بے ہودہ باتیں کرے اور نہ شور و شر کرے۔ اگر اس سے کوئی گالی گلوچ کرے یا لڑائی جھگڑا کرے تو وہ جواب میں صرف یہ کہے کہ میں نے تو روزہ رکھا ہوا ہے۔

یہ حدیث بتاتی ہے کہ روزے دار کو خود بھی لڑائی جھگڑے سے بچنا ہے اور اگر کوئی اس سے لڑائی جھگڑا کرے تو بھی صرف یہ کہے کہ میں نہیں جھگڑوں گا کیونکہ میں نے روزہ رکھا ہوا ہے۔ اس سے تحمل اور صبر کا سبق ملتا ہے۔ اس لئے آنحضورؐ نے رمضان کے مہینہ کو شھر الصبر یعنی صبر کا مہینہ قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ صبر کا ثواب جنت ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

’’نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہِ رمضان کو صبر کا مہینہ کہا ہے۔ ...... پس یہ مہینہ صبر کے ساتھ اور ثابت قدمی کے ساتھ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے احکام کے ساتھ باندھنے کا ہے تاکہ حقوق اللہ اور حقوق العباد اس رنگ میں ادا ہوجائیں جس رنگ میں کہ ہمارا ربّ چاہتا ہے کہ ہم ادا کریں‘‘۔ (الفضل 30 اپریل 1970ء)

محاسبہ نفس کا ذریعہ

رمضان کا ایک روحانی فائدہ یہ بھی ہے کہ روزہ محاسبہ نفس کا ذریعہ بنتا ہے۔ آنحضورؐ نے فرمایا کہ جس نے رمضان کے روزے ایمان کی حالت میں اور احتساب کی حالت میں رکھے اس کے پچھلے گناہ معاف ہوگئے۔ تو اگر احتساب کی حالت میں رمضان گزاریں تو اس کا فائدہ یہ ہے کہ گزشتہ گناہوں کی معافی ہوگی اور آئندہ نیکیوں کی طرف رغبت بڑھے گی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ بیان فرماتے ہیں:

’’جب اپنے نفس کا احتساب کرو گے کہ تم کس حالت میں ہو، روزانہ کیا تمہارا مشغلہ ہے، کیا کیا کام جو برے کام تھے تم نے اب رمضان میں چھوڑنے شروع کر دیئے ہیں کیا کیا کام جو اچھے تھے ان کو پہلے سے زیادہ حسین کر کے تم نے ان پر عمل شروع کیا ہے اس کو احتساب کہتے ہیں‘‘۔ (روزنامہ الفضل 29 دسمبر 1999ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’اپنے روزوں کے معیار کو دیکھنا اور تقویٰ کی طرف قدم بڑھنے کا تبھی پتا چلے گا جب اپنا محاسبہ کر رہے ہوں گے۔ دوسرے کے عیب نہیں تلاش کر رہے ہوں گے بلکہ اپنے عیب اور کمزوریاں تلاش کر رہے ہوں گے۔ یہ دیکھ رہے ہوں گے کہ آج میں نے کتنی نیکیاں کی ہیں یا کرنے کی کوشش کی ہے اور کتنی برائیاں ترک کی ہیں، کتنی برائیاں چھوڑی ہیں‘‘۔ (خطباتِ مسرور جلد 3 صفحہ 601)

انفاق فی سبیل اللہ کی عادت

رمضان کا مہینہ ہمیں انفاق فی سبیل اللہ کی عادت ڈالتا ہے۔ چنانچہ رسول کریمؐ نے ہمارے سامنے یہ نمونہ رکھا ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ رسول کریمؐ تو سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور رمضان میں بہت ہی سخاوت کرتے تھے۔ تیز چلنے والی ہوا سے بھی زیادہ سخی ہوجاتے تھے(بخاری کتاب الصوم) اور ایک روایت میں ہے کہ آپؐ رمضان میں سب قیدیوں کو رہا کر دیتے اور ہر سائل کو بخشش سے نوازتے تھے۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں:

”ہمارے امام فرمایا کرتے ہیں کہ بڑا ہی بدقسمت ہے وہ انسان جس نے رمضان تو پایا مگر اپنے اندر کوئی تغیر نہ پایا۔ بہت کوشش کرو اور بڑی دعائیں مانگو۔ بہت توجہ الی اللہ کرو اور استغفار اور لاحول کثرت سے پڑھو۔ قرآنِ مجید سن لو، سمجھ لو، سمجھالو۔ جتنا ہوسکے صدقہ اور خیرات دے لو اور اپنے بچوں کو بھی تحریک کرتے رہو“۔(خطباتِ نورخطبہ جمعہ یکم نومبر 1907ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”رمضان کی برکات سے فیض یاب ہونے کے لئے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا بھی ایک ذریعہ ہے۔ آنحضرتؐ کی سنت پرعمل کرتے ہوئے اس طرف بھی توجہ دینی چاہئے۔ اموال کی قربانی بھی تزکیہ نفس کے لئے ضروری ہے“۔ (خطباتِ مسرور جلد3 صفحہ603)

انفاق کی عادت حقوق العباد کی ادائیگی کی بھی ضامن ہے۔ یوں انفاق کے ذریعہ حقوق العباد کا سبق ہمیں رمضان میں ملتا ہے۔

روزے کے جسمانی فوائد

روزے جہاں انسان کی روحانی ترقی کا باعث ہیں وہاں جسمانی صحت کے لئے بھی انتہائی مفید ہیں۔ بظاہر کم کھانا اور پینا جسمانی کمزوری پیدا کرتا ہے لیکن ایک معیّن وقت اور ایّام معدودات میں کھانے پر کنٹرول انسانی صحت پر غیرمعمولی مثبت اثرات پیدا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے روزے کی فرضیت کے ساتھ اس کا فائدہ بتایا کہ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ تاکہ تم بچو۔ یہ بچنا روحانی بیماریوں سے بھی ہے اور کئی جسمانی بیماریوں سے بھی انسان روزے کے نتیجہ میں بچ سکتا ہے۔

حافظ طبرانی نے اپنی کتاب المعجم الاوسط میں حضرت ابوھریرۃ سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ اغْزُوا تَغْنَمُوا وَصُومُوا تَصِحُّوا وَسَافِرُوا تَسْتَغْنُوا (المعجم الاوسط مکتبہ المعارف ریاض حدیث نمبر 8308) یعنی آنحضرتؐ نے فرمایا ”جہاد کرو مال غنیمت پاؤ گے، روزہ رکھو صحت مند رہو گے اور سفر کرو تو دولت حاصل ہوگی“۔

آنحضورؐ نے روزہ کے عظیم الشان روحانی فوائد بیان کرنے کے ساتھ اس کے جسمانی فوائد پر بھی روشنی ڈال دی ہے۔ چنانچہ ایک دوسرے مقام پر روزے کے جسمانی فوائد یوں بیان فرمائے ہیں۔ یہ حضرت انس بن مالکؓ کی روایت ہے کہ رسول کریمؐ نے فرمایا ”الصوم يُذْبِلُ اللَّحْمَ“ (المعجم الاوسط للطبرانی باب الیاء ناشر پروگریسو بکس لاہور حدیث نمبر 9443) فرمایا روزہ گوشت کو کم کرتا ہے۔ یعنی روزہ رکھنے کے نتیجہ میں چربی اور موٹاپا کم ہوتا ہے۔

پُرخوری کے نتیجہ میں زائد چربی اور موٹاپا جو کہ انسانی صحت کے لئے انتہائی خطرناک ہے اور اس کے نتیجہ میں ذیابیطس اور بلند فشارخون جیسی بیماریاں لاحق ہوجاتی ہیں جن کی وجہ سے انسانی صحت پر منفی اثرات پڑنے شروع ہوجاتے ہیں۔ جبکہ روزہ رکھنے کے نتیجہ میں جسم سے زائد چربی اور فاضل مادے خارج ہوتے ہیں اور انسانی جسم چاک وچوبند ہونے لگتا ہے۔ روزہ کے جسمانی صحت پر مثبت اثرات کے ضمن میں حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں:

”روزہ ایک دینی مسئلہ ہے یا بلحاظ صحتِ انسانی دُنیوی امور سے بھی معمولی تعلق رکھتا ہے۔ پس لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ کے معنی ہوئے تاتم دینی شرور سے محفوظ رہو، دینی خیروبرکت تمہارے ہاتھ سے نہ جاتی رہے یا تمہاری صحت کو نقصان نہ پہنچ جائے۔ بہت سے روزے امراض سے نجات دلانے کا موجب ہوجاتے ہیں۔ آج کل کی تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ بڑھاپا یا کمزوری آتے ہی اس وجہ سے ہیں کہ انسان کے جسم میں زائد مواد جمع ہوجاتے ہیں اور ان سے بیماری یا موت پیدا ہوتی ہے۔ بعض نادان تو اس خیال میں اس قدر ترقی کر گئے ہیں کہ کہتے ہیں جس دن ہم زائد مواد کو فنا کرنے میں کامیاب ہوگئے اُس دن موت دنیا سے اُٹھ جائے گی۔ اگرچہ یہ خیال غلط ہے تاہم اس میں شک نہیں کہ تھکان اور کمزوری وغیرہ جسم میں زائد مواد جمع ہونے سے ہی پیدا ہوتی ہے اور روزہ اس کے لئے بہت مفید ہے۔ شریعت نے بیمار اور مسافر کو روزہ رکھنے سے منع کیا ہے اور تندرست کے لئے ضروری ہے اور میں نے دیکھا

باقی صفحہ 26 پر

ماہِ صیام

دیکھنے کے واسطے تجھ کو کھڑے تھے خاص و عام
منتظر تھے جس کے آخر آ گیا ماہِ صیام

تیرے آنے کی خوشی میں ہر طرف ہے اژدہام
مسجدوں میں ہو رہا ہے حافظوں کا انتظام

کس قدر پُر کیف ہیں یہ دن ترے راتیں تری
جس کو دیکھو پی رہا ہے بادۂ عرفاں کا جام

مردِ مومن کو جہاں ملتی ہے روحانی غذا
اور فرشتے کہہ رہے ہیں مومنوں کو السّلام

ہر نظر میں مومنوں کی ہوتی ہے عزّت بہت
اور فرشتوں کی نظر میں بھی ہے ان کا احترام

ہاں اسی ماہِ مُبارک میں ہوئی نازل کتاب
اپنے بندوں کے لیے بھیجا خدا نے یہ پیام

مومنوں پر فرض ہے پڑھنا اسی کا روز و شب
جن کی خاطر خود خدا نے بھیجا ہے اپنا کلام

(مکرم حکیم سیّد عبدالہادی صاحب بہاری)

حاصلِ مطالعہ

مکرم مقصود احمد علوی صاحب

کلام اللہ کا مرتبہ

تفسیر کبیر میں سے قرآنِ کریم کی بے نظیر صفات و کمالات کا بیان

اَلَمْ تَرَ کَیْفَ ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا کَلِمَۃً طیّبۃ کَشَجَرَۃٍ طیّبۃ اَصْلُھَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُھَا فِی السَّمَآءِ۔ (ابراہیم:25)

تیسری علامت شجرہ طیّبہ کی یہ بیان فرمائی تھی کہ فَرْعُھَا فِی السَّمَآءِ اس کی شاخیں آسمان میں پھیلی ہوئی ہوتی ہیں۔ آسمان میں شاخیں پھیلنے کے سات معنے میں نے اوپر بیان کے ہیں اور ان معانی کے رو سے بھی قرآنِ کریم ایک ممتاز کتاب نظر آتی ہے۔ اس کے اس امتیاز میں کوئی اس کا شریک نظر نہیں آتا۔ پہلی خصوصیت فَرْعُھَا فِی السَّمَآءِ کی میں نے یہ بتائی تھی کہ اس پر چڑھ کر انسان آسمان تک پہنچ سکے گا۔ یہ خصوصیت قرآنِ کریم میں واضح طور پر پائی جاتی ہے۔ بلکہ اس میں اس کے ساتھ کوئی اور کتاب شرک ہی نہیں۔ کیونکہ کوئی کتاب اس کی دعویٰ دار نہیں کہ اس پر عمل کر کے انسان خداتعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے۔ لیکن قرآنِ کریم اس کا مدّعی ہے کہ اس کی تعلیم پر عمل کر کے انسان آسمان پر پہنچ جاتا ہے۔ یعنی قرب الٰہی اسے حاصل ہو جاتا ہے۔ اور وہ آسمانی امور کو بچشمِ خود دیکھ لیتا ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ قرآنِ کریم کے عاملین میں سے ہمیشہ ایسے لوگ پیدا ہوتے رہے ہیں جو اس امر کے مدّعی تھے کہ قرآنِ کریم کے ذریعہ سے انہیں روحانی صعود حاصل ہوا۔ یہاں تک کہ وہ خداتعالیٰ تک جا پہنچے۔ اور اس کے خاص فضلوں کو انہوں نے حاصل کیا۔ دوسری خصوصیت فَرْعُھَا فِی السَّمَآءِ سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ کلامِ الٰہی کی تعلیم اعلیٰ اخلاق پر مشتمل ہوتی ہے۔ کیونکہ اونچا درخت بلند خیالی اور وسعت اخلاق پر بھی دلالت کرتا ہے۔ یہ امر بھی قرآنِ کریم میں بدرجہ اتمّ پایا جاتا ہے۔ قرآنِ کریم کی اخلاقی تعلیم ایسی اعلیٰ ہے اور درخت کی شاخ کی طرح اس طرح ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف گئی ہے کہ کسی اور کتاب میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ بعض کی اخلاقی تعلیم نہایت ادنیٰ ہے جس طرح زمین پر گری ہوئی شاخ۔ اور بعض کی اعلیٰ تو ہے لیکن اس کا جڑھ سے تعلق نہیں۔ وہ ایسی ہے جیسے کسی تاگا سے کسی شاخ کو بلندی میں لٹکا دیں۔ وہ بلند تو ہو جائے گی لیکن اس پر کوئی چڑھ نہیں سکے گا۔ لیکن قرآنِ کریم کی اخلاقی تعلیم ایسی ہے جس پر ہر طبقہ کا آدمی عمل کرسکتا ہے۔ ادنیٰ آدمی جڑھ سے چڑھ کر اوپر جاسکتا ہے اور اوپر پہنچا ہوا آدمی اس کے اوپر اور ترقی کرسکتا ہے۔ اس کی اس خوبی پر بعض لوگ معترض ہوتے ہیں۔ مثلاً سزا کی تعلیم پر اعتراض کرتے ہیں کہ اس طرح ادنیٰ اخلاق سکھائے گئے ہیں۔ حالانکہ نہیں دیکھتے کہ ادنیٰ اخلاق والے انسانوں کی اصلاح اس کے بغیر نہیں ہوسکتی۔ کچھ لوگ سزا سے مانتے ہیں، کچھ عفو سے، پھر کچھ عدل کے مقام پر ہوتے ہیں، کچھ احسان کے اور کچھ وَاِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی کے۔ جو مذہب ان امور کو اپنی تعلیم میں شامل نہیں کرتا وہ لوگوں کو یا اعلیٰ اخلاق سے محروم کر دیتا ہے یا انسانوں میں سے ایک حصّہ کو نجات سے محروم کر دیتا ہے۔ غرض اس خصوصیت میں بھی قرآنِ کریم ایک ممتاز حیثیت رکھتا ہے۔

تیسری خصوصیت فَرْعُھَا فِی السَّمَآءِ کے ماتحت یہ ہے کہ اس کی شاخیں بہت ہوں۔ کیونکہ جس درخت کی شاخیں آسمان میں پھیلی ہوئی ہوں گی وہ نہ صرف اونچی ہوں گی بلکہ بہت کثرت سے بھی ہوں گی۔ (یاد رہے کہ الی السماء نہیں فرمایا فی السماء فرمایا ہے جس سے بلندی کے علاوہ پھیلاؤ کی طرف بھی اشارہ کیا ہے) اس خصوصیت میں بھی قرآنِ کریم کو ایک ممتاز درجہ حاصل ہے۔ اس کی تعلیم اس قدر مطالب پر حاوی ہے کہ انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ ایک مختصر سی کتاب ہے، اناجیل سے بھی چھوٹی۔ لیکن اس کے اندر اس قدر مطالب پر روشنی ڈالی گئی ہے کہ اس سے ہزاروں گُنے زیادہ حجم کی کتب میں وہ مضامین نہیں ملتے۔ عبادات ہیں تو ان کی ہر شاخ اس میں تفصیل سے بیان کی گئی ہے۔ معاملات ہیں تو ان کی ہر شاخ اس میں تفصیل سے بیان کی گئی ہے۔ علم الاخلاق، تمدن، سیاست، اقتصادیات، پیشگوئیاں، الٰہیات، قضاء، تصوف، علم المعاد، علم کلام اور ان سب علوم کے فلسفے اور تفصیلات قرآنِ کریم میں موجود ہیں۔ اور ایسے کامل طور پر موجود ہیں کہ اس کے بعد کسی اور کتاب کی ضرورت نہیں ہوتی۔ (اس کے لئے دیکھو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی اور آئینہ کمالات اسلام اور میری کتاب احمدیت یعنی حقیقی اسلام وغیرہ) چوتھی خصوصیت فَرْعُھَا فِی السَّمَآءِ کے ماتحت یہ ہے کہ اس کا سایہ وسیع ہو۔ کیونکہ جس درخت کی شاخیں بلند اور پھیلی ہوئی ہوں اس کا سایہ بھی بہت وسیع ہوتا ہے۔ پس کلمہ طیّبہ وہ ہے جس کے سایہ میں بہت سے آدمی بیٹھ سکیں۔ یعنی وہ ہر فطرت کے انسانوں کے لئے تسلّی دینے کا موجب ہو۔ یعنی جس طرح اخلاق کے ہر درجہ کے لوگوں کو بلندی کی طرف پہنچائے۔ اسی طرح ہر فطرت کے انسان کے لئے بھی اس میں تسلّی کا سامان موجود ہو۔ قرآنِ کریم میں یہ صفت بھی بدرجہ اَتمّ موجود ہے۔ انسانی مزاج مختلف قسم کے ہوتے ہیں۔ کوئی انسان کسی طاقت اور میلان کو لے کر آتا ہے کوئی کسی طاقت اور میلان کو۔ کامل کتاب میں سب کے لئے آرام کا سامان موجود ہونا چاہے اور قرآنِ کریم میں ایسا ہی ہے۔ کسی طبعی تقاضے کو ضائع نہیں کیا گیا، کچلا نہیں گیا۔ باقی تمام مذاہب میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ بشریت کے تقاضوں کو گناہ قرار دے کر ان کے کچلنے پر سارا زور لگایا گیا ہے لیکن قرآنِ کریم نے بشریت کے تقاضوں کو انسانی تکمیل کے ذرائع قرار دے کر ان کی اصلاح پر زور دیا ہے۔ جس طرح گاڑی چلانے کے لئے نہ جانور کو ذبح کرنے والا کامیاب ہوسکتا ہے نہ اسے آزاد چھوڑ دینے والا۔ بلکہ وہی کامیاب ہوسکتا ہے

جو بیلوں اور گھوڑوں کو سدھا کر اس کے آگے جوتے۔ قرآنِ کریم بھی بشری تقاضوں کو سدھا کر ہر فطرت کے انسان کے لئے آرام کا سامان پیدا کرتا ہے۔ وہ نرم مزاج انسان کو نرمی سے روکتا نہیں نہ سخت مزاج کو سختی سے۔ بلکہ انہیں اپنے طبعی تقاضے کے صحیح موقع پر استعمال کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ وہ نہ تو کھانے کو گناہ قرار دیتا ہے نہ پہننے کو نہ شادی کو نہ مال و دولت کمانے کو نہ مکان بنانے کو بلکہ ہر امر میں اقتضاء اور مناسب حدود کو قائم رکھنے کی تعلیم دیتا ہے۔ اس وجہ سے ہر فطرت کی اصلاح اس کے ذریعہ سے ہو جاتی ہے۔ اور کوئی شخص نہیں جو اس کے سایہ میں بیٹھ نہ سکے۔

چوتھی علامت شجرہ طیّبہ کی یہ بتائی گئی تھی کہ وہ ہر آن اپنے پھل دیتا ہے۔ اس علامت کے ماتحت کلامِ الٰہی کی ایک تو یہ خصوصیت معلوم ہوتی ہے کہ وہ اعلیٰ سے اعلیٰ پھل دیتا رہے یعنی اس میں ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں جو اس کی اعلیٰ تعلیم کے مظہر ہوں۔ اس لئے تؤتی الاکل نہیں فرمایا بلکہ اکلھا فرمایا۔ یعنی درخت کی طرف ضمیر پھیر کر اس کی خوبیوں کی طرف اشارہ کیا کہ وہ پھل اپنے اندر درخت والی خوبیاں رکھتے ہوں۔ جو خواص اس درخت میں ہوں وہی ان پھلوں میں ہو۔ وہ طیّب بھی ہوں وہ مضبوط جڑھ پیدا کرنے کی طاقت بھی رکھتے ہو۔ اور آسمان میں پھیل جانے کی طاقت بھی۔ یہ خاصیت بھی قرآنِ کریم میں پائی جاتی ہے بلکہ اس وقت صرف اس میں پائی جاتی ہے۔ یعنی اس پر عمل کرنے والے لوگ اس کے ذریعہ سے ایسے اعلیٰ مقامات تک پہنچتے ہیں کہ گویا وہ مجسم قرآن ہو جاتے ہیں۔ اسی کی طرف اشارہ ہے۔ کَانَ خُلُقُہٗ الْقُرْآنَ (مجمع البحار) یعنی رسول کریم ﷺ کے اخلاق اگر دیکھنا چاہو تو قرآنِ کریم دیکھ لو۔ جو تعلیمات قرآنِ کریم میں بیان ہوئی ہیں اور جو اعلیٰ صفات اس میں بیان کی گئی ہیں وہ سب کی سب رسول کریم ﷺ میں موجود ہیں اور اسی کی طرف اشارہ ہے۔ مَا اَنَا اِلَّا کَالْقُرْاٰنِ سَیَظْھَرُ عَلٰی یَدِی مَاظَھَرَ مِنَ الْفُرْقَانِ کے الہام میں جو اس زمانہ کے قرآنی پھل حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام پر ہوا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ میں قرآن کی طرح ہوں اور جو کچھ اس سے ظاہر ہوا مجھ سے بھی ظاہر ہوگا۔ یعنی تعلیم قرآنی میرے وجود میں دنیا کو نظر آئے گی۔ اس الہام میں گویا تؤتی اکلھا کا مصداق ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ دوسری خصوصیت تؤتی اکلھا کُلَّ حین کے ماتحت یہ معلوم ہوتی ہے کہ وہ دائمی نجات دے اور یہ مفہوم اس سے پیدا ہوتا ہے کہ جس کے دل میں کلامِ الٰہی داخل ہو کر ایک درخت بنے گا اگر وہ شخص دائمی زندگی

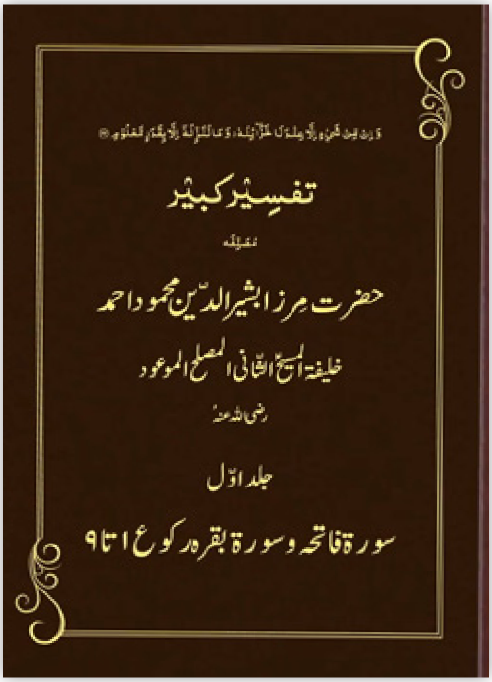

نہ پائے گا تو درخت ہمیشہ پھل کس طرح دے گا۔ گو یہ مفہوم آئندہ کے متعلق ہے اور اس کا اس دنیا میں ثبوت دینا ناممکن ہے۔ لیکن کم سے کم یہ بات تو ظاہر ہے کہ صرف الہامی کتب ہی دائمی نجات کا وعدہ دیتی ہیں۔ انسانی کتب دائمی نجات کا وعدہ نہیں دیتیں۔ اور نہیں دے سکتیں کیونکہ دائمی زندگی ابدی زندگی والی ہستی ہی دے سکتی ہے اور وہ صرف خدا تعالیٰ کی ذات ہے۔ پس وہی کلام دائمی زندگی کا دعویٰ پیش کر سکتا ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے کا مدّعی ہو۔ اور اس دعویٰ میں بھی قرآنِ کریم سب دوسری کتب سے بڑھا ہوا ہے۔ ہمیشہ کی زندگی کا مضمون جس وضاحت سے اور جس طرح با دلائل قرآنِ کریم میں بیان ہوا ہے اس سے دسواں حصہ بھی دوسری کتب میں نہیں۔ اگر ہے تو کوئی شخص پیش کر کے دیکھ لے۔

پانچویں خصوصیت اس آیت میں کلمہ طیّبہ کی یہ بیان فرمائی ہے کہ وہ بِاِذْنِ رَبِّھَا پھل دے۔ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ اس کے نتائج طبعی نہ ہوں بلکہ طبعی نتائج سے بالا ہوں۔ طبعی نتائج صرف اس قدر ثابت کر سکتے ہیں کہ اس کتاب نے قوانین قدرت کا اچھا نقشہ پیش کیا ہے۔ لیکن یہ ثابت نہیں کرتے کہ وہ کتاب کسی ایسی ہستی کی طرف سے ہے جو طبیعات پر حاکم ہے۔ یہ امر اس کتاب سے ثابت ہو سکتا ہے جو علاوہ طبعی نتائج کے فوق الطبعی نتائج بھی پیدا کرے۔ مثلاً ایک کتاب میں حکم ہے کہ فلاں شئے کھاؤ فلاں نہ کھاؤ۔ اس کا طبعی نتیجہ تو یہ ہوگا کہ اگر کھانے والی شئے مفید ہے تو کھانے والے کو طاقت حاصل ہوگی۔ اور اگر مضر ہے تو اس سے بچنے سے اس کی صحت اچھی رہے گی۔ انسانی کتاب کا اثر یہاں تک ختم ہو جائے۔ لیکن الٰہی کتاب اس سے اوپر تک ہمیں لے جائے گی کیونکہ اس کے احکام پر عمل کرنے سے ہم ایک زائد فعل بھی کرتے ہیں اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے اس عمل کو کرتے ہیں اور اس طرح ہمارا طبعی فعل مذہبی بھی ہو جاتا ہے۔ پس ضروری ہے کہ اگر کتاب آسمانی ہے تو اس کے طبعی نتائج کے علاوہ فوق الطبعی نتائج بھی نکلیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی ایسی علامات ظاہر ہوں کہ جو طبعی نتائج سے ممتاز اور علیحدہ ہوں۔ اس امر میں بھی قرآنِ کریم دوسری کتب سے بدرجہ غایب اعلیٰ اور اکمل ہے۔ رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں جس طرح فوق الطبعی نشانات آپؐ کے لئے اور آپؐ کے اتباع کے لئے ظاہر ہوئے وہ دوسری مثال نہیں رکھتے۔ اور آپؐ کے بعد بھی قرآنِ کریم پر سچے طور پر عمل کرنے والے لوگوں کے ساتھ نشاناتِ الٰہیہ کا سلسلہ اس طرح وابستہ چلا آیا ہے کہ ہر عقلمند اس سے بہ آسانی سمجھ سکتا ہے کہ قرآنِ کریم کے ساتھ کسی ایسی ہستی کا تعلق

ہے جو طبعی قوانین پر حاکم ہے۔ اور جس پر خوش ہوتی ہے اس کے لئے غیر معمولی سامانوں سے نصرت کے سامان پیدا کر دیتی ہے۔ اس وقت بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ جن کی برکت سے اس آیت کے اس قدر وسیع مطالب کھلے ہیں اس باذن ربھا والے نتائج کی تازہ مثال ہیں اور آپ کے بعد آپ کی جماعت سے بھی اللہ تعالیٰ کا یہی سلوک ہے اور اسی سلوک کے ماتحت باوجود شدید مخالفت کے وہ روز بروز ترقی کر رہی ہے۔

فسبحان اللہ والحمدللہ واللہ اکبر۔

(تفسیر کبیر جلد 3 صفحہ 473-475)

روزہ کے روحانی اور جسمانی فوائد از صفحہ 23

ہے صحت کی حالت میں جب روزے رکھے جائیں تو دورانِ رمضان میں بے شک کچھ کوفت محسوس ہوتی ہے مگر رمضان کے بعد جسم میں ایک نئی قوت اور تروتازگی کا احساس ہونے لگتا ہے یہ فائدہ تو صحتِ جسمانی کے لحاظ سے ہے مگر اس کے بہت سے باطنی فوائد بھی ہیں"۔

(خطبات محمود جلد 12 صفحہ 57-58)

روزہ کے طبّی فوائد کی تفصیلات اطباء حضرات اور آج کل کی جدید میڈیکل سائنس دنیا بھر میں بیان کر رہی ہے جبکہ آج سے چودہ سو برس قبل حضرت رسول عربی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حقیقت ہمارے سامنے کھول کر بیان کر دی تھی کہ روزے رکھو تو صحت مند ہو جاؤ گے کیونکہ روزہ زائد گوشت/چربی کو کم کرتا ہے۔

آج کل لوگ اپنی غذائی منصوبہ بندی کے لئے ڈاکٹرز حضرات سے رجوع کرتے ہیں اور اپنے موٹاپے اور چربی کو کم کرنے کے لئے اور نظامِ انہضام کی درستی کے لئے کئی نسخے اور طریق اختیار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے عبادات کے نظام کے اندر ہی روحانی فوائد کے ساتھ ساتھ جسمانی فوائد بھی رکھ دیئے ہیں جیسا کہ روزوں کے فوائد کے ضمن میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ تا کہ تم محفوظ رہ سکو، بچ سکو۔

اللہ تعالیٰ ہمیں رمضان کی برکات سے مستفیض ہونے اور اس سے روحانی و جسمانی فوائد حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

صدق و وفا کی رسم کو دُہرا رہے ہیں ہم

جذبِ جنوں میں روح کو نہلا رہے ہیں ہم
صدق و وفا کی رسم کو دُہرا رہے ہیں ہم

ہم مانتے ہیں حضرتِ مسرور کو امام
پرچم اسی کے نام کا لہرا رہے ہیں ہم

طاعت امامِ وقت کی حکمِ خدا جو ہے
یہ حکم جان و دل سے بجا لا رہے ہیں ہم

اس دَر کی چاکری میں تو مضمر ہیں عظمتیں
یہ راز اپنی آل کو بتلا رہے ہیں ہم

ہر قطرۂ لہو میں وفا کی سند لیے
اس حصۂ نصاب میں یکتا رہے ہیں ہم

لطف و کرم یہ نعمتیں سب اس کی ہیں عطا
اس کے ہی دَر کا فیض ہے جو کھا رہے ہیں ہم

بن جائیں گے ہمارے لیے گلستاں یہی
ہنستے ہوئے جو زخم سہے جا رہے ہیں ہم

سرکش شریر فوج مقابل کھڑی ہے آج
طوفانِ بے تمیز سے ٹکرا رہے ہیں ہم

مکر و فریب کی ہمیں پہچان ہے بہت
جوتی کی نوک پر اُسے ٹھکرا رہے ہیں ہم

ہر ایک بات فتنہ گروں کی کہی ہوئی
دھتکارتے ہوئے اسے جھٹلا رہے ہیں ہم

جادو گروں نے پتلیاں چھوڑی ہیں موم کی
ایمان کی تپش سے جو پگھلا رہے ہیں ہم

سیکھا نہیں ہے ہم نے وفاؤں کو بیچنا
اے بے ضمیر تاجرو! سمجھا رہے ہیں ہم

رہتے ہیں اپنے یار کی صحبت میں ہم ظفرؔ
سچ ہے کہ زندگی کا مزہ پا رہے ہیں ہم

(مبارک احمد ظفرؔ)

جرمنی میں جلسہ ہائے یوم مسیح موعود علیہ السلام کا انعقاد

(نامہ نگار خصوصی) جماعت احمدیہ جرمنی کو اللہ تعالیٰ کے فضل و رحم کے ساتھ امسال بھی جماعتی روایات کے مطابق یوم مسیح موعود علیہ السلام منانے کی توفیق ملی۔ اس مناسبت سے بہت سی جماعتوں اور جامعہ احمدیہ جرمنی نے 23 مارچ کو ہی جلسہ ہائے یوم مسیح موعودؑ منعقد کئے۔ علاوہ ازیں بہت سی مقامی جماعتوں اور لوکل امارات نے اپنی اپنی سہولت کے مطابق قریبی ہفتہ اور اتوار کو ان جلسوں کا انعقاد کیا۔ امسال بعض جماعتوں نے احبابِ جماعت کی مساجد میں موجودگی کے ساتھ یہ جلسے منعقد کئے تاہم حسبِ حالات بہت سی جماعتوں نے ان جلسوں کا آن لائن بھی انعقاد کیا، الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔ ہر جگہ جلسہ کا آغاز تلاوتِ قرآن کریم اور نظم کے ساتھ ہوا۔ بعد ازاں حضرت مسیح موعودؑ کی حیاتِ طیّبہ کے مختلف پہلوؤں، بیعت کے اغراض و مقاصد اور ہماری ذمہ داریوں کے عناوین پر مربیان سلسلہ اور دیگر مقررین نے تقاریر کیں۔ احباب جماعت نے اس موقع پر گھروں میں اچھے کھانے بنائے اور جلسہ میں شرکت کے مناظر کی خوبصورت انداز میں منظر کشی بھی کی۔

(رپورٹ: مکرم فیروز ادیب اکمل صاحب۔ مربی سلسلہ)

قسط دوم

نظامِ جماعتِ احمدیہ کے اِمتیازات

اس کی غیر معمولی برکات اور ہمارا فرض

(مکرم مولانا نصیر احمد قمر صاحب۔ایڈیشنل وکیل الاشاعت۔لندن)

وَ اعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰہِ جَمِیۡعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوۡا وَ اذۡکُرُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰہِ عَلَیۡکُمۡ اِذۡ کُنۡتُمۡ اَعۡدَآءً فَاَلَّفَ بَیۡنَ قُلُوۡبِکُمۡ فَاَصۡبَحۡتُمۡ بِنِعۡمَتِہٖۤ اِخۡوَانًا وَ کُنۡتُمۡ عَلٰی شَفَا حُفۡرَۃٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنۡقَذَکُمۡ مِّنۡہَا ؕ کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمۡ اٰیٰتِہٖ لَعَلَّکُمۡ تَہۡتَدُوۡنَ۔ (آل عمران:104)

(ترجمہ) اور اللہ کی رسّی کو سب کے سب مضبوطی سے پکڑلو اور تفرقہ نہ کرو اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو کہ جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں کو آپس میں باندھ دیا اور پھر اس کی نعمت سے تم بھائی بھائی ہوگئے۔ اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر (کھڑے) تھے تو اس نے تمہیں اس سے بچالیا۔ اسی طرح اللہ تمہارے لئے اپنی آیات کھول کھول کر بیان کرتا ہے تا کہ شاید تم ہدایت پا جاؤ۔

اللہ تعالیٰ کا ہم پر بہت بڑا احسان ہے اور حضرت مسیح موعودؑ اور نظامِ خلافت اور نظامِ جماعت سے وابستگی کی برکت ہے کہ ہمیں قرآن وحدیث میں مذکور احکامات وتعلیمات کا صحیح فہم وادراک حاصل ہوتا ہے۔ حضرتِ اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفائے کرام کی بیان فرمودہ تفاسیر قرآن اور احادیث نبویہ کی تشریحات، حق وحکمت سے پُر، نہایت درجہ بصیرت افروز، اطمینان بخش، قلوب واذہان کو نورِ معرفت سے روشن کرنے والی اور قرآن وحدیث کی عظمت کو ظاہر کرنے والی ہیں۔ ورنہ احمدیت سے باہر دیگر مسلمانوں میں مروّج تراجم قرآنِ کریم اور تفاسیر اور احادیث کی تشریحات میں کئی ایسی باتیں ملتی ہیں جو قرآنی تعلیمات کے منافی اور اس سے متصادم ہیں اور ان میں ایسے اعتقادات اپنائے گئے ہیں جو قرآن مجید کے محکمات کے خلاف ہیں۔ مثلاً بعض لوگ قرآنِ مجید میں نسخ کے قائل ہیں۔ بعض حدیث کو قرآن پر قاضی قرار دیتے ہیں۔ اُن کی کتب میں اللہ تعالیٰ کی ہستی، ملائکۃ اللہ، انبیاء کرام علیہم السلام، جنّ وشیطان، تقدیر، بعث بعد الموت، نعمائے جنت وغیرہ امور سے متعلق ایسی باتیں درج ہیں جو بہت ہی مضحکہ خیز، توہین آمیز اور عقل، تاریخ، مشاہدہ اور حقائقِ ثابتہ کے صریح مخالف ہیں۔

پھر یہ نظامِ جماعت کی ہی برکت ہے کہ غیر احمدی مسلمانوں میں تعویذ گنڈوں، پیر پرستی، قبروں پر سجدے کرنے، پیدائش اور وفات، خوشی وغمی اور شادی بیاہ وغیرہ کے مواقع پر رائج بہت سی بدعات اور فضول اور بیہودہ رسومات سے ہم محفوظ ہیں۔ اور جماعت احمدیہ مسلمہ میں خلافت کے تابع ایک ایسا نظام قائم ہے جو مسلسل اس بات کی نگرانی اور رہنمائی کرتا ہے کہ کوئی احمدی ان لغویات میں نہ پڑے اور اس کا قدم صراطِ مستقیم سے دُور نہ ہو بلکہ وہ قرآن وسنّت کی تعلیمات کے عین مطابق ہمیشہ توحیدِ خالص پر قائم رہتے ہوئے ایک سچا اور حقیقی مسلمان بنے۔

احمدیت سے باہر دوسرے مسلمان بہت سے فروعی معاملات مثلاً نماز میں رفع یدین، آمین بالجہر، سینے پر ہاتھ باندھنے، شلوار یا تہبند وغیرہ کے ٹخنوں سے اوپر ہونے وغیرہ امور کے بارہ میں اختلافات کی بنا پر ایک دوسرے کی تکفیر بازی اور مرنے مارنے پر اتر آتے ہیں۔

شاید بعض لوگوں کی نظر میں بظاہر یہ باتیں معمولی دکھائی دیتی ہوں لیکن اگر آپ ایک گہری نظر ان غیر احمدی مسلمانوں کی زندگیوں پر ڈالیں تو معلوم ہوگا کہ اُن میں پھیلے ہوئے بہت سے غلط اور فاسد اعتقادات، بدرسومات وبدعات، اور فاسقانہ حالتوں اور توہّمات نے جہاں دینِ اسلام کا حلیہ بگاڑ دیا ہے، وہاں ان باتوں نے اُن کی زندگیوں کو عملاً جہنّم بنا رکھا ہے۔ اُن کی اِس حالت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ ارشاد یاد آتا ہے جس میں آپ نے اپنی اُمّت کے تہتّر فرقوں میں تقسیم ہونے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ کُلُّھُمۡ فِی النَّارِ اِلَّا وَاحِدَۃ۔ یعنی (اُس) ایک کے سوا (جو جماعت ہوگی) باقی سب آگ میں ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ کا ہم پر احسان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موعود امام مہدی، حکم وعدل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت اور نظامِ خلافت سے وابستگی کی برکت سے ہم ایسے تمام فتنوں اور شور وشر سے محفوظ ومصئون ہیں۔ اور ہر مسئلے کے حل کے لئے اور اللہ ورسول کے احکامات کی حقیقی رُوح کو سمجھنے کے لئے مسلسل ہمیں ایک رہنمائی میسّر ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک موقع پر فرمایا:

”آج ہم پر اللہ تعالیٰ کا یہ احسان ہے کہ اس نے ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی ہے اور ہم اس نظام میں پروئے گئے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے

حکموں کی طرف توجہ دلاتا رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول ﷺ کی سنّت کی طرف بھی توجہ دلاتا رہتا ہے اور ہم دوسرے مسلمان فرقوں کی طرح بکھرے ہوئے نہیں بلکہ خلافت کی برکت کی وجہ سے ایک لڑی میں پروئے ہوئے ہیں‘‘۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 9 جون 2006ء)

پس نظام جماعت کی ایک بہت بڑی برکت یہ ہے کہ ہم ایک والی رکھتے ہیں۔ ہمارا ایک امام ہے جو خداداد تقویٰ اور بصیرت اور نورِفراست سے افراد جماعت پر گہری نظر رکھتا ہے۔ ہمارے امام افراد جماعت کو ہرقسم کی معاشرتی واخلاقی کمزوریوں اور سماجی برائیوں سے بچاؤ اور دنیا میں پھیلے ہوئے مختلف امراضِ جسمانی وروحانی سے حفاظت اور ہرقسم کی آفات ومصائب سے بچانے اور اصلاحِ نفوس کے لئے نہ صرف بار بار توجہ دلاتے اور اس غرض کے لئے قرآن وسنّت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیمات کی روشنی میں تفصیل سے رہنمائی عطا فرماتے ہیں بلکہ افرادِ جماعت کو جادۂ مستقیم پر قائم رکھنے کے لئے بارگاہ اَحدیّت میں اپنی متضرّعانہ دعاؤں کے ساتھ ساتھ نظام جماعت میں قائم متفرق شعبہ جات کو متحرک کرتے اور عملی اقدامات بھی فرماتے ہیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک موقع پر فرمایا:

’’ہم جانتے ہیں کہ احمدیت کی خوبصورتی تو نظام جماعت اور نظامِ خلافت کی لڑی میں پرو یا جانا ہے اور یہی ہماری اعتقادی طاقت بھی ہے اور عملی طاقت بھی ہے۔ اس لئے ہمیشہ خلفائے وقت کی طرف سے کمزوریوں کی نشاندہی کر کے جماعت کو توجہ دلائی جاتی رہتی ہے تا کہ اس سے پہلے کہ کوئی احمدی اتنا دُور نکل جائے کہ واپسی کا راستہ ملنا مشکل ہو، استغفار کرتے ہوئے اپنی عملی کمزوریوں پر نظر رکھے اور کمزوریوں کو دُور کرنے کی کوشش کرے اور اللہ تعالیٰ کے احسان کو یاد کرے جو اللہ تعالیٰ نے اس پر کیا ہے‘‘۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 6 دسمبر 2013ء)

چنانچہ احمدیت کی عالمی تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ جب بھی خلیفۂ وقت کی طرف سے کسی بارہ میں توجہ دلائی جاتی ہے تو فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ کے مصداق، مومنین خلافت کی طرف سے اپنی حالتوں کو سنوارنے اور کمزوریوں کو دُور کرنے کے لئے ایک مقدس جہاد شروع ہو جاتا ہے اور خلیفۂ وقت کی دعا اور توجہ اور بابرکت تعلیمی وتربیتی پروگراموں اور دردمندانہ نصائح اور ہمدردی اور پاکیزہ صحبت کے نتیجہ میں افرادِ جماعت کے دلوں میں تقویٰ کا بیج تیزی سے نشوونما پاتا ہے۔ اور جماعت اپنے کریمانہ اخلاق، اپنی عبادات اور جذبہ اطاعت اور خدمتِ خلق اور ہمدردی بنی نوعِ انسان اور اخلاص وایثار اور انفاق فی سبیل اللہ جیسے اوصافِ حسنہ میں نئی بلندیوں کو سر کرتی ہے اور اسے دوسروں کے مقابل پر ایک نمایاں امتیاز اور روشن فرقان عطا ہوتا ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک موقع پر فرمایا:

’’اللہ تعالیٰ کا جماعت احمدیہ پر یہ بھی فضل اور احسان ہے کہ جب خلیفۂ وقت کی کسی مضمون کی طرف توجہ ہوتی ہے تو وہ اگر اصلاحی پہلو ہے تو جماعت کا بڑا حصہ اصلاح کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے‘‘۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 7 فروری 2014ء)

بلا شبہ اس زمانہ میں یہ بھی اللہ تعالیٰ کی ایک ایسی عظیم نعمت اور برکت ہے جو صرف احمدیت سے خاص ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

’’اللہ تعالیٰ کا جماعت پر یہ بھی احسان ہے کہ جماعت کی برکت سے، ایک نظام کی برکت سے ہمیں جماعتی اور ذیلی تنظیموں کا نظام میسّر ہے۔ تربیتی کلاسیں ہیں۔ اجتماع ہیں، جلسے وغیرہ ہوتے ہیں جہاں بچوں کی تربیت کا انتظام بھی ہے۔ لیکن یہاں بھی وہی لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں جو بچوں کو اجلاسوں وغیرہ میں بھیجیں اور جن کا نظام کے ساتھ مکمل تعاون ہو اور جو اپنے بچوں کو نظام کے ساتھ، مسجد کے ساتھ، مشن کے ساتھ مکمل طور پر جوڑ کے رکھتے ہیں.....اس لئے غلط ماحول سے بچانے کے لئے ضروری ہے کہ بچوں کو جماعتی نظام کے ماحول سے باندھ کر رکھیں‘‘۔

(الازھار لذوات الخمار جلد سوم حصہ اوّل صفحہ 10)

نظام خلافت کی ایک عظیم برکت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے مقرر کردہ خلیفہ پر اپنی مشیّت کو ظاہر فرماتا ہے اور اُس کے مطابق وہ قدم قدم پر جماعت کی رہنمائی کرتے ہیں۔

جماعت کی تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ جب بھی جماعت کے خلاف کوئی یورش بپا کی گئی۔ خواہ وہ فتنہ انکارِ خلافت کی صورت میں ہو یا 1934ء میں احرار کی طرف سے قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا دینے کے ارادوں سے حملہ آور ہونے یا 1953ء میں پاکستان میں احمدیوں کے خلاف فسادات کی آگ بھڑکانے یا 1974ء میں قومی اسمبلی کے فیصلے کی آڑ میں احمدیوں کو غیرمسلم قرار دینے یا 1984ء میں احمدیوں کے بنیادی انسانی و مذہبی حقوق کو سلب کرنے اور احمدیت کو (نعوذباللہ) ایک کینسر قرار دے کر جڑ سے اکھاڑ ڈالنے کی تعلّی پر مشتمل ایک فوجی آمر کی طرف سے نہایت ظالمانہ آرڈی نینس کا اجراء یا 2010ء میں لاہور (پاکستان) میں جمعہ کے روز ایک ہی دن میں دو احمدیہ مساجد پر حملہ کر کے 100 کے قریب افراد کی شہادت اور بیسیوں افراد کو زخمی کرنے کی دہشت گردانہ کارروائی، ہمیشہ، ہرموقع پر خلیفۂ وقت کی بروقت رہنمائی اور آسمانی روشنی سے منوّر فیصلوں کے نتیجہ میں جماعت بڑی کامیابی سے ان تمام امتحانوں سے اور مخالفت اور ظلم وستم کے شدید طوفانوں سے، ہرقسم کی قربانیاں بڑی بشاشت سے دیتے ہوئے، اور اپنے مولیٰ کی رضا پر راضی، ہنستے مسکراتے، نہایت کامیابی سے سرخرو ہوکر نکلی اور اس کا قدم ہمیشہ آگے ہی بڑھتا رہا۔ اور ہمارا مخالف اپنی ناکامیوں اور نامرادیوں پر سٹپٹا کر اور ذلّت کا نشان بن کر رہ گیا۔ اور دنیا نے دیکھا کہ

ہمارے گھر میں اُس نے بھر دیا نور
ہر اک ظلمت کو ہم سے کر دیا دُور
ملایا خاک میں سب دشمنوں کو
کِیا ہر مرحلے میں ہم کو منصور
حقیقت کھول دی اُن پر ہماری
مگر تاریکیٔ دل سے ہیں مجبور
ہماری فتح و نصرت دیکھ کر وہ
غم و رنج و مصیبت سے ہوئے چُور
ہماری رات بھی ہے نُور افشاں
ہماری صبح خوش ہے، شام مسرور
خدا نے ہم کو وہ جلوہ دکھایا
جو موسیٰ کو دکھایا تھا سر طُور
ملے ہم کو وہ استاد و خلیفہ
کہ سارے کہہ اٹھے نُورٌ عَلٰی نُور
خدا نے ہم کو دی ہے کامرانی
فَسُبْحَانَ الَّذِی اَوْفَی الْاَمَانِی
(کلامِ محمود)

الغرض یہ اور اس کے علاوہ کئی اَور قسم کی بے انتہا برکتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافت علیٰ منہاجِ نبوت پر قائم نظامِ جماعت سے وابستہ افراد کو حاصل ہیں اور دنیا بھر میں پھیلے ہوئے کروڑوں احمدی اس پر گواہ اور اللہ تعالیٰ کی اس نعمتِ عظمیٰ پر اس کے شکر گزار ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا

’’نظام کی کامیابی کا اور ترقی کا انحصار اس نظام سے منسلک لوگوں اور اس نظام کے قواعد و ضوابط کی مکمل پابندی کرنے پر ہوتا ہے‘‘۔

آپ نے اِس سلسلہ میں مزید فرمایا:

’’یاد رکھیں کہ دینی و روحانی نظام چونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے رسولوں کے ذریعہ اس دنیا میں قائم ہوتے ہیں۔ اس لئے بہر حال الٰہی اصولوں کے مطابق چلنا ہوگا جو خدا تعالیٰ نے ہمیں بتائے ہیں۔۔۔۔اللہ تعالیٰ کا یہ بہت بڑا احسان ہے احمدیوں پر کہ نہ صرف ہادیٔ کامل صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں شامل ہونے کی توفیق ملی بلکہ اِس زمانے میں مسیح موعود اور مہدی کی جماعت میں شامل ہونے کی توفیق بھی اُس نے عطا فرمائی جس میں ایک نظام قائم ہے، ایک نظامِ خلافت قائم ہے۔ ایک مضبوط کڑا آپ کے ہاتھ میں ہے جس کا ٹوٹنا ممکن نہیں۔ لیکن یاد رکھیں کہ یہ کڑا تو ٹوٹنے والا نہیں۔ لیکن اگر آپ نے اپنے ہاتھ اگر ذرا ڈھیلے کئے تو آپ کے ٹوٹنے کے امکان پیدا ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اس سے بچائے۔ اس لئے اِس حکم کو ہمیشہ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑے رکھو اور نظامِ جماعت سے ہمیشہ چمٹے رہو کیونکہ اب اس کے بغیر آپ کی بقا نہیں‘‘۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 22اگست 2003ء خطباتِ مسرور جلد اول صفحہ 257-256)

پس جہاں تک ہمارے فرض کا تعلق ہے تو ہمیں چاہئے کہ ہم ارشادِ ربّانی وَ اعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا وَ اذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھیں۔ اور ہم سب مل کر اُس حبل اللہ کو، جو اُس نے خلافت کی صورت میں ہمیں عطا فرمائی ہے، دونوں ہاتھوں سے، مضبوطی سے تھامے رکھیں۔ یعنی اعتقادی پہلو سے بھی خلیفۂ وقت سے کُلّی موافقت ہو اور عملی طور پر بھی ہم اطاعتِ نظام اور اطاعتِ امام کے معیاروں کو بڑھاتے چلے جائیں۔ اور ہر قسم کے تفرقہ و انتشار سے بچتے ہوئے اُس وحدت کی حفاظت کریں جو اعتصام بحبل اللہ کے نتیجے میں ہمیں حاصل ہے۔

ہمارا فرض ہے کہ ہم خلیفۂ وقت کے زندگی بخش خطبات و خطابات، آپ کے انفرادی و اجتماعی ملاقاتوں میں فرمودہ کلمات طیّبات، مختلف خطوط و مکتوبات، پیغامات، مجالسِ عرفان اور مجالسِ سوال و جواب میں بیان فرمودہ ارشادات و ہدایات سے علمی و عملی اور مادّی و روحانی طور پر فیضیاب ہوتے ہوئے اپنی دنیا و عاقبت کو سنوارتے چلے جائیں۔

اور ہمارا فرض ہے کہ ہم اللہ کی اِس نعمت کی قدر کرتے ہوئے اِس کی برکات کے ذکر سے بھی اپنی زبانوں کو تر اور اپنے ماحول کو ہمیشہ معطّر رکھیں تا کہ اِس نعمت کی شکر گزاری کے نتیجہ میں ہم اور ہماری نسلیں قیامت تک اللہ تعالیٰ کے مزید فضلوں اور برکتوں کو حاصل کرتے چلے جائیں۔ آمین۔

عہدیداران کے لیے زرّیں نصائح

اِمسال ہر سطح پر جماعتی انتخابات ہو رہے ہیں اس مناسبت سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایات اور زرّیں نصائح ہدیۂ قارئین ہیں۔

’’ہر عہدیدار کو یاد رکھنا چاہئے کہ ووٹ حاصل کرنے کے بعد یا عہدہ کی منظوری آ جانے کے بعد وہ آزاد نہیں ہو گیا۔ بلکہ ایسے بندھن میں بندھ گیا ہے جس کو نہ نبھانے کی صورت میں یا اپنی استعدادوں اور صلاحیتوں کے مطابق نہ بجا لانے کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی لینے والا بھی ہو سکتا ہے۔ ہر عہدیدار نے ہر فردِ جماعت کا حق بھی ادا کرنا ہے اور جماعت کا مجموعی طور پر بحیثیت جماعت بھی حق ادا کرنا ہے۔ کیونکہ ہر عہدیدار کو یہ سوچنا چاہئے کہ مَیں ایک جماعتی عہدیدار ہوں اور کسی بھی قسم کی میری کمزوری جماعت کو متاثر کر سکتی ہے یا جماعت کے نام کو بدنام کرنے والی ہو سکتی ہے۔ اس لئے اُسے یہ حق بھی ادا کرنے والا ہونا چاہئے اور پھر اپنے نمونے قائم کرتے ہوئے دینی حقوق کے ساتھ ساتھ دنیاوی حقوق کی بھی مثال قائم کرنی چاہئے۔ یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ یہ میرا ذاتی معاملہ ہے، مَیں اس میں جو مرضی کروں۔ جماعت سے اس کا کوئی تعلق نہیں، اس لئے مجھے آزادی ہے جو چاہوں مَیں کروں۔ ہر عہدیدار کو یہ سمجھنا چاہئے کہ اُس کی ذات بھی اب ہر معاملے میں جماعتی مفادات کے تابع ہے۔ پس یہ سوچ ہے جو ہر عہدیدار کو پیدا کرنی چاہئے اور ایسی سوچ رکھنے والوں کو ہی حق رائے دینے والوں کو یا ووٹ دینے والوں کو منتخب کرنا چاہئے۔ یا دوسرے لفظوں میں جن کا تقویٰ کا معیار بلند ہو اُنہیں عہدیدار بنانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اگر ہمارا دعویٰ اس زمانے کے امام کو مان کر تقویٰ کے معیاروں کو بلند کرنے کا ہے، اپنے ذمہ کی گئی امانتوں کا دوسروں سے بڑھ کر حق ادا کرنے کا یہ دعویٰ ہے تو ہمیں بہت فکر سے اپنی جماعتی ذمہ داریوں کو ادا کرنا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَ الَّذِیْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَ عَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ۔ (المؤمنون:9) ’’اور وہ لوگ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہدوں کا خیال رکھتے ہیں‘‘۔

(خطباتِ مسرور جلد 11 صفحہ 227-226 خطبہ جمعہ فرمودہ 12 اپریل 2013ء)

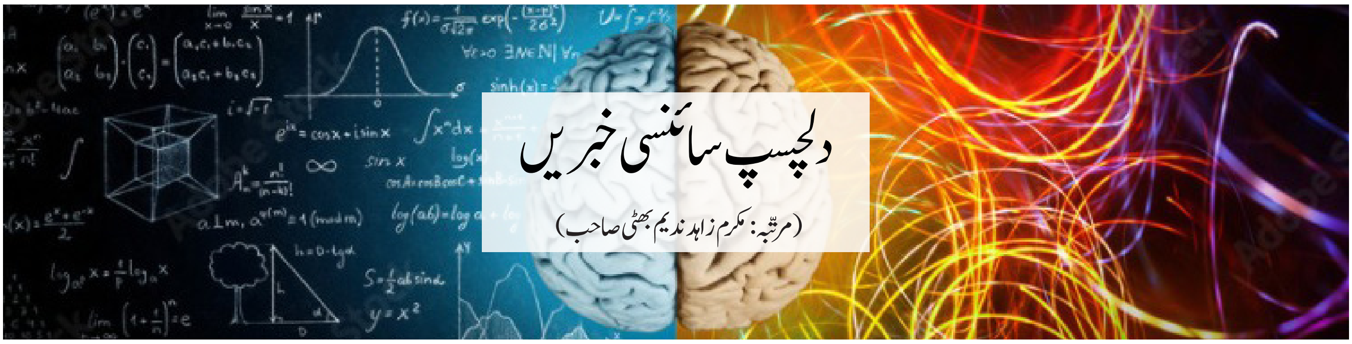

دلچسپ سائنسی خبریں

(مرتبہ: مکرم زاہد ندیم بھٹی صاحب)

مقابلہ بازی کو کنٹرول کرنے والے خلیوں کی دریافت

امریکہ کے سائنسدانوں نے ایسے نیورانز (عصبی خلیوں) کا کھوج لگا لیا ہے جن کا تعلق انسانوں میں مسابقت یا مقابلہ بازی کی صفت سے ہے۔ یہ خلیے ہمارے سماجی روّیوں کی تشکیل میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ یہ تحقیق MGH

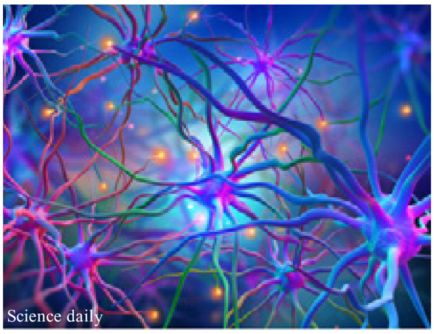
Science daily

Massachusetts General Hospital میں سامنے آئی اور مستقبل میں یہ دریافت شیزوفرینیا (Schizophrenia) جیسے امراض کے علاج میں نہایت کارآمد ثابت ہوسکتی ہے۔[1]

رات کی نیند کی افادیت

امریکہ ہی کی ایک اور یونیورسٹی Northwestern میں کی جانے والی تحقیق کے مطابق رات کا سونا انسان کیلئے نہایت صحت افزا ہے کیونکہ اگر سوتے وقت ہمارے جسم پر روشنی پڑے تو اس سے دل کے کام کرنے پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ اگر جزوی روشنی بھی کمرے میں موجود ہو تو یہ دل کے فعل کو متاثر کرتی ہے۔ لہٰذا سوتے وقت کمرے میں مکمل اندھیرا ہونا ضروری ہے، پردے یا جالیاں گرالینی چاہئیں اور کوشش کرنی چاہیے کہ معمولی روشنی بھی سونے کے کمرے میں موجود نہ ہو۔[2]

1 https://www.nature.com articles/s41586-021-04000-5

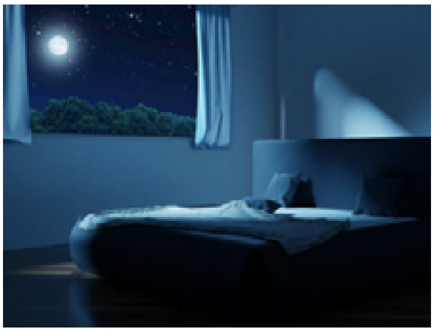

زیرو کاربن والا ایندھن

برطانیہ میں ہائیڈروجن گیس کو بطور ایندھن استعمال کرنے کے پروجیکٹ میں بہت خطیر سرمایہ کاری کی گئی ہے۔ توانائی میں خود انحصاری کے علاوہ اس کا مقصد ایسا ایندھن تیار کرنا ہے جس سے کاربن ڈائی آکسائیڈ اور دیگر گیسوں کا اخراج بالکل نہ ہو، جو ماحول کو آلودہ کرتی ہیں۔

یاد رہے کہ جب ہائیڈروجن گیس بطور ایندھن استعمال ہو گی تو دھواں بھاپ اور ہائیڈروجن گیس ہی ہوگا جو یوں بھی فضا میں وافر موجود ہوتے ہیں اور جانداروں کے لیے بالکل بےضرر بلکہ مفید عناصر ہیں۔

اس سلسلہ میں یہ امر بھی دلچسپی سے خالی نہیں ہو گا کہ ہائیڈروجن گیس کی بطور ایندھن تیاری کیلئے جو توانائی خرچ ہو گی وہ ہوا اور سورج سے حاصل کی جائے گی، یوں اس تمام عمل میں کہیں کوئلہ یا پیٹرولیم مصنوعات استعمال نہیں ہوں گی اسی لیے اس پروجیکٹ کا ایک نام zero emission fuel بھی ہے۔[3]

2 https://www.sciencedaily.com/releases/2022/03/220314154355.htm

کورونا وائرس کے ساتھ زندگی

برطانیہ میں کورونا وائرس سے متعلق پابندیاں مکمل طور پر ختم کر دی گئی ہیں کیونکہ انگریز محققین کے مطابق ہمیں اب کورونا کے ساتھ ہی زندگی گزارنا ہوگی۔ ویکسین اس سلسلہ میں نہایت مفید ثابت ہوئی ہے اور تحقیق کے مطابق 60 سال سے زائد عمر کے افراد میں اس کی افادیت 95٪ تک ہے۔ لہٰذا اب ہر سال کورونا وائرس سے متاثر ہونے والے افراد کی تعداد بے شک بہت زیادہ ہوگی لیکن اس سے اموات کسی بھی دوسرے موسم سرما میں وائرس انفیکشن سے ہونے والی اموات سے زیادہ نہیں ہوں گی۔[4]

لاک ڈاؤن کا ایک طبّی فائدہ

برطانوی نشریاتی ادارے بی بی سی میں شائع ہونے ایک رپورٹ کے مطابق، کرونا وائرس کے دوران لاک ڈاؤن کے نتیجہ میں بعض دیگر وائرسس سے بیمار ہونے والے مریضوں کی تعداد میں گزشتہ سال خاطرخواہ کمی دیکھنے میں آئی۔ مثال کے طور پر norovirus، جو پیٹ کے متعدی امراض کا باعث بنتا ہے، کے کیس لاک ڈاؤن کے دوران معمول سے کہیں کم دیکھنے میں آئے۔ لاک ڈاؤن کھلنے کے بعد اس وائرس کے مریضوں میں بھی اضافہ دیکھنے میں آرہا ہے۔[5]

3 https://www.bbc.com/news/uk-england-dorset-60066866
4 https://www.bbc.com/news/world-us-canada-60758401
5 https://www.bbc.com/news/health-60819716

لے کے دل، دلستاں روانہ ہوا

محترم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب کی یادیں

مکرم نفیس احمد عتیق صاحب۔ مربی سلسلہ Mörfelden جرمنی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پڑپوتے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے سب سے بڑے فرزند صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب وکیل الاشاعت تحریکِ جدید ربوہ کی وفات کی خبر دیارِ غیر میں ملی، اناللہ وانا الیہ راجعون۔ ربوہ کی عظیم بستی میں گزرے پچیس سال اور خاندان مسیح موعودؑ کے بزرگ وجودوں کی آغوش میں گزرا ہوا لمحہ لمحہ مجھ جیسے کمزور اور بے ہنر کی زندگی کا انمول سرمایہ ہے، انہی میں سے مرحوم میاں صاحب کی خدمت میں گزرے ہوئے خاکسار کی زندگی کے دس سال بھی ہیں۔

خاکسار نے جامعہ احمدیہ ربوہ سے فارغ التحصیل ہوکر ایک سال بطور مربی سلسلہ خدمت کی توفیق پائی۔ پھر موازنہ مذاہب میں تخصّص کرنے کے فوراً بعد وکالت اشاعت تحریکِ جدید میں خدمت کا موقع ملا۔ تخصّص کے دوران میاں صاحب کو وکالت اشاعت کے دروازے کے باہر چائنہ بائیکل کھڑا کرکے اس پر لگے بیگ اور ٹوکری سے کتابیں نکال کر دفتر میں آتے جاتے دیکھنا روز کا معمول تھا۔ کبھی کبھی علیک سلیک کے ساتھ درخواست دعا کا بھی موقع مل جاتا لیکن رُعب اور ادب کی وجہ سے زیادہ تر یہیں تک بات رہ جاتی۔ لیکن تخصّص کے اِختتام پر محترم میاں صاحب نے میری ڈیوٹی اپنے دفتر میں لگوا لی۔ اس طرح سے میاں صاحب کے ساتھ ایک یادگار دور کا آغاز ہوگیا اور میاں صاحب کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔

میاں صاحب انتہائی حساس طبیعت کے مالک تھے۔ معاملات کو بہت جلد سمجھ جاتے تھے اور ہر فرد سے اس کی طبیعت کے مطابق معاملہ کرتے تھے۔ کوئی بھی ضرورت مند کبھی آپ کے دروازے سے خالی نہ جاتا تھا۔ خاکسار کو وکالت اشاعت میں خدمت کے دوران بیسیوں مستحق افراد کے لئے سفارشی چٹھیاں لکھنے کا موقع ملا۔ کئی دفعہ آئے ہوئے سوالی کے ساتھ متعلقہ دفتر تک جانے اور متعلقہ افسر صیغہ سے میاں صاحب کی بات کرانے کا موقع ملا۔ میاں صاحب بلا فرق رنگ ونسل ہر شخص کے لیے سفارش کرنے کو ہمیشہ تیار رہتے تھے۔

میاں صاحب کو اگر کبھی کسی کی بات سے سخت رنج ہوتا

تو اس دوست کے نام چٹھی لکھواتے اور اس کے بعد یہ کہہ کر کہ چٹھی کل بھیجیں گے چٹھی رکھوا دیتے۔ اگلے دن میاں صاحب وہی چٹھی دوبارہ لکھواتے اور اس کی تحریر اس قدر نرم اور شستہ ہوتی کہ پڑھنے والا گمان بھی نہ کر پاتا کہ میاں صاحب کو میری بات سے کتنا رنج ہوا ہوگا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی اولاد ہونے کے ناطے محترم میاں صاحب کے سامنے بڑی بڑی شخصیات کو خاکسار نے محبت اور عقیدت کے ساتھ بیٹھے دیکھا لیکن کبھی ایک دفعہ بھی یاد نہیں کہ میاں صاحب میں کسی قسم کے تکبّر کا شائبہ تک آیا ہو بلکہ آپ مزید انکساری کا نمونہ بنتے جاتے۔ بیماری کی وجہ سے جب ٹانگیں بہت کمزور ہوگئیں تو دفتر آنے والے دوستوں سے معذرت کرتے کہ کمزوری کی وجہ سے کھڑا نہیں ہوسکتا۔ حضور کا حکم بھی ہے آپ مجھے معاف فرمادیں۔ یہ ایسے کمال کا وصف تھا کہ ہر آنے والا حیران رَہ جاتا تھا۔

ایک دن کاغذ میں لپٹی ایک چھڑی لے کر دفتر آئے اور خاکسار کو دفتر میں بُلاکر کہا اس کو کھولو۔ خاکسار نے کاغذ کھولا تو فرمایا یہ حضرت مسیح موعودؑ کی چھڑی ہے۔ خاکسار نے بے ساختہ چھڑی کو چوما تو فرمایا اس کو باندھ کر چودھری صاحب کو دے آؤ۔ ان کا پوتا آیا ہے اس کو دکھانی ہے۔ واہ رے اس غریب کی قسمت کہ جسے مسیح آخرالزماں کے تبرک کو چھونے اور اٹھاکر چلنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

میاں صاحب اپنے خدمت گاروں کے ساتھ دلی تعلق رکھنے والے تھے۔ مکرم لعل دین صاحب جو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے خدمت گار تھے اور لاہور کے زمانے میں میاں صاحب مرحوم کو سکول بھی لے جاتے رہے تھے، ان کے وکالت اشاعت میں داخل ہونے پر میاں صاحب بند دروازے سے ہی اپنے کمرے سے آواز دیتے تھے، لعل دین!!! آجاؤ!!! معلوم نہیں وہ لعل دین صاحب کے قدموں کی چاپ تھی یا میاں صاحب کی ان سے انتہائی محبت جو میاں صاحب کو پہلے ہی بتادیتی تھی کہ لعل دین آئے ہیں۔

ایک دن فرمایا شام کو گھر آنا۔ خاکسار گھر حاضر ہوا تو ایک بڑا خاکی لفافہ دیا اور فرمایا اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کُرتا ہے۔ اس کو نئے برتن میں ہلکا سا صابن ڈال کر دھو لاؤ۔ خاکسار کے اس وقت خوشی سے جو جذبات تھے ان کا بیان ممکن نہیں۔ خاکسار نے ہدایت پر عمل کیا اور اس کرتے کو پہن کر نوافل بھی ادا کرنے کا موقع ملا۔ اس موقع پر خاکسار نے انتہائی ادب سے تبرک کی درخواست کی تو فرمایا جب تمہاری بیوی آئے گی تو اس کو تبرک دوں گا۔ چنانچہ آپ نے اپنا وعدہ پورا کرتے ہوئے میری اہلیہ کو حضرت مسیح موعودؑ کے کرتے سے تبرک کاٹ کر دیا، فجزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

میاں صاحب انتہائی باذوق انسان تھے اچھی خوشبو، اچھا لباس اور عمدہ خوراک کا بہت لطیف ذوق پایا جاتا تھا۔ اس کے باوجود طبیعت میں سادگی بھی انتہاء کی تھی۔ ایک بار عید سے ایک دن پہلے فون کر کے فرمایا کہ بازار سے دو شلوار قمیص لے آؤ۔ خاکسار بڑی سوچ بچار کے بعد دو مختلف رنگ لے کر خدمت میں حاضر ہوا تو دونوں شلوار قمیص ہی بہت پسند فرمائیں۔ اگلے دن جب خاکسار عید ملنے حاضر ہوا تو ان میں سے ہی ایک پہنا ہوا تھا۔

خلافت سے وفا کا ایک عجیب رنگ تھا۔ ایک بار کسی دوست نے کچھ غلط انداز میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمتِ اقدس میں ایک مالی معاملہ لکھا جس کے جواب میں میاں صاحب نے چند وضاحتی گزارشات کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں اپنی کل جائیداد، آمد، اثاثہ جات کی تفصیل بھی لکھ دی اور انتہائی عاجزانہ عرض لکھی کہ حضور جس کا حکم دیں وہ بیچ کر ان دوست کو رقم دینے کو تیار ہوں۔ یہ بات بہت ہی اعلیٰ ظرف اور کمال وفاداری کی بات تھی وگرنہ میاں صاحب کی طرف کچھ نکلتا بھی نہ تھا لیکن اس کے باوجود آپ نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں اپنا تن من دھن سب پیش کر دیا۔

میاں صاحب کی زندگی کئی زاویوں سے ایک مثالی زندگی تھی۔ آپ کو اس بات پر بہت ناز تھا اور ہونا بھی چاہیے تھا کہ آپ کی تربیت حضرت اماں جانؓ اور حضرت المصلح الموعودؓ کی آغوش میں ہوئی۔ آپ اُس وقت کو بہت یاد کیا کرتے تھے اور حضرت المصلح الموعودؓ کو ابّا حضور کہا کرتے تھے۔ ایک دن اسی طرح کام کے دوران حضرت المصلح الموعودؓ کا ذکر خیر چھڑا تو میاں صاحب نے بے ساختہ سامنے بیٹھے ہوئے نوجوان کارکنوں سے پوچھا کہ تم میں سے کسی نے بھی حضرت مصلح موعودؓ کو نہیں دیکھا!!!؟ امر واقعہ بھی یہی تھا اس لئے سب نے ہی نفی میں سر ہلایا۔ میاں صاحب کی حالت اس وقت دیدنی تھی آپ بار بار ایک ہی فقرہ دہراتے تھے۔ تم نے مصلح موعودؓ کو نہیں دیکھا تو کچھ نہیں دیکھا۔ یہ فقرہ آپ نے اتنی بار دہرایا کہ ہمیں حقیقت میں یہ احساس ہونے لگا کہ ہم نے کچھ نہیں دیکھا۔

بیماری کے ایام میں کئی بار ایسا بھی ہوا کہ میاں صاحب میں چلنے کی سکت نہ ہوتی، پھر بھی اچانک بُلا کر فرماتے انجمن کے دفتر جانا ہے اور پھر آہستہ آہستہ اس عاجز کا ہاتھ پکڑے انجمن کے دفاتر پہنچے اور اوپر کی منزل پر جانے والی سیڑھیاں چڑھ کر گئے جو ایک دشوار عمل ہوتا۔ اسی طرح کسی کتاب یا حوالہ کی تلاش میں خلافت لائبریری جانا ہوتا تو الفضل ریفرنس سیکشن جہاں پرانے کاغذوں اور AC نہ ہونے کی وجہ سے گھٹن ہوتی، وہاں بھی بڑے اطمینان سے بیٹھے رہتے۔

جس سے کوئی وعدہ کرتے تو پورا کرتے چاہے ایفائے عہد کے لئے مالی بوجھ بھی اُٹھانا پڑے، اُٹھاتے۔ ایک دفعہ باتوں ہی باتوں میں صادق صاحب لائبریرین خلافت لائبریری کو کہا اگر یہ کتاب مہیا کر دو تو مرغِ مسلّم کھلاؤں گا۔ صادق صاحب جو ہمیشہ میاں صاحب کے لئے عقیدت کے جذبات رکھتے تھے انہوں نے کوشش کر کے مطلوبہ کتاب پیش کر دی تو میاں صاحب نے اُسی شام صادق صاحب کے گھر مرغ مسلّم پہنچانے کا انتظام کر دیا۔

ہسپتال کی ایک کارکن جو میاں صاحب کی پرچی بناتی تھی۔ ایک دن اس نے میاں صاحب سے عرض کیا کہ میری شادی ہونے والی ہے دعا کریں۔ میاں صاحب نے فوراً کہا کہ حضور کی خدمت میں لکھو، میں بھی دعا کروں گا پھر کچھ دن بعد میاں صاحب نے اُسے تفسیر کبیر کا سیٹ اور کچھ اور کتابوں کا تحفہ دیا۔ یہ ان دنوں کی بات ہے کہ میاں صاحب نے اپنا حصہ جائیداد بہت قربانی کر کے ادا کیا تھا اور مالی تنگی بہت زیادہ تھی لیکن ایفائے عہد کو قائم رکھا۔

ایک دن شام کو میاں صاحب کا فون آیا کہ گھر آؤ۔ خاکسار خدمت میں حاضر ہوا تو فرمایا کہ میری وفات کا وقت اب قریب ہے۔ کچھ دن بعد طبیعت بہتر ہوئی تو دفتر آ کر خاکسار کو بلایا کہ الماری کھولو۔ خاکسار نے الماری کھولی تو کچھ انتہائی نایاب تصاویر کا ایک پیکٹ دے کر کہا، یہیں بیٹھ کر دیکھ لو۔ یہ میاں صاحب کا خاکسار پر اتنا بڑا احسان تھا کہ آج بھی خاکسار کسی طرح اس کا شکر ادا نہیں کر سکتا۔

میاں صاحب کا وجود ہمیشہ ہمارے لئے رحمت اور شفقت کا وجود ثابت ہوا۔ یہی وجہ تھی ان کے ساتھ رہ کر ہم اپنے دکھ درد، اور پریشانیوں کا احساس نہ ہوتا تھا۔ میاں صاحب کی محبّت نے سب کو اپنے ساتھ جوڑ رکھا تھا۔ آپ ہر کارکن سے منفرد حسنِ سلوک سے پیش آتے کہ ہر کوئی خود کو خاص سمجھتا تھا۔ آپ کمال شفقت و محبت وستّاری سے ہمیشہ ہم بے کار اور بے ہنر لوگوں کو برداشت کرتے اور کبھی شکایت نہ کرتے۔ آپ نے ہمیشہ وسعتِ حوصلہ اور برداشت کی مثال قائم کی۔ الغرض میاں صاحب ایک زندہ دل انسان تھے اور جماعت کی انتھک محنت میں مصروف رہتے۔ آپ کی ان چند یادوں کو الفاظ میں بیان کرنے کی کوشش تو کی جاسکتی ہے لیکن جذبات اور احساسات کو بیان کرنا ممکن نہیں۔

اللہ تعالیٰ میاں صاحب کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آپ تو نہ رہے آپ کی یاد ہمارے ساتھ ہے۔ آپ کی تربیت اور آپ کی انتھک محنت ہمارے لئے نمونہ ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزا دے اور آپ کی اولاد پر بھی بہت فضل فرماتا چلا جائے اور ہمیں ہر وقت خادمانِ خلافت بن کر مقبول خدمت کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے، آمین۔

محترمہ درِّثمین احمد صاحبہ۔ جرمنی

برطانیہ اور ہالینڈ میں

احمدیہ مشنز کا قیام

برطانیہ

لندن میں جماعت احمدیہ کا مشن 1913ء سے قائم ہے اور اس جماعت کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ یہاں پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بہت سے صحابہ کو خدمات کا موقع ملا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں سے حضرت چوہدری فتح محمد سیال صاحبؓ، حضرت قاضی محمد عبداللہؓ صاحب، حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ، حضرت مولانا عبدالرحیم نیّر صاحبؓ، حضرت ملک غلام فرید صاحب، حضرت مولانا جلال الدین شمسؓ صاحب اور حضرت مولانا عبدالرحیم دردؓ صاحب نے بطور مبلّغ اس مشن میں کام کیا۔ ان کے علاوہ حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ بھی انگریزی ترجمہ قرآن کے سلسلے میں لندن مشن میں مقیم رہے اور تبلیغی سرگرمیوں میں فعّال حصہ لیتے رہے، اسی طرح حضرت چودھری محمد ظفراللہ خانؓ صاحب گو باقاعدہ مبلغ تو نہ تھے تاہم آپ کا شمار حضرت مسیح موعودؑ کے جلیل القدر صحابہ میں ہوتا ہے۔ آپ بھی پہلے اپنی تعلیم کے سلسلہ میں لندن میں مقیم رہے پھر آخری عمر تک کسی نہ کسی صورت میں اس مشن کے ساتھ منسلک رہے اور عظیم الشان خدمات دین بجالاتے رہے۔

1924ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے دورہ اور 1926ء میں مسجد فضل لندن کی تکمیل کے ساتھ اس مشن کا ایک نیا دور شروع ہوا۔ جس شہر میں لاتعداد گرجے موجود تھے، وہاں یہ چھوٹی سی مسجد ایک انفرادی شان رکھتی تھی۔ نہ صرف مقامی شہریوں اور برطانیہ کے دوسرے مقامات سے آنے والوں کے لئے اس کا وجود کشش کا باعث تھا بلکہ جو لوگ بیرونی ممالک سے یہاں سیروسیاحت کے لئے آتے ان میں سے بہت سے مسجد کو دیکھنے کے لیے بھی آجاتے اور اسلام کی تبلیغ سے مستفید ہوتے۔ مختلف سوسائیٹیوں اور کلبوں کے ممبر بھی گروپوں کی صورت میں یہاں آتے اور دلچسپی کے ساتھ سلسلہ کی تاریخ اور عقائد کا ذکر سنتے۔ علاوہ ازیں بہت سی سیاسی اور سماجی شخصیات بھی وقتاً فوقتاً یہاں آتی رہیں جن میں مسلمانانِ ہند کے عظیم رہنما قائداعظم محمد علی جناح، سعودی عرب کے ولی عہد شاہ فیصل، حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف دائر کئے گئے مقدمہ کا منصفانہ فیصلہ سنانے والے کپتان ڈگلس اور برصغیر کی نامور علمی شخصیت سر عبدالقادر شامل ہیں۔

تبلیغ اسلام کا یہ فریضہ سلسلہ کے جیّد علماء اور مبلغین سرانجام دے رہے تھے تاہم تحریکِ جدید کے قیام کے

چوہدری فتح محمد سیال صاحبؓ

حضرت قاضی محمد عبداللہؓ صاحب

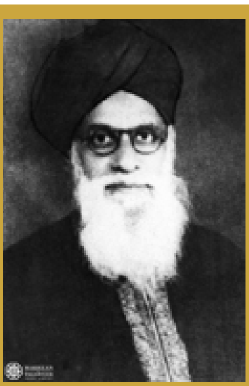
حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ

حضرت مولانا عبدالرحیم نیرؓ صاحب

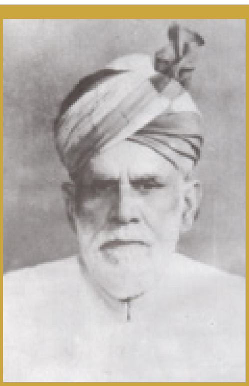
حضرت ملک غلام فریدؓ صاحب

بعدسب سے پہلے حضرت مولانا جلال الدین شمسؓ صاحب بحیثیت مبلغ سلسلہ یہاں تشریف لائے۔ آپ یکم فروری 1936ء کو مختلف ممالک میں تبلیغ اسلام کے لئے جانے والے چار دیگر مبلّغین سلسلہ کے ہمراہ قادیان سے روانہ ہوئے۔ اُس وقت حضرت مولانا عبدالرحیم دردؓ صاحب یہاں مبلغ انچارج تھے، 1939ء میں موصوف کے ہندوستان واپس جانے کے بعد حضرت مولانا شمسؓ صاحب اس مشن کے انچارج مقرر ہوئے اور اس حیثیت سے آپ کو 1946ء تک یہاں اعلائے کلمۃ اللہ کی سعادت ملی۔

آپ نے اس اپنے دس سالہ قیام لندن کے دوران تبلیغ کا کام پوری جانفشانی سے سرانجام دیا۔ انفرادی ملاقاتوں اور تبلیغی خطوط کے علاوہ ایک اہم ذریعہ تبلیغ وہ لیکچر تھے جو مبلغِ سلسلہ اور دیگر احمدی مختلف مقامات پر دیا کرتے تھے۔ مشن ہاؤس میں تبلیغی تقاریر کا اہتمام کیا جاتا۔ اس کے علاوہ لندن میں اور لندن سے باہر بہت سے کلبوں سوسائیٹیوں اور درسگاہوں میں جاکر لیکچر دیئے جاتے۔ لندن میں ایسے مقامات مخصوص ہیں جہاں ہر آدمی جاکر اپنے خیالات کا اظہار کرسکتا ہے۔ اس سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے ہائیڈ پارک اور کلیپہم کامن پارک میں تبلیغی لیکچروں کا اہتمام کیا جاتا اور لوگوں کے سوالوں کے جوابات دیئے جاتے۔ اُس دور میں انگریزوں کو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذاتِ اقدس کے متعلق انہی نظریات کا علم ہوتا تھا جو چند مغربی مصنّفین نے اپنی کتب میں تحریر کئے تھے۔ ان میں سے بہت سی تحریریں تعصّب سے آلودہ تھیں۔ ان کی پیدا کردہ غلط فہمیوں کو دور کرنے کے لیے سیرت النبی ﷺ کے جلسوں کا سلسلہ شروع کیا گیا۔ ان جلسوں میں صرف مسلمان مقررین ہی نہیں بلکہ کئی عیسائی اہلِ علم بھی نبی اکرم ﷺ کو خراجِ عقیدت پیش کرتے تھے۔ (الفضل 25 نومبر 1937ء صفحہ 2)

لٹریچر کی اشاعت ہمیشہ سے جماعت کی تبلیغی سرگرمیوں کا ایک اہم حصہ رہی ہے۔ اُس وقت صرف لندن شہر میں چار سو سے زائد کثیر الاشاعت اخبارات کے دفاتر تھے اور دنیا کا ایک بڑا حصّہ ان کی تحریروں کے زیرِ اثر تھا۔ مگر انگلستان میں مسلمانوں کا ایک بھی اخبار شائع نہیں ہو رہا تھا۔ باوجود تمام مشکلات اور مالی تنگی کے لندن مشن نے 1935ء میں دی مسلم ٹائمز کے نام سے ایک پندرہ روزہ اخبار شائع کرنا شروع کیا تا کہ مغربی دنیا کے سامنے اسلامی نقطہ نگاہ کو پیش کیا جا سکے اس کے علاوہ مختلف تبلیغی موضوعات اور سیرت النبی ﷺ پر کتابچوں کی اشاعت سے تبلیغ کو وسعت دی گئی۔ اس کے ساتھ مولانا شمس صاحبؓ نے 1945ء میں قرآن کریم کے جرمن ترجمہ کا کام بھی شروع کرایا۔

برطانوی وزراء اور دیگر اہم شخصیات مشن میں مختلف تقریبات میں شرکت کے لیے آتیں۔ اور بہت سے مسلمان لیڈر جب لندن آتے تو انہیں مسجد فضل میں مدعو کیا جاتا۔ سعودی سلطنت کے شہزادہ سعود اور شہزادہ فیصل، عراق کے وزیرِ خارجہ توفیق السویدی اور قائدِ اعظم محمد علی جناح جیسی شخصیات مشن کی مختلف تقاریب میں شرکت کرتیں تو اس کا چرچا بڑے پیمانے پر انگلستان کے پریس میں ہوتا اور یہ بھی ایک رنگ میں ذریعہ تبلیغ بن جاتا۔

اگرچہ تبلیغی سرگرمیاں زیادہ تر لندن تک محدود تھیں مگر پورے ملک میں رفتہ رفتہ کچھ انگریز احمدیت کا پیغام قبول کر رہے تھے۔ ان میں آرنلڈ (Arnold) اور بینکس (Banks) گھرانوں کے احباب و خواتین خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ 1939ء میں برطانیہ میں 16 مختلف مقامات پر احمدی موجود تھے جن میں اکثریت انگریزوں کی تھی۔ (سلسلہ احمدیہ جلد دوم صفحہ 16،17)

انہی میں سے ایک انگریز احمدی بلال نٹل (Nattal) صاحب بھی تھے جو مسجد میں بڑے شوق سے اذان دیا کرتے تھے۔ آپ کی آواز میں اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ، اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ کی صدائیں بلند ہوتیں تو سننے والے حیران ہوتے کہ ایک انگریز عیسائیت کے ایک بڑے مرکز میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی رسالت کا اعلان کر رہا ہے۔ (الفضل 28 اپریل 1939ء صفحہ 4)

ہالینڈ میں مشن کا آغاز

ہالینڈ میں مشن کا قیام 1947ء میں ہوا۔ لیکن اس سے پہلے ایک ڈچ احمدیت قبول کرنے کی سعادت حاصل کر چکے تھے۔ یہ ڈچ ظفراللہ کاخ صاحب تھے جنہوں نے لندن میں مکرم مولانا جلال الدین شمس صاحب کے ذریعہ احمدیت قبول کی تھی۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران جب مختلف یورپی زبانوں میں قرآنِ کریم کا ترجمہ کرنے کے کام کا آغاز ہوا تو ڈچ زبان میں بھی ترجمہ کیا گیا۔ یہ کام ایک ترجمہ کرنے والے بیورو کے سپرد کیا گیا۔ اس بیورو نے ایک ڈچ خاتون مسز زمرمن (Zimmerman) سے بھی ترجمے کے لئے رابطہ کیا۔ یہ خاتون جب اس ترجمے کے ابتدائی

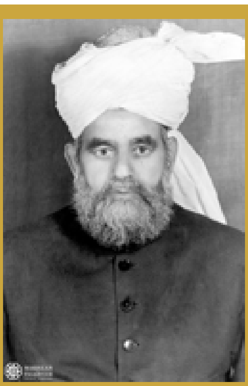

حضرت مولانا جلال الدین شمسؓ صاحب

حضرت مولانا عبدالرحیم دردؓ صاحب

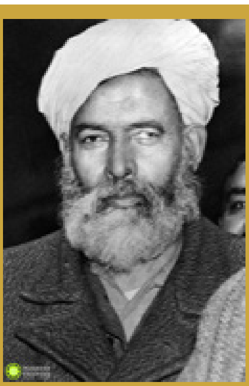

حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ

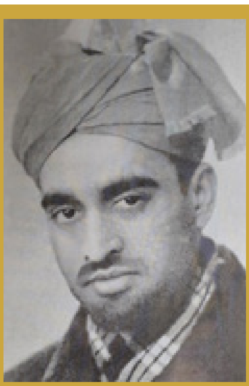

مکرم حافظ قدرت اللہ صاحب

تیس چالیس صفحے مکمل کر کے اس بیورو کے دفتر گئی تو وہاں کے ڈائریکٹر سے اس کی طویل گفتگو ہوئی۔ اس ڈائریکٹر نے بار بار قرآنِ کریم کے متعلق توہین آمیز الفاظ استعمال کیے۔ اور اس کے ٹائپسٹ نے بھی اس توہین آمیز اور مضحکہ خیز گفتگو میں حصہ لیا۔ چند دن کے بعد وہ ڈائریکٹر بیمار ہوکر اس دنیا سے کوچ کر گیا اور تین ہفتے کے بعد ٹائپسٹ کی بھی موت واقع ہوگئی۔ مسز زمرین پر اس نشان کا گہرا اثر ہوا۔ اور اسلام میں ان کی دلچسپی بڑھنے لگی۔

(الفضل 16؍ستمبر 1948ء صفحہ5)

ہالینڈ میں مستقل احمدیہ مسلم مشن کی بنیاد حافظ قدرت اللہ صاحب کے ہاتھوں پڑی جو دوسرے مجاہدین تحریکِ جدید کے ساتھ کچھ عرصہ انگلستان میں تبلیغ اسلام کا فریضہ ادا کرنے کے بعد 2؍ ماہ وفا، 1326ہش بمطابق جولائی 1947ء کو ہالینڈ میں پہنچے۔ آپ نے ہیگ کی کولمبس سٹریٹ (Columbus Str) میں ایک کمرہ کرایہ پر لے کر اشاعت اسلام کی جدوجہد کا آغاز کر دیا۔ ایک مبلّغ اسلام کے آنے کا واقعہ اس ملک کی تاریخ میں چونکہ ایک انوکھا واقعہ تھا اس لئے ڈچ پریس نے اس میں خاصی دلچسپی لی۔ ہالینڈ میں جب پہلی بار اسلامی مشن کے قیام کی خبر منظرِ عام پر آئی تو ڈچ عوام نے اگرچہ اس خبر کو دلچسپی کے ساتھ پڑھا مگر اس دلچسپی میں تعجّب اور تعصب کے ملے جلے جذبات بھی تھے۔ چنانچہ ہیگ کے ایک بااثر ہفت روزہ HAAGSCHE POST نے ”ایشیا کی بیداری“ کے زیرِعنوان یہ لکھا:

”یورپ کے لئے ایشیا کی یہ بیداری بالکل غیرمتوقع ہے۔ آج مروّجہ پہلے طریق کے بالکل الٹ مشرق سے اسلام کے مبلغ مغرب کو بھیجے جارہے ہیں اور جماعت احمدیہ اس کوشش میں پیش پیش ہے“۔

مبلغ اسلام کی ابتدائی تبلیغی سرگرمیاں

محترم حافظ قدرت اللہ صاحب نے ہالینڈ کی سرزمین پر اَنوارِ قرآنی پھیلانے کے لئے اوّلین توجہ ہیگ کے مختلف ڈچ خاندانوں اور شخصیتوں پر مرکوز کی اور ان سے خوشگوار تعلقات پیدا کر کے انہیں دعوتِ اسلام دی۔ بعد ازاں آہستہ آہستہ ہالینڈ کے دوسرے شہروں اور علاقوں کی طرف بھی تبلیغی سفر کیے اور پیغامِ حق پہنچایا۔ حافظ صاحب کی اس مساعی کا نتیجہ یہ نکلا کہ چند ماہ کے اندر اندر مشرقی ہالینڈ کی ایک مخلص خاتون اسلام میں داخل ہوگئی جس نے قبولِ حق کرتے ہی مالی قربانی کا ایسا بہترین نمونہ پیش کیا کہ قرنِ اوّل کی مسلم خواتین کی مالی قربانیوں کی یاد تازہ ہوگئی۔

(تاریخ احمدیت جلد 11 صفحہ 153تا154)

مسجد مبارک ہیگ ہالینڈ

مکرم منور علی شاہد صاحب

روس یوکرین جنگ

انتباہ سے انحراف کا نتیجہ

سالہاسال سے اس بات کو شدت سے محسوس کیا جارہا ہے کہ عالمی شخصیتیں، ادارے اور بااثر مغربی ممالک اپنی پالیسیوں میں اعتدال اور انصاف کے اعلیٰ معیار کو برقرار رکھنے میں کامیاب نہیں ہو پا رہے ہیں بلکہ اس کی جگہ ”مفادات“ نے لے لی ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ آج روئے زمین پر موجود بڑے اور طاقتور ممالک مختلف گروپوں میں تقسیم ہو کر کمزور ممالک پر گھر بیٹھے حکمرانی کر رہے ہیں۔ روس یوکرین کے نیٹو کا حصہ بننے کے شدید خلاف ہے۔ روس کے صدر پیوٹن بیس سال سے روس پر حکمرانی کر رہے ہیں اور دنیا ان کو ایک ڈکٹیٹر کے طور پر ہی جانتی ہے۔ ایک وقت تھا کہ جب یوکرین روس کا حصہ تھا جس کی تاریخ بہت قدیم ہے جس کی ابتداء نویں صدی سے ہوتی ہے، 1991ء میں جب سوویت یونین کا خاتمہ ہوا تو متّحدہ روس کے بطن سے 14 نئی ریاستوں نے جنم لیا تھا جن میں یوکرین بھی شامل تھا لیکن روس اس کو آزاد مملکت کے طور پر تسلیم کرنے میں متذبذب رہا۔ تاریخ بتاتی ہے کہ ماضی میں بھی یوکرین میں علیحدگی پسند تحریکوں کو کچلنے کی کارروائیاں ہوتی رہی ہیں۔ جوزف اسٹالن کے دور میں یوکرین کی الگ ریاست بننے کی تحریک کو کچلنے کے لئے دانشوروں اور کسانوں کے خلاف کارروائیاں کی گئیں، سخت قوانین نافذ کئے گئے تھے .یہی وہ سیاسی اسباب تھے جنہوں نے یوکرین کو مغربی ممالک کی طرف دیکھنے پر مجبور کیا تھا اور مغربی ممالک کے ساتھ تعلقات اُستوار کرنے کا نہ صرف سوچنے بلکہ اس پر عمل درآمد کرنے کی ابتداء ہوئی تھی۔

مشرقی یورپ میں جب نیٹو نے اپنا اثر رسوخ بڑھانا شروع کیا تو ان ممالک میں یوکرین بھی شامل تھا۔ یوکرین کی نیٹو اور یورپین یونین ممالک کے ساتھ پینگیں بڑھانا روس کو ایک آنکھ نہ بھاتا تھا اور اندر ہی اندر نفرت اور انتقام کی جو چنگاری سلگ رہی تھی بالآخر اس نے جنگ کی شکل اختیار کرلی۔ نیٹو اور یورپین یونین بھی یوکرین میں اپنی طاقت بڑھانے کی پالیسی میں گامزن تھے۔ یوکرین کے سابق صدر وکٹر یانوکووچ نے جب ماسکو سے تعلقات بڑھانے کے لئے یورپی یونین کے ساتھ تعاون کے معاہدہ کو مسترد کیا تو ردِّعمل کے طور پر ان کو اپنی حکومت سے ہاتھ دھونا پڑے تھے جس کا ردِّعمل یہ ہوا تھا کہ روس نے یوکرین کے جزیرہ نما ’کرائمیا‘ پر قبضہ کرلیا۔ یوں یوکرین سال ہا سال سے روس اور نیٹو، یورپین یونین کے مابین ”شٹل کاک“ بنا ہوا تھا۔ موجودہ جاری جنگ کی ابتداء اس وقت ہوئی تھی جب گزشتہ سال 2021ء کے اختتام پر روس نے یوکرین کی سرحدوں پر اپنی ڈیڑھ لاکھ فوج تعینات کی تھی تو وہ خطرے کی گھنٹی تھی جو بالآخر بج کر ہی رہی اور روس نے امریکہ سمیت یورپین یونین کسی کو بھی خاطر میں نہ لاتے ہوئے یوکرین پر حملہ کر دیا۔ جنوری 2022ء میں روس نے یوکرین کی دو علیحدگی پسند ریاستوں ”ڈونسک“ اور ”لوہانسک“ کی آزاد حیثیت کو تسلیم کرتے ہوئے اپنی فوجوں کو داخل ہونے کا حکم دیا تھا۔ پوٹن نے اپنی اس کارروائی کو ان علاقوں میں امن کی کوشش جبکہ امریکہ نے یوکرین پر حملہ کی ابتداء قرار دیا تھا اور بالآخر یہ ابتداء ایک مکمل جنگ میں بدل گئی اور فروری کے آخری ہفتہ (24 فروری) میں روس نے مشرقی یوکرین پر حملہ کر کے تین اطراف سے اپنی فوجوں کی پیش قدمی شروع کر دی تھی۔ عالمی اداروں کی رپورٹس کے مطابق تقریباً ایک لاکھ نوے ہزار روسی فوجی محاذوں پر موجود ہیں جبکہ یوکرین کی کل فوج کی تعداد ایک لاکھ پچیس ہزار کے لگ بھگ بتائی گئی ہے۔ موجودہ جنگی حالات میں دونوں ممالک کی فوجی طاقت کا موازنہ کسی بھی طور پر ممکن نہیں۔

جنگ شروع ہونے کے بعد کی صورتحال کے تناظر میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ 4/مارچ 2022ء میں دعاؤں کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا: ”جو آج کل کے حالات ہیں دنیا کے، اس کے لئے دعا کریں خوفناک سے خوفناک تر ہوتے جا رہے ہیں۔ اب تو ایٹمی جنگ کی بھی دھمکیاں دی جانے لگیں ہیں۔ جیسا کہ پہلے بھی میں نے کہا اور کتنی دفعہ کہہ چکا ہوں کہ خوفناک نتائج ہوں گے۔ اس کے نتائج اگلی نسلوں کو بھی بھگتنے پڑیں گے اللہ تعالیٰ ہی ہے جو ان لوگوں کو عقل دے“، آمین۔ (روزنامہ الفضل آن لائن 5 مارچ 2022ء)

اسی طرح 11 مارچ کے خطبہ جمعہ میں ایک مرتبہ پھر روئے زمین پر موجود خدا کے خلیفہ اور اَمن کے سفیر نے جنگ میں ملوث دونوں حکومتوں کو مخاطب کرکے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ دونوں طرف کی حکومتوں کو عقل دے، سمجھ دے اور انسانیت کا خون کرنے سے یہ لوگ باز آجائیں“۔

روس اور یوکرین کی جنگ شروع ہوئے ایک ماہ سے زائد ہو چکا ہے لیکن تا حال جاری جنگ سے انسانی

جانوں کی ہلاکتوں اور لاکھوں کی تعداد میں گھروں میں بیٹھے لوگوں کو بے گھر کرنے کے علاوہ کچھ نہیں ملا۔ بہت سے ممالک مالی، معاشی و دیگر پابندیاں لگا رہے ہیں، یہ صورتحال روس کو بہت کچھ سوچنے پر مجبور کرے گی۔جنگوں سے بچنے کے لئے امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃالمسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے عالمی راہنماؤں، حکومتوں اور عالمی اداروں کو مخاطب کرتے ہوئے بارہا امن کی اہمیت اور جنگ کے ناقابل تلافی نقصانات سے آگاہ فرمایا ہے اور سمجھداری اور تحمّل کے ساتھ کام لینے کی تلقین فرما رہے ہیں۔ آپ نے کئی سال پہلے عالمی راہنماؤں کو خطوط لکھ کر ان حالات کی نشاندہی فرمادی تھی جو جنگ کی صورت میں سامنے آسکتے تھے اور انسانی ومالی نقصان کے بارے میں بھی آگاہی دے کر سالوں قبل ہی بڑھتے خطرات کو محسوس کرتے ہوئے انتباہ فرمایا تھا اور عالمی طاقتوں، اِداروں اور شخصیّات کو متنبّہ فرما دیا تھا کہ ایسے حالات پیدا کرنے سے اجتناب کیا جائے جس کے نتیجہ میں جنگ شروع ہو اور انسانی تباہی وبربادی کی ایک اور المناک تاریخ جنم لے۔

حضرت خلیفۃالمسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 30 جون 2017ء میں ارشاد فرماتے ہیں کہ ’’ہم اس بات پر خوش نہیں ہیں کہ دنیا کا ایک حصّہ تباہ ہو اور پھر باقی دنیا کو عقل آئے اور وہ خدا تعالیٰ کی طرف جھکیں اور آنے والے کو مانیں بلکہ ہم تو اس بات پر خوش ہیں اور کوشش کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی کو بھی اس بداعمال کی وجہ سے تباہی میں نہ ڈالے اور دنیا کو عقل دے کہ وہ بدانجام سے بچیں‘‘۔(الفضل انٹرنیشنل 21 جولائی 2017ء)

یورپ کے خطے میں روس یوکرین تنازعہ کے تناظر میں پیدا شدہ جنگی کشیدگی عالمی امن کے لئے خطرہ بن چکی ہے اور اس کے تباہ کن نسل در نسل اثرات کے پیشِ نظر بھی حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دنیا کو متنبہ فرمایا۔25 فروری 2022ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا کہ ’’دنیا کے موجودہ حالات کے بارے دعا کے لئے کہنا چاہتا ہوں جو انتہائی خطرناک ہو رہے ہیں اور (کشیدگی میں) بڑھتے جا رہے ہیں۔ اگر یہ اسی طرح بڑھتا رہا تو صرف ایک ملک نہیں بلکہ بہت سے ممالک اس میں شامل ہو جائیں گے اور پھر اس کے خوفناک انجام کا اثر نسلوں تک رہے گا۔ خدا کرے کہ لوگ خدا تعالیٰ کو پہچاننے والے ہوں اور اپنی دنیاوی خواہشات کی تسکین کے لئے انسانوں کی جانوں سے نہ کھیلیں‘‘۔ پھر فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ جنگ کے خوفناک حالات اور تباہ کاریوں سے جن کا تصوّر بھی انسان نہیں کرسکتا انسانیت کو بچا رکھے، آمین‘‘۔ (الفضل انٹرنیشنل یکم مارچ 2022ء)

مفادات کی ہوس میں مبتلا، طاقت کے نشہ میں چُور بڑی طاقتوں نے بالآخر اَمن کو پس پُشت ڈالا تو خطے میں جنگ شروع ہو گئی جس کے باعث بچے، عورتیں بے گھر ہو کر دربدر کی ٹھوکریں کھانے پر مجبور ہو گئے ہیں جن کی تعداد لاکھوں تک پہنچ چکی ہے۔ اقوامِ متحدہ کے ادارے UNHCR کے مطابق یوکرین پر حملہ کے بعد سے اب تک بیس لاکھ افراد اپنا ملک چھوڑ چکے ہیں۔ فرانسیسی نیوز ایجنسی نے یو این ایچ سی آر کے حوالے سے تفصیلات بتاتے ہوئے مزید کہا کہ روس کی پیش قدمی کے نتیجہ میں اس تعداد میں اضافہ بھی ہوسکتا ہے۔ کمشنر فلپو گرینڈی کی ایک ٹویٹ کے مطابق جنگِ عظیم دوم کے بعد یورپ میں یہ پناہ گزینوں کا سب سے بڑا بحران ہے اور یہ تعداد چالیس لاکھ تک پہنچ سکتی ہے۔ یوکرین کے مظلوم شہری رومانیہ، پولینڈ، مالڈووا، سلوواکیہ اور ہنگری میں پناہ لے رہے ہیں۔سب سے زیادہ اور بڑی تعداد پولینڈ پہنچی ہے جو پانچ لاکھ سے زائد ہے اور جس میں اضافہ ہو رہا ہے۔ عالمی ادارہ یونیسف کی ایک رپورٹ کے مطابق ایک ملین سے زائد بچے یوکرین سے بھاگ کر جان بچانے پر مجبور ہوئے ہیں۔ ورلڈ بنک کی رپورٹ 2020ء کے مطابق یوکرین کی آبادی 44 ملین تھی۔ یوکرین کے بلند وبالا خوبصورت عمارتوں والے مناظر بھی اب تیزی سے کھنڈرات میں بدلتے جا رہے ہیں۔موت کا رقص ہے جو یوکرین کے اندر جاری ہے، سینکڑوں کی تعداد میں یوکرینی بچے، عورتیں اور شہری ہلاک ہو چکے ہیں۔ دونوں ممالک ایک دوسرے کے بھاری نقصان کرنے کا دعویٰ کر رہے ہیں اور مختلف ممالک کی کوششوں کے باوجود ابھی تک روس اور یوکرین کے مذاکرات کا کوئی مثبت نتیجہ سامنے نہیں آیا۔ دوسری طرف امریکہ سمیت مغربی ممالک نے روس پر معاشی اور سیاسی پابندیاں لگانے کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔سلامتی کونسل کے اجلاس کا بھی کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔

یہی وہ عوامل ہیں جن کی نشاندہی اور جن حالات سے بچنے کے لئے عالمگیر جماعت احمدیہ کے سربراہ حضرت خلیفۃالمسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے عالمی ممالک کو ان کی ذمّہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے عالمی اَمن کی حفاظت کی بار بار تحریک کی تھی۔شدید جنگی کشیدگی کے دنوں میں مسلسل مغربی ممالک، روس، امریکہ اقوامِ متحدہ سمیت سبھی کی توجہ ان نقصانات اور حالات کی طرف دلائی تھی جس کا سامنا جنگ شروع ہونے کے بعد ہوسکتا تھا۔ روس اور یوکرین کے تنازعہ کے پس منظر میں بھی حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک غیرمعمولی ارشاد جاری فرمایا تھا کہ ’’گزشتہ کئی سال سے میں دنیا کی بڑی طاقتوں کو متنبہ کرتا چلا آیا ہوں کہ انہیں تاریخ سے، بالخصوص بیسویں صدی میں ہونے والی دو تباہ کن جنگوں سے سبق حاصل کرنا چاہئے۔ اس سلسلے میں مَیں نے مختلف اقوام کے سربراہوں کو خطوط لکھ کر پُرزور توجہ دلائی کہ وہ اپنے قومی اور ذاتی مفادات کو بالائے طاق رکھ کر معاشرے کی ہر سطح پر حقیقی انصاف کو قائم کرتے ہوئے دنیا کے امن وسلامتی کو ترجیح دیں۔ یہ امر نہایت افسوسناک ہے کہ یوکرین میں جنگ چھڑ گئی ہے اور حالات انتہائی سنگین صورتحال اختیار کرچکے ہیں‘‘۔ فرمایا: ’’مَیں روس، نیٹو اور تمام بڑی طاقتوں کو پُرزور تلقین کرتا ہوں کہ وہ اپنی تمام تر کوششیں انسانیت کی بقاء کی خاطر تنازعات کو ختم کرنے میں صرف کریں اور سفارتی ذرائع سے پُراَمن حل تلاش کریں۔ جماعت احمدیہ مسلمہ کے سربراہ ہونے کے ناطے میں صرف یہی کرسکتا ہوں کہ دنیا کے سیاسی راہنماؤں کی توجہ اس طرف مبذول کروا دوں کہ وہ عالمی اَمن کو ترجیح دیتے ہوئے تمام بنی نوع انسان کی بھلائی کی خاطر اپنے قومی مفادات اور دشمنیوں کو بالائے طاق رکھ دیں اس لئے میری دِلی دعا ہے کہ دنیا کے حکمران ہوش سے کام لیں اور انسانیت کی بہتری کے لئے جدوجہد کریں۔(الفضل انٹرنیشنل یکم مارچ 2022ء)

آگے بڑھتے رہو دَمبدم دوستو!

مورفیلڈن میں یومِ مصلح موعودؓ

مؤرخہ 20 فروری 2022ء لوکل امارت مورفیلڈن والڈورف کو مسجد سبحان میں جلسہ یومِ مصلح موعودؓ کے انعقاد کی توفیق ملی۔ جلسہ کے آغاز میں تلاوت قرآنِ کریم اور جرمن ترجمہ پیش کرنے کی سعادت مکرم جلیس خان صاحب حصہ میں آئی جبکہ اُردو ترجمہ مکرم نعمان یوسف صاحب نے پیش کیا۔ بعدازاں مکرم محمد علی شاہد صاحب نے جلسہ کی مناسبت سے حمدیہ کلام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ”میری اولاد سب تیری عطا ہے۔ ہراک تیری بشارت سے ہوا ہے“ خوش الحانی سے پیش کیا جبکہ جرمن ترجمہ بھی مکرم محمد علی شاہد صاحب نے پڑھا۔ اِس کے بعد شاملین کو اس عظیم الشان پیشگوئی کے بارہ میں ایک وڈیو کلپ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بابرکت آواز میں دکھایا گیا۔

جلسہ کی پہلی تقریر مکرم مبشر احمد باجوہ صاحب لوکل امیر لوکل امارت مورفیلڈن نے بموضوع ”وہ حُسن واحسان میں تیرا نظیر ہوگا“ کی۔ اِس کے بعد جرمن زبان میں Der Hintergründ und Zweck der Prophezeiung der Verheißenen Reformers (پیشگوئی مصلح موعود کا پس منظر) کے موضوع پر مکرم اویس احمد صاحب نے تقریر کی۔

اس تقریر کے بعد مکرم رضوان احمد جھٹول صاحب نے کلام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام ”حمد و ثنا اُسی کو جو ذاتِ جاودانی“ خوش الحانی سے پیش کیا۔

جلسہ کے آخری مقرر مکرم نفیس احمد عتیق صاحب مربی سلسلہ تھے۔ آپ نے حضرت مصلح موعودؓ کی حیاتِ مبارکہ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ آخر میں مکرم لوکل امیر صاحب نے اِختتامی کلمات میں شاملین جلسہ کا شکریہ ادا کیا جس کے بعد مکرم نفیس احمد صاحب مربی سلسلہ نے اختتامی دعا کروائی۔

اس مرتبہ جلسہ کا انعقاد کورونا کی احتیاطی تدابیر کے ساتھ مسجد سبحان میں کیا گیا۔ علاوہ ازیں پروگرام کو آڈیو، وڈیو مواصلاتی ذرائع سے براہ راست بھی نشر کیا گیا۔

جلسہ میں کُل 268 افراد نے شرکت کی، الحمدللہ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے ایمان وایقان میں برکت عطا فرمائے، آمین۔

جلسہ یومِ مصلح موعودؓ لوکل امارت مورفیلڈن والڈوف

نماز سینٹر کا افتتاح

23 فروری 2022ء کو جماعت Hattersheim کے نماز سینٹر کا افتتاح ہوا۔ اس افتتاحی تقریب کے ساتھ ساتھ اس سال کا Neujahrsempfang بھی منعقد کیا گیا۔ اس پروگرام میں مہمانان خصوصی مکرم طاہر احمد صاحب، مکرم حسنات احمد صاحب، مکرم حمزہ نصیر احمد مربی سلسلہ صاحب اور شہر کے میئر جناب Klaus Schindling موجود تھے۔ نماز سینٹر کا افتتاح مکرم طاہر احمد صاحب اور مکرم حسنات احمد صاحب نے کیا اور بعدازاں دعا کروائی۔ اس دوران مختلف تنظیموں کے سربراہان اور مقامی سیاستدان بھی موجود تھے۔ دعا کے بعد Neujahrsempfang کا پروگرام تلاوت قرآن کریم کے ساتھ شروع ہوا، جس کے بعد مختلف تقاریر مہمانان خصوصی کی طرف سے ہوئیں۔ پروگرام کے بعد ضیافت کا انتظام تھا۔

„Friede beginnt im engsten Kreis“

Neues Gebetszentrum der Ahmadiyya Muslim Jamaat Hattersheim am 23. Februar in Okriftel eröffnet

Neujahrsempfang 2022 der Ahmadiyya Muslim Jamaat Hattersheim. Von links nach rechts: Chris Savage vom Ausländerbeirat; Absar-ul-Haq Malik, Vorsitzender der AMJ Hattersheim; Imam und Theologe Hamza Naseer Ahmad; Bürgermeister Klaus Schindling; Imam und Theologe Tahir Ahmad; Mesut Cetin, Stadtteilbeauftragter Okriftel (SPD); Hasanat Ahmad, Vize-Bundesvorsitzender der Ahmadiyya Muslim Gemeinde. Foto: hl

Imam Hamza Naseer Ahmad stellt sich vor

Große Anerkennung und Dank

نماز سینٹر کے افتتاح کی خبر (Hattersheimer Stadtanzeiger 03.03.2022)

Lübeck میں مذاکرہ

مسجد بیت العافیت Lübeck میں نسلی امتیاز کے موضوع پر مورخہ 23 مارچ 2022ء مذاکراتی پروگرام منعقد ہوا۔ جس میں جناب Karrenbrock نے سیاسی پارٹی Linke سے اور محترمہ Puje Anje نے سیاسی پارٹی Grüne سے شرکت کی اور تقاریر بھی کیں۔ اس کے علاوہ مزید 23 لوگوں نے شمولیت کی۔ جس میں مکرم عطاء کریم انصر صاحب مربی سلسلہ نے بھی تقریر کی۔ پروگرام کے بعد ضیافت کا انتظام تھا۔

اَمن پروگرام Heidelberg

مؤرخہ 02 مارچ بروز بدھ ہائیڈل برگ کے شہری امن کا پیغام دینے اور جنگی حالات کے خلاف آواز اٹھانے کے لئے اکٹھے ہوئے تھے یہ پروگرام شام چھ بجے سے لے کر تقریباً آٹھ بجے تک جاری رہا۔ اس میں 20 مختلف اداروں اور سیاسی پارٹیوں کے نمائندگان نے اپنا پیغام دیا جس میں جماعت احمدیہ کو بھی اپنا پیغام دینے کا موقع ملا۔ مقامی مربی سلسلہ محترم نویل احمد شاد صاحب مربی سلسلہ نے اپنے پیغام میں اسلام کی امن کے بارہ میں تعلیم اور جماعت احمدیہ کے موٹو ''محبت سب کے لئے، نفرت کسی سے نہیں'' پر روشنی ڈالی۔ اس پروگرام میں ہزار سے زیادہ غیر از جماعت افراد نے بھی شرکت کی۔

EPPELHEIM میں مذاکرہ

جماعت EPPELHEIM کے زیرِاہتمام ایک مذاکرہ کا انعقاد کیا گیا جس میں جناب Jaswinder Pal Rath (چیئرمین مائیگریشن بورڈ) اور محترمہ Nadine Bikoswki (آفیسر انٹیگریشن) نے شرکت کی۔ اس پروگرام میں مکرم نویل احمد شاد صاحب مربی سلسلہ اور میزبان مکرم سعود علوی صاحب سمیت 9 افراد شامل ہوئے۔

مجلس اطفال الاحمدیہ کاسل

کاسل میں مجلس اطفال الاحمدیہ کی جانب سے انسٹاگرام پر ایک ویڈیو پیغام کے ذریعہ پولیس کے ساتھ اظہارِ یکجہتی کیا گیا تھا۔ جس پر پولیس کی جانب سے جماعتِ احمدیہ کا شکریہ ادا کیا گیا جس کے لئے پولیس کے نمائندوں نے محمود مسجد کاسل کا دَورہ بھی کیا۔ پولیس کے نمائندوں کو مکرم صہیب ناصر صاحب مربی سلسلہ، مکرم ساجد احمد نسیم صاحب مربی سلسلہ وصدر جماعت کاسل اور سلمان امینی صاحب ناظم مجلس اطفال الاحمدیہ نے استقبال کیا۔ اس کے علاوہ Rheinland Pfalz اور Nordhessen کی پولیس کی جانب سے بذریعہ ای میل بھی شکریہ ادا کیا گیا۔ کچھ عرصہ قبل شہری انتظامیہ کی طرف سے ہونے والے امن مظاہرہ میں جماعت کاسل نے بھی شرکت کی تھی۔

سوشل میڈیا پر اطفال کے اظہارِ یکجہتی پر پولیس نے شکریہ ادا کیا۔

اَمن مظاہرہ میں جماعت کاسل کی شرکت

گرین پارٹی لیوبک کے انسٹاگرام صفحہ پر محترمہ Puja Angelika اور مکرم عطاء الکریم انصر صاحب مربی سلسلہ کے ساتھ جاری کردہ تصویر

جماعت احمدیہ Eppelheim کے زیرِاہتمام مذاکرہ کا منظر

Heidelberg میں اَمن کے حق میں مظاہرہ کا منظر

Lübeck میں نسلی امتیاز کے موضوع پر پروگرام کا ایک منظر

بلانے والا ہے سب سے پیارا

اعلانات وفات و دعائے مغفرت

محترمہ صغریٰ بیگم صاحبہ

خاکسار کی والدہ محترمہ صغریٰ بیگم صاحبہ زوجہ مکرم چوہدری لطیف احمد بھٹی صاحب (مرحوم) آف چک نمبر 23 DNB ضلع بہاولپور مورخہ 21 فروری 2022ء کو ربوہ پاکستان میں بعمر 74 سال بقضائے الٰہی وفات پا گئی ہیں۔ اناللہ و انا الیہ راجعون۔

آپ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، نظام وصیت میں شامل اور غرباء کا خاص خیال رکھنے والی خاتون تھیں۔ آپ 38 سال کی عمر میں بیوہ ہوگئی تھیں جس کے بعد آپ نے اپنے بچوں کی نہایت عمدہ تربیت کی اور سلسلہ کے ساتھ وابستہ کیا چنانچہ آج سبھی کسی نہ کسی صورت میں خدمت دین بجالارہے ہیں، الحمدللہ۔

آپ نے اپنے پسماندگان میں خاکسار کے علاوہ ایک بیٹا مکرم سلیم احمد بھٹی صاحب (بھٹی کلاتھ اینڈ برقعہ ہاؤس ربوہ) اور ایک بیٹی محترمہ نسرین خالدہ صاحبہ اہلیہ مکرم محمد احمد ظفر صاحب کارکن نظارت امورعامہ ربوہ چھوڑی ہے۔

آپ کی نماز جنازہ مؤرخہ 22؍فروری کو مسجد نصرت دارالرحمت وسطی ربوہ میں ادا کی گئی جس کے بعد بہشتی مقبرہ نصیر آباد میں آپ کی تدفین عمل میں آئی۔

(وسیم احمد بھٹی۔ ہاؤس ماسٹر بیت السبوح، فرانکفرٹ)

مکرم ظفر احمد ساہی صاحب

خاکسار کے بہنوئی مکرم ظفر احمد ساہی صاحب مؤرخہ 26 فروری 2022ء بقضائے الٰہی وفات پا گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم 1986ء سے جرمنی میں مقیم تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ آپ کو Dieburg میں بطور صدر جماعت، زعیم مجلس، قائد علاقہ مجلس انصار اللہ اور لوکل امیر ڈی برگ خدمت کی توفیق ملی۔ مرحوم کے شہر کی انتظامیہ سے بہت اچھے تعلقات تھے۔ آپ کی کوششوں سے نیشنل اجتماع مجلس انصار اللہ چھ سال تک ڈی برگ میں کامیابی کے ساتھ منعقد ہوتا رہا۔ انہی تعلقات کے نتیجہ میں جلسہ سالانہ 1994ء من ہائم کے موقع پر Dieburg کے برگر ماسٹر نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خدمت میں شہر کی چابی پیش کی۔ ڈی برگ میں نماز سینٹر 1990ء سے قائم ہے اور دس سال تک بغیر کرایہ کے اور بعد میں معمولی کرایہ پر جماعت کے زیرِ استعمال رہا۔ اس کے قیام میں بھی مرحوم کی کوششیں قابلِ تحسین ہیں۔ مختلف جماعتی وتنظیمی پروگراموں کے انعقاد کے لیے مقامی سکولز کے ہالز آپ کی کوششوں سے میسر رہے۔ مرحوم نے پسماندگان میں بیوہ، تین بیٹیاں اور ایک بیٹا سوگوار چھوڑا ہے۔ ایک بیٹا جوانی میں ہی وفات پا گیا تھا جس کے ساتھ مرحوم کا بڑا پیار تھا لیکن میاں بیوی نے نہایت صبر کے ساتھ اس صدمہ کو برداشت کیا۔

(محمد منیر احمد ساہی۔ جماعت Dieburg)

مکرم مرزا عبدالغفور صاحب

خاکسار کے ابّا جان مکرم مرزا عبدالغفور صاحب مؤرخہ 17 مارچ 2022ء بعمر 93 سال بقضائے الٰہی وفات پا گئے ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ 15 جون 1929ء کو قادیان کی ایک بستی (ننگل) میں پیدا ہوئے اور پاکستان کے قیام تک وہاں رہے۔ 1947ء میں لاہور چلے گئے اور 15 سال بعد احمد نگر نزد ربوہ منتقل ہوگئے۔ اس کے بعد آپ 1989ء میں جرمنی آگئے اور اپنی زندگی عملاً جماعت کے لیے وقف کر دی اور اپنی عمر کے آخری چند سالوں کے علاوہ مختلف جماعتی اداروں میں خدمت کرتے رہے۔ اوّل اوّل آپ کو شعبہ سمعی وبصری میں خدمت کی توفیق ملی جہاں آپ کے ذِمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے خطبات کی Audio/ Video-Cassettes کی تیاری اور تقسیم تھی۔ اس کے بعد آپ مختلف جماعتی مساجد ومراکز مسجد نور، بیت المقیت (مٹل ویگ فرانکفرٹ)، بیت القوم (Nieder Eschbach) اور ناصر باغ میں ہاؤس ماسٹر رہے اور اپنے فرائض نہایت تندہی، محنت اور ذمہ داری سے انجام دیتے رہے۔

مرحوم موصی تھے اور آپ نے چار خلفائے حضرت مسیح موعودؑ کا دَور دیکھا۔ جب تک صحت نے اجازت دی جماعتی پروگراموں میں باقاعدگی اور پورے اہتمام کے ساتھ شامل ہوتے رہے۔ چندوں کا بہت فکر رہتا اور اول وقت میں ان کی ادائیگی کرنے کی کوشش کرتے اور رسیدیں سنبھال کر رکھتے۔ آپ نے بفضل تعالیٰ صحت مند زندگی گزاری اور اکیلے رہنے کے باوجود عمر کے آخری حصہ تک اپنے سارے کام خود ہی کرتے رہے۔ اپنے گھر کو منظم اور صاف ستھرا رکھتے۔ کئی بار انہیں مدد کی پیش کش کی جاتی مگر آپ قبول نہ کرتے۔ بعض اوقات آپ مسجد آتے اور واپسی کے وقت انہیں گاڑی پر چھوڑ آنے کو کہا جاتا مگر آپ کا اصرار ہوتا کہ میں خود ہی بس کے ذریعہ چلا جاؤں گا۔ آپ کی نماز جنازہ مؤرخہ 20 مارچ کو بیت السبوح فرانکفرٹ میں محترم نیشنل امیر صاحب جرمنی نے پڑھائی۔ جس کے بعد آپ کی میت پاکستان لے جائی گئی جہاں بہشتی مقبرہ میں آپ کی تدفین ہوئی۔ مرحوم نے پسماندگان میں خاکسار کے علاوہ دو بیٹے اور پانچ بیٹیاں سوگوار چھوڑی ہیں۔ (مرزا اجمل احمد حال برطانیہ)

مکرم افتخار احمد صاحب

لوکل امارت اوفن باخ کے ایک مخلص دوست مکرم افتخار احمد صاحب ابن مکرم چوہدری محمود احمد صاحب مؤرخہ 15 مارچ 2022ء کو بعمر 49 سال اچانک دل کے حملہ کی وجہ سے وفات پا گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ 33 سال سے جرمنی میں مقیم تھے اور اوفن باخ منتقل ہونے سے قبل طویل عرصہ جماعت ہیمبرگ کے ممبر رہے۔ مرحوم کی پیدائش ربوہ میں ہوئی اور وہیں ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ آپ کا ذریعہ معاش ٹیکسی تھا۔ آپ کے خاندان میں احمدیت آپ کی پڑدادی جان محترمہ فاطمہ بی بی صاحبہ کے ذریعہ آئی۔ آپ کے سسر

باقی صفحہ 45 پر

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کے ساتھ مغفرت کا سلوک کرتے ہوئے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبرِ جمیل سے نوازے، آمین

(منور علی شاہد)

ملکی و عالمی خبریں

کیمبرج یونیورسٹی میں تاریخی درخت زمین بوس

زمین کی کشش ثقل دریافت کرنے والا سیب کا تاریخی درخت زمین بوس ہوگیا۔ برطانیہ میں سیب کا وہ تاریخی درخت زمین بوس ہوگیا ہے جس سے گرنے والے سیب کی وجہ سے نیوٹن نے زمین کی کشش ثقل کو دریافت کیا تھا۔ برطانوی میڈیا کے مطابق نیوٹن کے سیب کے اس درخت کو 1954ء میں یونیورسٹی کے حیاتیاتی باغ میں لگایا گیا تھا اور گذشتہ 68سالوں سے یہ باغیچے کے داخلی دروازے کے قریب موجود تھا۔ باغیچے کے نگران ڈاکٹر سیموئل بروکنگٹن کے مطابق یہ اس درخت کی کلون کاربن کاپی تھی جس سے گرنے والے سیب نے سر آئزک نیوٹن کو کشش ثقل دریافت کرنے کی تحریک دی اور ہمارے پاس اس کی ایک اور کلون کاپی موجود ہے جس کو اسی باغ میں کسی کونے میں لگایا جائے گا۔

غیر ملکی ہنرمند افراد کو ویزوں کا اجراء

گذشتہ سال جرمنی کی حکومت کی طرف سے ساٹھ ہزار ہنرمند غیر ملکیوں کو ویزے جارے کئے ہیں۔ جبکہ 2020ء میں جاری کئے گئے ویزوں کی تعداد 30000 تھی، گویا گذشتہ سال کی نسبت یہ تعداد دوگنا ہے۔ گذشتہ سال مارچ میں حکومت نے اسکلڈ ورکرز امیگریشن ایکٹ کا نفاذ کیا تھا۔ ان ساٹھ ہزار غیر ملکیوں میں 1197 بھارتی شہری شامل ہیں۔ ایک مضبوط صنعتی ملک ہونے کے ناطے جرمنی ہنرمند افراد کے لئے ایک پُرکشش ملک کی حیثیت رکھتا ہے۔ ایک عالمی جریدہ کی رپورٹ کے مطابق ویزے ان ہنرمند غیر ملکیوں کو جاری کئے ہیں جنھوں نے جرمنی میں ووکیشنل ٹریننگ مکمل کی ہے یا کسی اور ملک سے اعلیٰ تعلیم حاصل کی جو کہ جرمنی میں قابل قبول ہے۔

نو ہزار سال پرانے کمپلیکس کی دریافت

اردن میں صحرا کی کھدائی کے دوران ماہرین آثارِ قدیم نے نو ہزار سال پرانا ایک کمپلیکس دریافت کیا ہے۔ اس کے بارے میں کہا جارہا ہے کہ یہ قدیم ترین باقیات ہیں جو اپنی اصلی حالت میں برقرار ہیں۔ فرانسیسی میڈیا کے مطابق پتھر کے زمانے کی اس جگہ کو غزال کے شکار اور اس کی قربانی کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔ اس کی دیواریں اس طرز کی بنی ہوئیں ہیں جو غزالوں کو پکڑنے میں کارآمد ہوتی تھیں۔ اس کمپلیکس میں پتھر کے نقش ونگار، ایک قربان گاہ اور بڑے پیمانے پر شکار کے جال کا ایک چھوٹا نمونہ بھی موجود ہے۔

جرمنی میں میّتوں کی تدفین کا نیا طریق

یورپی یونین کے سب سے زیادہ آبادی والے ملک جرمنی میں میتوں کی تدفین کے نئے طریقے کے رائج ہونے کا انکشاف ہوا ہے اور یورپ میں جرمنی پہلا ایسا ملک قرار پایا ہے۔ ماحول دوست تدفین کے اس نئے طریقہ کار کو ”ری ارتھنگ“ کے نام سے متعارف کرایا گیا ہے۔ اس طرز کی تدفین کو ”دوبارہ مٹی بنائے جانے“ کے عمل کا نام دیا گیا ہے۔ رپورٹ کے مطابق اس قسم کی تدفین کی ابتداء برلن میں قائم انسانوں کی آخری رسومات انجام دینے والے ایک ادارے ”سرکیولیم وی ٹے“ نے کی ہے۔ اس نئے طریقہ کار کے مطابق ایک مخصوص قسم کا تابوت نما خول استعمال کیا جاتا ہے اور اس کے اندر موجود یک خلیاتی جانداروں اور ”جدید گرین ٹیکنالوجی“ کی مدد سے میت یا لاش 40 دن کے اندر اندر ایک نامیاتی برادے میں تبدیل ہوجاتی ہے۔ امریکہ میں گذشتہ ایک سال سے اس پر عمل ہو رہا ہے۔

خنجر میں ”آسمانی لوہے“ کے استعمال کا دعویٰ

مصر کے فرعون ”توتخ آمون“ کے مقبرے سے ایک شاہی خنجر دریافت ہوا ہے جس کے بارے میں جاپان اور مصر کے ماہرین نے دعویٰ کیا ہے کہ اس خنجر کی تیاری میں شہابِ ثاقب سے حاصل کردہ ’آسمانی لوہے‘ کو استعمال کیا گیا

تھا۔ اس خنجر کا دستہ سونے کا بنا ہوا ہے جس میں موتی جڑے ہیں جبکہ اس کا پھل لوہے کا ہے جس پر سیاہی مائل داغ دھبے پڑے ہوئے ہیں۔ ذرائع کے مطابق ''توتخ آمون'' جسے ''توتن خامن'' بھی کہا جاتا ہے اس کا تعلق فرعونوں کے 18ویں خاندان سے ہے جو آج سے 3300 سال پہلے مصر پر حکمرانی کرتا تھا اور اس کے عظیم الشان مقبرے کی دریافت 1922ء میں ہوئی تھی۔ تاریخی ریکارڈ سے معلوم ہوا کہ یہ شاہی خنجر اصل میں شادی کا ایک تحفہ تھا جو نسل در نسل منتقل ہوتے ہوئے ''توتخ آمون'' تک پہنچا تھا۔

درخت پر چڑھنے والے سکوٹر کی ایجاد

بھارت میں ایک کسان شہری نے بلند درختوں پر چڑھنے کا آسان حل ایک ایسی لفٹ کی صورت میں نکالا ہے جو انسان کو سیکنڈوں میں درخت کی بلندی تک لے جاتی ہے۔ عالمی خبر رَساں ادارے کی رپورٹ کے مطابق کرناٹک سے تعلق رکھنے والے پچاس سالہ 'گناپتھی بھٹ' نامی کسان جب گھر سے نکلتے ہیں تو ان کے پاس ایک چھوٹی سی سیٹ اور دو پہیوں پر مشتمل موٹر نما چیز ہوتی ہے جس کو وہ ''ٹری سکوٹر'' کہتے ہیں۔ انہیں پھل اتارنے اور کبھی شاخ تراشی کے لئے پندرہ سے بیس میٹر بلند درختوں پر چڑھنا ہوتا تھا اور عمر کے اس حصہ میں بلند درختوں پر چڑھنا خاصا مشکل امر تھا لہٰذا انہوں نے چار سال کی جدوجہد کے بعد یہ سکوٹر ایجاد کیا۔ کاروباری سطح پر اسے بھارتی باسٹھ ہزار روپے میں فروخت کیا جا رہا ہے۔

دنیا کے بلند ترین ریستوران کا افتتاح

چین کے شہر شنگھائی میں 'Jin Heavenly' ریستوران کو حال ہی میں گنیز بک آف ورلڈ ریکارڈ نے دنیا کے بلند ترین ریستوران کی سند دی ہے۔ اس ریستوران کی زمین سے بلندی اٹھارہ سو فٹ (556.36 میٹر) ہے، یہ 120 ویں منزل پر واقع ہے۔ یہ عمارت چین کی بلند ترین جبکہ دنیا کی تیسری بلند ترین عمارت کا اعزاز بھی رکھتی ہے۔ اس ریستوران میں بیٹھ کر شنگھائی شہر کے ایک بڑے حصے کو دیکھا جا سکتا ہے۔ اس کا افتتاح گزشتہ سال جون میں کیا گیا تھا لیکن گنیز بک آف ورلڈ ریکارڈ میں اس کا اندراج فروری 2022ء میں ہوا ہے۔

امریکی شہری نے جزیرہ خرید لیا

امریکی شخص مائیکل مائر نے کریبیئن سمندر (Caribbean Sea) میں ایک جزیرہ خریدا ہے جس پر اپنا ملک بسانے کی کوشش کر رہا ہے جس کے لئے وہ تین صد افراد کو شہریت دے کر جزیرہ میں سرمایہ کاری کروا چکے ہیں۔ اس نئے ملک کی اپنی حکومت، کرنسی، پرچم اور قومی ترانہ بھی ہوگا۔ اس جزیرہ کو ''کافی کائے'' کا نام دیا گیا ہے۔ اس جزیرے کے لئے اس نے شیئرز رکھے ہیں جن کو فی شیئر 3200 ڈالر سے فروخت کر رہا ہے۔

پاکستان میں نئی زبان کی دریافت

پاکستان میں ایک نئی زبان ''بروسکت'' کا سراغ ملا ہے اور اب پاکستان میں بولی جانے والی زبانوں کی تعداد 77 ہوگئی ہے۔ یہ زبان بلتستان کے ضلع کھرمنگ میں کارگل سے تقریباً چالیس کلومیٹر دور لائن آف کنٹرول کے پاس واقع ایک گاؤں ''گنوخ'' میں بولی جاتی ہے۔ اس گاؤں کی کل آبادی 400 کے قریب ہے۔ نایاب زبانوں پر تحقیق کرنے والے ادارے ''لینگویج انیشی ایٹیو'' کے سربراہ فخرالدین نے تصدیق کرتے ہوئے کہا کہ یہ زبان اس سے پہلے پاکستانی زبانوں کی فہرست میں شامل نہیں تھی۔

عالمی عدالت کا روس کو جنگ روکنے کا حکم

اقوام متحدہ کی اعلیٰ ترین عدالت نے روس کو حکم دیا ہے کہ یوکرین پر حملوں کے سلسلہ کو فوری طور پر روک دے۔ یوکرین حکومت نے اس فیصلے کو اپنی فتح قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ یوکرین شہریوں کی معمول کی زندگی کی واپسی تک وہ اس کیس کی پیروی جاری رکھے گی۔ یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ دونوں ممالک روس، یوکرین نے عالمی عدالت کے دائرہ انصاف کو تسلیم کرنے کی دستاویزات پر دستخط نہیں کئے ہوئے ہیں۔

اسلاموفوبیا سے متعلق قرارداد منظور

15 مارچ کو اقوام متحدہ نے ''انٹرنیشنل ڈے ٹو کامبیٹ اسلاموفوبیا'' منانے کی پاکستان کی طرف سے منظور کردہ قرارداد منظور کر لی۔ تنظیم اسلامی تعاون (او آئی سی) کے 57 رکن ممالک سمیت چین روس و دیگر ممالک نے اس قرارداد کی حمایت کی تھی۔

یوکرین جنگ میں مداخلت کا کوئی ارادہ نہیں

جرمنی اور نیٹو نے یوکرین جنگ میں مداخلت نہ کرنے کے واضح اشارے کر دیئے ہیں۔ سترہ مارچ کو برلن میں ہونے والی ایک ملاقات کے بعد جرمن چانسلر اولاف شولس اور مغربی دفاعی اتحاد نیٹو کے سربراہ اسٹولٹن برگ نے پریس کانفرنس میں کہا کہ یوکرین جنگ میں مداخلت کرنے کی بجائے تنازعہ کی شدّت میں اضافے کو روکنا ہماری ترجیح ہوگی۔ اس ملاقات سے پہلے یوکرین کے صدر وولودیمیر زیلنسکی نے کیف سے ویڈیو لنک کے ذریعے جرمن پارلیمان بنڈس ٹاگ کے اراکین سے خطاب بھی کیا تھا۔

لاکھوں یوکرینی شہری ملک چھوڑنے پر مجبور

اقوام متحدہ کے ادارے یو این ایچ سی آر کے مطابق یوکرین پر حملہ کے بعد سے 16 مارچ تک 3,169,897 افراد اپنا ملک چھوڑ چکے ہیں۔ رپورٹ کے مطابق یوکرین چھوڑنے والوں کا ریکارڈ ساتھ ساتھ ویب سائٹ پر اکٹھا اور اپ ڈیٹ کیا جا رہا ہے۔ ان مہاجرین میں اکثریت عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کی ہے۔ یو این ایچ سی آر کے ہائی کمشنر فلپو گرینڈی کی ایک ٹویٹ کے مطابق جنگ عظیم دوم کے بعد یورپ میں یہ پناہ گزینوں کا سب سے بڑا بحران ہے اور یہ تعداد چالیس لاکھ تک پہنچ سکتی ہے۔

جنگ سے جرمنی کی سالانہ شرح پیداوار متاثر

روس کے یوکرین پر حملہ کے سبب سے 2022ء میں جرمنی کی سالانہ شرح پیداوار میں متوقع اضافہ نصف ہو جانے کا امکان ہے۔ جرمنی کے ''کیل انسٹی ٹیوٹ فار ورلڈ اکانومی'' کے مطابق رَواں برس جرمنی کی شرح پیداوار 2.1 فیصد رہنے کا امکان ہے۔ قبل ازیں اس کا اندازہ چار فیصد لگایا گیا تھا۔

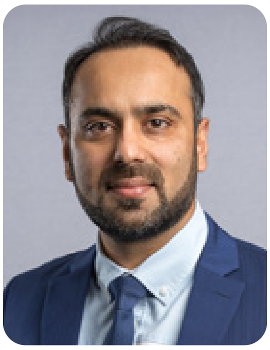

مکرم ڈاکٹر شکیل احمد شاہد صاحب۔ پی ایچ ڈی

کرکٹ کی تاریخ اور دلچسپ حقائق

کرکٹ اس قدر مقبول کھیل ہے کہ اس کے شائقین کی تعداد اربوں میں اور کھیلنے والوں کی کروڑوں میں ہے۔ محض بھارت ہی کے ایک ارب لوگوں میں سے اکثر کرکٹ کے فدائی ہیں یہاں تک کہ کچھ کے لئے تو یہ ''مذہب'' کا درجہ رکھتی ہے۔ برصغیر ہند و پاکستان میں سب سے زیادہ پسند کی جانے والی اور کھیلی جانے والی کھیل کرکٹ دراصل برطانیہ کی ایجاد ہے۔ برطانیہ نے یہ کھیل اپنے زیرنگیں ممالک میں متعارف کروائی۔ بھارت، پاکستان، بنگلہ دیش، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، سری لنکا میں کھیلی جانے والی کرکٹ برطانیہ ہی کی مرہونِ منت ہے۔ کرکٹ کب شروع ہوئی یہ تو یقین سے نہیں کہا جاسکتا، ہاں کچھ لوگوں کے نزدیک اس کی ایجاد کا سہرا چرواہوں کے سر ہے جنھوں نے بکریاں چرانے کے دوران فارغ وقت گزارنے کے لئے اون سے بنی بال سے کھیلنا شروع کیا۔

کرکٹ کا سب سے پہلا تذکرہ 1597ء میں ملتا ہے۔ اور سب سے پہلا ٹیسٹ میچ انگلینڈ اور آسٹریلیا کے درمیان مشہور اسٹیڈیم Melbourne Cricket Ground میں 1877ء میں ہوا۔ ٹیسٹ کرکٹ جس کا ایک میچ پانچ دنوں پر مشتمل ہے اکثر اوقات بغیر کسی نتیجہ کے ختم ہو جاتا تھا۔ بہت سست اور شاید دنیا کی سب سے لمبے دورانیے کی کھیل تھی۔ مگر کرکٹ کے دیوانے پھر بھی بڑی دلچسپی سے اسے دیکھتے۔

شروع شروع میں بلّہ ہاکی کی شکل کا ہوتا تھا اور باؤلر بازو گھمائے بغیر گیند کو زمین پر پھینکتے تھے، جیسے باؤلنگ کے لئے بال پھینکی جاتی ہے۔ اس لئے آج بھی کرکٹ میں گیند پھینکنے کو باؤلنگ ہی کہا جاتا ہے۔ بعدازاں ترقی کرتے کرتے آج بازو گھما کر کندھے کے اوپر سے گیند پھینکنے کا طریقہ متعارف ہوا۔

کرکٹ بلّہ کی چوڑائی دورِ حاضر میں 4.25 انچز سے زیادہ نہیں ہونی چاہئے۔ اوائل میں کوئی خاص پابندی نہیں تھی۔ 1771ء میں ایک بلے باز وکٹ کی چوڑائی جتنا بلّہ لے آیا اور اس طرح بیٹنگ کرتے وقت غیر معمولی فائدہ اٹھاتا رہا۔ اس پر مقابل ٹیم نے احتجاج کیا اور یوں رفتہ رفتہ کرکٹ بلّہ کی چوڑائی کو مخصوص کر دیا گیا کہ 4.25 انچز سے زیادہ چوڑا نہیں ہونا چاہئے۔

کرکٹ پچ کی لمبائی 20.12 میٹر ہوتی ہے۔ ٹیمز عموماً میچ سے پہلے پچ کا جائزہ لے کر اپنی حکمت عملی تیار کرتی ہیں۔ نمی سے خالی خشک پچ بیٹنگ کے لئے زیادہ موزوں رہتی ہے اور اس پر اسپنرز ہی بہترین باؤلر شمار ہوتے ہیں۔ اگر پچ میں نمی ہو تو فاسٹ باؤلرز کو برتری حاصل ہو جاتی ہے۔

ارتقائے کرکٹ

کیونکہ کرکٹ کھیلنے کے لئے اچھے موسم کا ہونا بھی ضروری ہے اور بارش وغیرہ میں یہ نہیں کھیلی جاسکتی اس لئے جہاں دوسری کھیلوں کا دورانیہ چند گھنٹے ہے، کرکٹ

کئی کئی دنوں پر محیط ہوتی ہے۔ کرکٹ کا سب سے لمبا میچ 1939ء میں انگلینڈ اور ساوتھ افریقہ کے درمیان مسلسل 14 دن تک کھیلا جاتا رہا۔ مزے کی بات یہ کہ میچ کا فیصلہ تب بھی نہ ہوسکا اور اسے اس لئے روکنا پڑا کہ برطانیہ جانے والے بحری جہاز کے روانہ ہونے کا وقت ہوگیا تھا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ چھوٹے فارمیٹ والے میچز کا آغاز ہوتا گیا۔ پہلے پہل، ساٹھ پھر پچاس اوورز، اور بعد ازاں محض بیس اوورز پر مشتمل میچز متعارف کروائے گئے۔ بیس اوورز کے میچز جنہیں Twenty-20 یا T-20 میچز کہا جاتا ہے، نے نہ صرف شائقین کو اپنی طرف کھینچا بلکہ کئی دوسرے ممالک کو بھی کرکٹ کھیلنے پر مجبور کر دیا۔ ان میچز میں اوورز کم ہونے کے باعث بلے بازوں میں زیادہ چوکے، چھکے لگانے کا رجحان پیدا ہوا اور کرکٹ میں غیرمعمولی تیزی آ گئی جو شائقین کے لئے زیادہ کشش کا باعث بنی۔ آغاز میں چھکے لگانے کا رواج ہی نہیں تھا۔ قارئین حیران ہوں گے کہ سر ڈان بریڈمین جو دنیائے کرکٹ کا بہت بڑا نام ہیں، نے اپنے پورے کیریئر میں صرف چھ چھکے لگائے۔ لیکن پھر وہ زمانہ بھی آیا کہ بلے بازوں نے ایک اوور میں ہی چھ چھکے جڑ دیئے۔

کرکٹ سے متعلق چند دلچسپ حقائق

ٹیسٹ میچز میں آج بھی کرکٹ کی رفتار سست ہے۔ اس کی 137 سالہ تاریخ میں کسی بھی ٹیسٹ میچ کی پہلی بال پر چھکا لگانے والے واحد بلے باز Chris Gayle ہیں۔ انگلینڈ ٹیم وہ واحد ٹیم ہے جو 1000 ٹیسٹ میچز سے زیادہ میچز کھیل چکی ہے۔

کرکٹ کا سب سے پہلا ورلڈ کپ 1975ء میں انگلینڈ میں ہوا۔ فائنل آسٹریلیا اور ویسٹ انڈیز کے درمیان تھا جسے ویسٹ انڈیز نے جیت لیا۔

111 اسکور کو کرکٹ میں بدقسمت اسکور سمجھا جاتا ہے کیونکہ یہ نمبر بغیر bails کی تین اسٹمپس سے مشابہت رکھتا ہے اور اگر بیٹنگ ٹیم کا اسکور 111 ہو جائے تو اکثر اوقات بلے باز آوٹ ہو جاتا۔ اسے کرکٹ کی زبان میں Nelson کہتے ہیں۔ اور کچھ ایمپائرز تو جب یہ اسکور ہو، ایک ٹانگ پر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ کئی دفعہ اسٹیڈیم میں موجود تماشائی بھی ایک ٹانگ پر کھڑے ہو جاتے ہیں کہ کوئی آوٹ نہ ہو۔

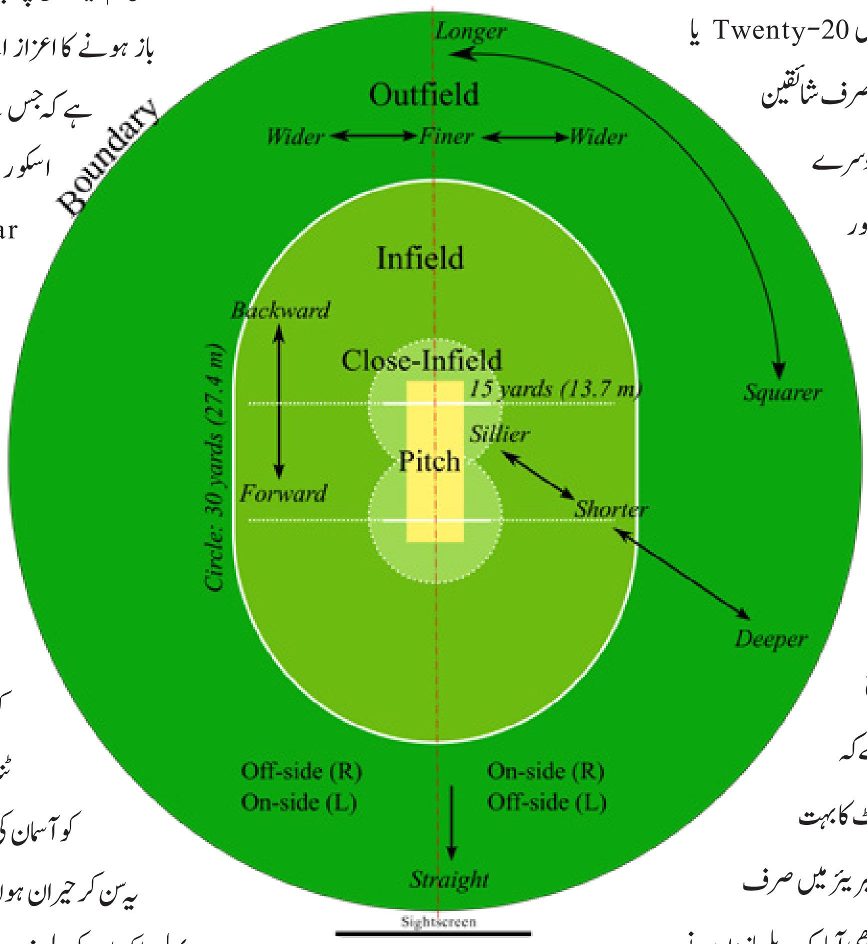

انڈیا اور پاکستان کرکٹ کے سب سے بڑے حریف شمار ہوتے ہیں۔ ان کے مابین کھیلے جانے والے میچز کو دنیا بھر میں بہت شوق سے دیکھا جاتا ہے۔ کرکٹ ماہرین دونوں ممالک کے میچز کو mother of all matches بھی کہتے ہیں۔ انڈیا نے دنیائے کرکٹ کو بہترین بلے باز جبکہ پاکستان نے بہترین فاسٹ باؤلرز دیئے ہیں۔ شعیب اختر کرکٹ کی تاریخ میں 100 میل فی گھنٹہ کی رفتار سے گیند پھینکنے والے پہلے باؤلر ہیں۔ ان کے اس ریکارڈ میں بعد ازاں آسٹریلیا کے باؤلر بریٹ لی بھی شامل ہوگئے۔

شاہد آفریدی نے 1996ء میں سری لنکا کے خلاف کھیلتے ہوئے اپنے کیریر کے دوسرے ون ڈے میچ میں محض 37 گیندوں پر سو رنز بنا لئے۔ یوں شاہد آفریدی نے اتنی کم گیندوں پر سنچری اسکور کر کے تیز ترین بلّے باز ہونے کا اعزاز اپنے نام کرلیا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ جس بلّے سے انہوں نے یہ سنچری اسکور کی وہ little master Sachin Tendulkar کا تھا جسے وقار یونس نے آفریدی کو دیا۔ کئی سال تک یہ تیز ترین سنچری رہی مگر بعد ازاں Corey Anderson نے 36 بال پر اور پھر AB de Villiers نے محض 31 بال پر سنچری اسکور کر کے یہ ریکارڈ توڑ دیا۔

ٹنڈولکر جنہوں نے انڈیا کی کرکٹ کو آسمان کی بلندیوں تک پہنچا دیا، قارئین یہ سن کر حیران ہوں گے کہ انہوں نے انڈیا سے پہلے پاکستان کی طرف سے میچ کھیلا تھا۔ 1987ء میں Brabourne Stadium Mumbai میں ٹنڈولکر انڈیا کے خلاف پاکستان کی طرف سے متبادل فیلڈر کے طور پر انٹرنیشنل کرکٹ میں نمودار ہوئے۔ بعد ازاں 1989ء میں پاکستان کے خلاف اپنے کیریئر کا پہلا میچ کھیلا۔

برطانیہ تین مرتبہ فائنل میں ہارنے کے بعد بالآخر 2019ء کا ورلڈ کپ جیت گیا۔ یہ فائنل بہت دلچسپی کا حامل تھا۔ پچاس اوورز کے بعد دونوں ٹیموں کا سکور برابر

اب تک کھیلے جانے والے ایک روزہ میچز کرکٹ ورلڈ کپس کے فاتحین

سال	جگہ	بمقابلہ	فاتح
1975ء	Lord's,London England	West Indies Vs Australia	ویسٹ انڈیز 17 رنز سے۔
1979ء	Lord's,London England	West Indies Vs England	ویسٹ انڈیز 92 رنز سے۔
1983ء	Lord's,London England	India Vs West Indies	انڈیا 43 رنز سے۔
1987ء	Eden Gardens,Kolkata India	Australia Vs England	آسٹریلیا 7 رنز سے۔
1992ء	Melbourne,Australia	Pakistan Vs England	پاکستان 22 رنز سے۔
1996ء	Qaddafi Stadium Lahore,Pak.	Sri Lanka Vs Australia	سری لنکا 7 وکٹس سے۔
1999ء	Lord's,London,England	Australia Vs Pakistan	آسٹریلیا 8 وکٹس سے۔
2003ء	Wanderers,South Africa	Australia Vs India	آسٹریلیا 125 رنز سے۔
2007ء	Bridgetown, Barbados W.Indies	Australia Vs Sri Lanka	آسٹریلیا 53 رنز سے۔
2011ء	Wankhede Mumbai,India	India Vs Sri Lanka	انڈیا 6 وکٹس سے۔
2015ء	Melbourne,Australia	Australia Vs New Zealand	آسٹریلیا 7 وکٹس سے۔
2019ء	Lord's,London,England	England Vs New Zealand	انگلینڈ زیادہ باؤنڈریز لگانے پر فاتح۔

رہا جس پر سپر اوور کھیلا گیا۔ سپر اوور میں بھی دونوں ٹیموں کا سکور برابر رہا اور یہ فیصلہ کیا گیا کہ جس ٹیم نے زیادہ چوکے چھکے لگائے ہیں وہ فاتح قرار پائے گی۔ چنانچہ انگلینڈ کو نیوزی لینڈ کے مقابل پر زیادہ باؤنڈریز لگانے کی وجہ سے فتح نصیب ہوئی۔

بھارت کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس نے 60 اورز، 50 اورز اور 20 اورز پر مشتمل ہر فارمیٹ میں ورلڈ کپ اپنے نام کئے ہیں۔

کرکٹ کے سب سے بڑے بلے باز آسٹریلیا کے ڈان بریڈمین ہیں جن کی ٹیسٹ میچ کی اوسط 99.94 ہے۔ یہ کرکٹ کے سب فارمیٹس کو شمار کرتے ہوئے بھی سب سے بہترین پرفارمنس ہے۔ کرکٹ کے مداح سمجھتے ہیں کہ اب ان جیسا پلیئر پیدا نہیں ہوگا جو یہ اعزاز حاصل کر سکے۔

کرکٹ کے بہترین کپتان آسٹریلیا کے Ricky Ponting ہیں۔ اپنی دس سالہ قیادت میں انہوں نے آسٹریلیا کو 220 میچز جتوائے۔ ان کی میچ جیتنے کی اوسط 67.90 ہے۔

کسی بھی ٹیسٹ میچ میں سب سے زیادہ اسکور کرنے کا اعزاز ویسٹ انڈیز کے برائن لارا کو حاصل ہے۔ برائن لارا نے برطانیہ کے خلاف پہلی مرتبہ 1994میں 375 رنز اسکور کئے اور پھر دس سال بعد 400 رنز اسکور کئے۔

سری لنکا کے Muttiah Muralitharan کو ٹیسٹ میچ فارمیٹ میں 800 وکٹس لینے کا اعزاز حاصل ہے۔

انٹرنیشنل مسرور T20 کرکٹ ٹورنامنٹ

ہمارے پیارے امام حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احمدی نوجوانوں کی کرکٹ میں خوب حوصلہ افزائی فرمائی ہے۔ پیارے حضور کے نام پر مسرور انٹرنیشنل T-20 کرکٹ کے تحت کئی ٹورنامنٹس ہو چکے ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی غیر معمولی شفقت ہے کہ حضور کھلاڑیوں کی حوصلہ افزائی کے لئے بنفسِ نفیس کئی میچز اور تقاریب تقسیم انعامات میں رونق افروز ہو چکے ہیں۔ اس بابرکت سرپرستی کی بدولت وہ وقت دور نہیں کہ ان شاء اللہ العزیز جماعت احمدیہ جلد دنیا کو اچھے کرکٹرز فراہم کرے گی۔ اللہ تعالیٰ کی عنایات سے بعید نہیں کہ مستقبل میں جماعت احمدیہ کی اپنی علیحدہ بھی کوئی کرکٹ ٹیم ہو جو انٹرنیشنل میچز جماعت احمدیہ کی نمائندگی کرے۔

ہمیشہ جاری رہنے والی کرکٹ

حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں:

”مَیں کھیلوں کا مخالف نہیں ہوں بلکہ مَیں تو سمجھتا ہوں کہ نوجوانوں کو کھیلوں میں حصہ لینا چاہیے تا اُن کی صحت اچھی رہے لیکن محض کھیلوں میں ساری زندگی گزار دینا درست نہیں۔ ہم بھی بچپن میں مختلف کھیلیں کھیلا کرتے تھے۔ مَیں عموماً فٹ بال کھیلا کرتا تھا۔ جب قادیان میں بعض ایسے لوگ آگئے جو کرکٹ کے کھلاڑی تھے تو انہوں نے ایک کرکٹ ٹیم تیار کی۔ ایک دن وہ میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ جاؤ حضرت صاحب سے عرض کرو کہ وہ بھی کھیلنے کے لیے تشریف لائیں۔ چنانچہ مَیں اندر گیا۔ آپ اُس وقت ایک کتاب لکھ رہے تھے۔ جب مَیں نے اپنا مقصد بیان کیا تو آپ نے قلم نیچے رکھ دی اور فرمایا تمہارا گیند تو گراؤنڈ سے باہر نہیں جائے گا لیکن مَیں وہ کرکٹ کھیل رہا ہوں جس کا گیند دُنیا کے کناروں تک جائے گا۔

اب دیکھ لو کیا آپؑ کا گیند دنیا کے کناروں تک پہنچا ہے یا نہیں؟ اس وقت امریکہ، ہالینڈ، انگلینڈ، سوئٹزرلینڈ، مڈل ایسٹ، افریقہ، انڈونیشیا اور دوسرے کئی ممالک میں آپ کے ماننے والے موجود ہیں۔“

(خطباتِ محمود جلد 37 صفحہ 27)

بقیہ: اعلانات وفات از صفحہ 40

میاں مبارک احمد صاحب انصاف فیکٹری فیصل آباد والے کے نام سے مشہور تھے۔ مرحوم بہت خوش مزاج، خوش اخلاق، مہمان نواز اور دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے خادمِ سلسلہ تھے۔ مرحوم پیار کرنے والے، بڑوں کا احترام کرنے والے اور بچوں سے شفقت کا سلوک کرنے والے تھے۔ مرحوم کو خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے جنازہ کو کندھا دینے کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔ جماعت Offenbach میں سیکرٹری ضیافت کے ساتھ زعیم حلقہ کے طور پر بھی خدمت کر رہے تھے۔ مرحوم کی تدفین 22 مارچ 2022ء منگل کے روز Neuen Friedhof Offenbach میں ہوئی۔

مرتبہ: مدبر احمد خان

تاریخ جرمنی

پچھلی قسط میں ہم نے یہ لکھا تھا کہ سنہ 455ء کے بعد سے روم کا نام جب بھی لیا جاتا ہے اس سے مراد صرف اس کا مشرقی حصہ ہوتا ہے۔ یہ بات یوں سمجھنی چاہیے کہ 350 سال بعد، ایک مرتبہ اور مغربی رومی سلطنت قائم ہوئی تھی۔ اور گویا ان درمیانی ساڑھے تین سو سالوں میں روم سے مراد مشرقی حصّہ ہی لیا جاتا ہے۔ اس قسط میں ہم اس درمیانی حصے کا کچھ احاطہ کریں گے۔

گوتھک قبائل کے ساتھ ساتھ دو اور بڑے قبیلے ایسے تھے جن کی حیثیت مضبوط تھی۔ وہ ہیں Merovings اور Carolingian۔ دراَصل یہ جرمینک قبائل ہی تھے جن کی کسی وقت دوسرے قبائل کے ساتھ مل کر ایک الگ پہچان بن گئی۔ تاریخ انہیں Franks کے نام سے موسوم کرتی ہے۔ یہ بھی gothic قبائل کی طرح روم کی افواج کا حصہ تھے اور روم کے اتحادی بھی۔

Franks کی اقوام آج کے ہالینڈ، بیلجیم اور جرمنی کے کچھ حصے میں آباد تھیں۔ پانچویں صدی میں جب ہر طرف ہنگامہ آرائی تھی، تو یہ آہستہ آہستہ جنوب کی طرف اپنا تسلّط بڑھاتی رہیں، یعنی آج کے فرانس کی طرف۔ Childerisch نامی ایک سپہ سالار جو رومی افواج کا بھی سپہ سالار تھا، Merovings کی نسل کا جدِّ امجد ہے۔ اس کا بیٹا Chlodwig I مغربی رومن علاقے میں بہت سے دشمنوں کو ختم کرتا رہا۔ یہ سنہ 496ء کی بات ہے۔ یہ وہ وقت ہے جب Gothic بادشاہ Theoderic The Great نے رومی سلطنت سنبھالنے کی کوشش کی تھی۔

ایک اور بات یہ بھی یاد رکھنے کی ہے کہ اس زمانے میں عیسائیت بھی جرمینک علاقوں میں کثرت سے پھیلنا شروع ہو چکی تھی۔ یہاں تک کہ Gotchic قبیلوں نے بائبل کا Gothic زبان میں ترجمہ بھی کر لیا تھا۔ سنہ 500ء سے کچھ سال پہلے Chlodwig I نے بھی عیسائیت قبول کر لی۔ جب 554ء میں جنگوں کے بعد Gothic حکومت معزول ہوگئی تو سب سے زیادہ فائدہ اس وقت Franks کو حاصل ہوا۔ یہ ایک صدی تک آج کے فرانس کے علاقے کو مضبوط کرتے رہے۔ اور رائن کے اردگرد کے علاقے پر بھی ان کا تسلّط مضبوط ہوتا رہا۔

جس وقت ہسپانیہ کی طرف سے اُمویہ سلطنت آج کے فرانس کی طرف آگے بڑھ رہی تھی تو یہی

Chlodwig I

Carolingian بادشاہ Pippin

Merovings اور Carolingian تھے جنہوں نے ان افواج کو کامیابی سے روکا۔ اس کے چند سال بعد ہی Merovings کی حکومت کو Carolingians نے گرا دیا اور خود تخت نشین ہوگئے۔ اس وقت یہ دلچسپ صورتِ حال پیدا ہوئی کہ پوپ کو مشرقی روم سے آزادی اور مغربی روم میں موجود جرمینک حاکموں سے پناہ درکار تھی۔ اسی طرح Carolingian بادشاہ Pippin کو جو ابھی تخت نشین ہوا تھا، حمایت درکار تھی۔ لہٰذا Pippin نے Franks کے لیے یہ احکام جاری کیے کہ انہیں پوپ کی ہر حال میں حفاظت کرنی ہے۔ نیز جب پوپ Stephan II Franks کی زمین میں ہجرت کر کے آئے تو Pippin نے انہیں زمینیں بھی عطا کیں جن پر وہ حاکم بن گئے۔ اس کے بدلے میں کلیسا نے گویا بادشاہ کے سر پر ہاتھ رکھا اور انہیں محض دنیاوی بادشاہت سے بڑھ کر رُتبہ عطا کر دیا۔ یہاں سے یورپ میں کلیسا اور حکومت کے گٹھ جوڑ کا آغاز ہوتا ہے۔ جو صدیوں تک جاری رہتا ہے۔

حوالہ جات۔

Die kürzeste Geschichte Dutschlands, James Hawes, Ullstein 2019, Berlin
Deutsche Geschichte, Dudenverlag 2020, Berlin

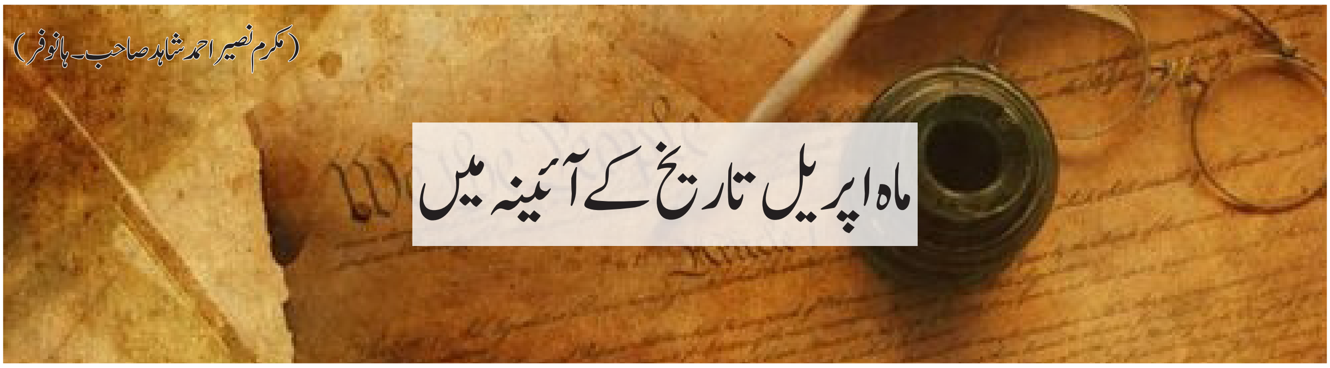

ماہ اپریل تاریخ کے آئینہ میں

(مکرم نصیر احمد شاہد صاحب۔ ہانوفر)

یکم اپریل:

1918: رائل ائرفورس کی بنیاد رکھی گئی۔

1946: جزائر ہوائی میں زلزلہ اور سونامی۔

1970: امریکہ میں سگریٹ کی اشتہار بازی پر پابندی لگا دی گئی۔

1999: گیارہ یورپی ممالک نے یورو نامی مشترکہ کرنسی جاری کر دی۔

2 اپریل:

1982ء: ارجنٹائین نے جزائر فالک لینڈ پر قبضہ کرلیا۔

2005ء: پوپ جان پال دوم انتقال کر گئے۔

3 اپریل:

1994ء: روانڈا میں خانہ جنگی کا آغاز۔

2010ء: اپیل کمپنی نے آئی پیڈ کا اجرا کیا۔

4 اپریل:

1949ء: NATO کا قیام عمل میں آیا۔

1968ء: مارٹن کنگ جونئیر کو قتل کر دیا گیا۔

1973ء: نیویارک میں ورلڈ ٹریڈ سنٹر کی تعمیر مکمل ہوئی۔

1979ء: سابق وزیر اعظم پاکستان ذوالفقار علی بھٹو کو تختۂ دار پر لٹکا دیا گیا۔

2006ء: صدام حسین پر نسل کشی کا مقدمہ قائم کر دیا گیا۔

5 اپریل:

1968ء: امریکہ میں نسلی فسادات بھڑک اُٹھے۔

6 اپریل:

1896ء: جدید اولمپک کھیلوں کا آغاز ہوا۔

1917ء: امریکہ جنگ عظیم اوّل میں شامل ہوگیا۔

1941ء: جرمنی نے یوگوسلاویہ پر حملہ کر دیا۔

7 اپریل:

عالمی ادارہ صحت WHO کا قیام عمل میں آیا۔

8 اپریل:

1904ء: مین ہٹن نیویارک میں لانگ ایکر اسکوائر کا نام بدل کر ٹائمز اسکوائر رکھ دیا گیا۔

9 اپریل:

1940ء: جرمنی نے ڈنمارک اور ناروے پر حملہ کر دیا۔

1942ء: فلپائن نے جاپان کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے۔

11 اپریل:

1957ء: سنگاپور نے برطانیہ سے آزادی حاصل کرلی۔

12 اپریل:

1961ء: یوری گاگارین خلا میں پہنچنے والے پہلے شخص بن گئے۔

1981ء: خلا میں پہلی خلائی شٹل کولمبیا بھجوائی گئی۔

1992ء: پیرس فرانس میں یورو ڈزنی کا افتتاح ہوا۔

13 اپریل:

1996ء: اسکاٹ لینڈ میں ایک کنڈر گارٹن میں قتل عام جسے Dunblane massacre کہا جاتا ہے۔

14 اپریل:

1970ء: اپالو 13 کا حادثہ۔

15 اپریل:

1912ء: متکبرانہ دعوؤں کے ساتھ روانہ ہونے والا بحری جہاز ٹائی ٹینک (Titanic) اپنے پہلے سفر میں ہی برفانی تودے کے ساتھ ٹکرا کر ڈوب گیا۔

16 اپریل:

1974ء: اسرائیلی اور شامی افواج کے مابین گولان کی پہاڑیوں پر جنگ کا آغاز ہوا۔

17 اپریل:

1964ء: فورڈ موٹر کمپنی نے اپنے نئے ماڈل مستنگ کو نیویارک کے عالمی میلہ میں پیش کر دیا۔

18 اپریل:

1923ء: نیویارک کے یانکی اسٹیڈیم میں بیس بال کا پہلا مقابلہ ہوا۔

19 اپریل:

1897ء: دنیا کی سب سے قدیم میراتھن دوڑ کا آغاز۔ یہ سالانہ دوڑ امریکی شہر بوسٹن میں ہوتی ہے۔

20 اپریل:

1972ء: بہت سے امریکی شہروں میں جنگ کے خلاف جلوس نکالے گئے جن میں ایک لاکھ سے زیادہ افراد نے شرکت کی۔

24 اپریل:

1980ء: ایران میں امریکی سفارت خانے کے یرغمالیوں کو چھڑانے کی کوشش ناکام ہوگئی۔

26 اپریل:

1986ء: چرنوبل یوکرین میں ایٹمی ری ایکٹر کا حادثہ۔

27 اپریل:

1994ء: نیلسن منڈیلا جنوبی افریقہ کے صدر منتخب ہوگئے۔

29 اپریل:

1970ء: امریکی افواج کا کمبوڈیا پر حملہ۔

30 اپریل:

1789ء: جارج واشنگٹن امریکہ کے پہلے صدر بنے۔

1945ء: جرمنی کے ایڈولف ہٹلر نے خودکشی کرلی۔

1975ء: جنوبی ویت نام نے ہتھیار ڈال دیئے۔

ادبی صفحہ

مدبّر احمد خان

آنا گھر میں مرغیوں کا

(مشتاق احمد یوسفی کی کتاب 'چراغ تلے' میں سے ایک دلچسپ تحریر)

اب اس کو میری سادہ لوحی کہیے یا خلوصِ نیّت کہ شروع شروع میں میرا خیال تھا کہ انسان محبّت کا بھوکا ہے اور جانور اس واسطے پالتا ہے کہ اپنے مالک کو پہچانے اور اس کا حکم بجالائے۔ گھوڑا اپنے سوار کا آسن اور ہاتھی اپنے مہاوت کا آنکس پہچانتا ہے۔ کتا اپنے مالک کو دیکھتے ہی دُم ہلانے لگتا ہے۔ جس سے مالک کو روحانی خوشی ہوتی ہے۔ لیکن مرغیاں!

میں نے آج تک کوئی مرغی ایسی نہیں دیکھی جو مرغ کے سوا کسی اور کو پہچانے۔ مہینوں ان کی نگہ داشت اور سنبھال کیجیے۔ برسوں ہتھیلیوں پر چُگائیے۔ لیکن کیا مجال کہ آپ سے ذرا بھی مانوس ہوجائیں۔ میرا مطلب یہ نہیں کہ مَیں یہ اُمید لگائے بیٹھا تھا کہ میرے دہلیز پر قدم رکھتے ہی مرغ سرکس کے طوطے کی مانند توپ چلا کر سلامی دیں گے، یا چوزے میرے پاؤں میں وفادار کُتّے کی طرح لوٹیں گے، اور مرغیاں اپنے اپنے انڈے "سپردم بتو مایۂ خویش را" کہتی ہوئی مجھے سونپ کر الٹے قدموں واپس چلی جائیں گی۔ تاہم پالتو جانور سے خواہ وہ شرعاً حلال ہی کیوں نہ ہو یہ توقع نہیں کی جاتی کہ وہ ہر چمکتی چیز کو چھری سمجھ کر بِدکنے لگے اور مہینوں کی پرورش وپرداخت کے باوجود محض اپنے جبلّی تعصّب کی بناء پر ہر مسلمان کو اپنے خون کا پیاسا تصوّر کرے۔

عام خوش فہمی جس میں تعلیم یافتہ اصحاب بالعموم اور اردو شعراء بالخصوص ایک عرصے سے مبتلا ہیں، یہ ہے کہ مرغ اور ملاّ صرف صبح اذان دیتے ہیں۔ اٹھارہ مہینے اپنے عادات وخصائل کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ یا تو مَیں جان بوجھ کر عین اس وقت سوتا ہوں جو قدرت نے مرغ کے اذان دینے کے لیے مقرر کیا ہے یا یہ ادبدا کر اس وقت اذان دیتا ہے جب خدا کے گنہگار بندے خوابِ غفلت میں پڑے ہوں۔...... بعضوں کے گلے میں قدرت نے وہ سحر حلال عطا کیا ہے کہ نیند کے ماتے تو ایک طرف رہے، ان کی بانگ سن کر ایک دفعہ تو مردہ بھی کفن پھاڑ کر اکڑوں بیٹھ جائے۔ آپ نے کبھی غور کیا کہ دوسرے جانوروں کے مقابلے میں مرغ کی آواز، اس کی جسامت کے لحاظ سے کم از کم سو گنا زیادہ ہوتی ہے۔ میرا خیال ہے کہ اگر گھوڑے کی آواز بھی اِسی تناسب سے بنائی گئی ہوتی تو تاریخی جنگوں میں توپ چلانے کی ضرورت پیش نہ آتی۔

اب یہاں یہ سوال کیا جاسکتا ہے کہ آخر مرغ اذان کیوں دیتا ہے! ہم پرندوں کی نفسیات کے ماہر نہیں۔ البتّہ معتبر بزرگوں سے سنتے چلے آئے ہیں کہ صبحِ دم چڑیوں کا چہچہانا اور مرغ کی اذان دراصل عبادت ہے۔ لہٰذا جب مرزا عبدالودود بیگ نے ہم سے پوچھا کہ مرغ اذان کیوں دیتا ہے! تو ہم نے سیدھے سبھاؤ یہی جواب دیا کہ اپنے ربّ کی حمد وثناء کرتا ہے۔ کہنے لگے، "صاحب اگر یہ جانور واقعی عبادت گزار ہے تو مولوی صاحب اتنے شوق سے کیوں کھاتے ہیں؟"

......اس جنس کے بارے میں ایک مایوس کن انکشاف یہ بھی ہوا کہ خواہ آپ موتی چُگائیں، خواہ سونے کا نوالہ کھلائیں مگر اس کو کیڑے مکوڑے، جھینگر، بھنگے، چیونٹے اور کیچوے کھانے سے باز نہیں رکھ سکتے اور مَیں یہ باوَر کرنے کے لیے تیار نہیں کہ اس کا اثر ونفوذ انڈے میں نہ ہو۔......

ایک دن موسلا دھار بارش ہو رہی تھی۔ تھکا ماندہ بارش میں شرابور گھر پہنچا تو دیکھا کہ تین مرغے میرے پلنگ پر باجماعت اذان دے رہے ہیں۔ سفید چادر پر جابجا پنجوں کے تازہ نشان تھے۔ البتّہ میری قبل از وقت واپسی کے سبب جہاں جگہ خالی رہ گئی تھی، وہاں سفید دھبے نہایت بدنام معلوم ہو رہے تھے۔ میں نے ذرا دُرشتی سے سوال کیا، "آخر یہ گلا پھاڑ پھاڑ کے کیوں چیخ رہے ہیں"۔ بولیں، "آپ تو خواہ مخواہ الرجک (ALLERGIC) ہوگئے ہیں۔ یہ بیچارے چونچ بھی کھولیں تو آپ سمجھتے ہیں کہ مجھے چڑا رہے ہیں۔" میرے صبر کا پیمانہ لبریز ہوگیا۔ دل نے کہا، بس بہت ہو چکا، آؤ آج دو ٹوک فیصلہ ہوجائے، "اس گھر میں اب یا تو یہ رہیں گے یا مَیں"۔ مَیں نے بپھر کر کہا۔ ان کی آنکھوں میں سچ مچ آنسو بھر آئے۔ ہراساں ہو کر کہنے لگیں، "مینہ برستے میں آپ کہاں جائیں گے؟"

پھر ایک اتوار کو شور سے آنکھ کھلی تو دیکھتا ہوں کہ بچے اصیل مرغ کو مار مار کر بیضوی پیپر ویٹ پر بٹھا رہے ہیں۔ مانتا ہوں کہ اس دفعہ مرغ بے قصور تھا۔ لیکن دوسرے دن اتفاقاً دفتر سے ذرا جلد واپس آ گیا تو دیکھا کہ محلے بھر کے بچے جمع ہیں اور ان کے سروں پر چیل کوے منڈلا رہے ہیں۔ ذرا نزدیک گیا تو پتا چلا کہ میرے نئے کیرم بورڈ پر لنگڑے مرغ کا جنازہ بڑی دھوم سے نکل رہا تھا۔ سب بچے اپنے اپنے قد کے مطابق چار چار کی ٹولیوں میں بٹ گئے اور باری باری کندھا دے رہے تھے۔...... جو حضرات آلامِ دنیوی سے عاجز وپریشان رہتے ہیں، ان کو میرا مخلصانہ مشورہ ہے کہ مرغیاں پال لیں۔ پھر اس کے بعد پردۂ غیب سے کچھ ایسے نئے مسائل اور فتنے خود بخود کھڑے ہوں گے کہ انہیں اپنی گزشتہ زندگی جنّت کا نمونہ معلوم ہوگی!

رمضان المبارک

Ramadan Mubarak 2022

(1443 ہجری)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

يَٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ
(2:184)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر (بھی) روزوں کا رکھنا (اسی طرح) سے فرض کیا گیا ہے جس طرح ان لوگوں پر فرض کیا گیا تھا جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں تاکہ تم (روحانی اور اخلاقی کمزوریوں سے) بچو۔

O die ihr glaubt! Fasten ist euch vorgeschrieben, wie es denen vor euch vorgeschrieben war, auf dass ihr euch schützet.

Frankfurt

عشرہ رحمت — Die zehn Tage der Gnade

Nr. نمبر	Datum تاریخ	Tag دن	Sahar انتہائے سحر	Iftar وقت افطار
1	03.04.2022	SO	05:27	20:04
2	04.04.2022	MO	05:25	20:06
3	05.04.2022	DI	05:22	20:08
4	06.04.2022	MI	05:20	20:09
5	07.04.2022	DO	05:18	20:11
6	08.04.2022	FR	05:16	20:12
7	09.04.2022	SA	05:14	20:14
8	10.04.2022	SO	05:12	20:15
9	11.04.2022	MO	05:10	20:17
10	12.04.2022	DI	05:08	20:19

عشرہ مغفرت — Die zehn Tage der Vergebung

Nr.	Datum	Tag	Sahar	Iftar
11	13.04.2022	MI	05:05	20:20
12	14.04.2022	DO	05:03	20:22
13	15.04.2022	FR	05:01	20:23
14	16.04.2022	SA	04:59	20:25
15	17.04.2022	SO	04:57	20:26
16	18.04.2022	MO	04:55	20:28
17	19.04.2022	DI	04:53	20:30
18	20.04.2022	MI	04:51	20:31
19	21.04.2022	DO	04:49	20:33
20	22.04.2022	FR	04:47	20:34

عشرہ جہنم کی آگ سے نجات — Die zehn Tage der Erlösung von der Hölle

Nr.	Datum	Tag	Sahar	Iftar
21	23.04.2022	SA	04:45	20:36
22	24.04.2022	SO	04:43	20:37
23	25.04.2022	MO	04:42	20:39
24	26.04.2022	DI	04:40	20:41
25	27.04.2022	MI	04:38	20:42
26	28.04.2022	DO	04:36	20:44
27	29.04.2022	FR	04:34	20:45
28	30.04.2022	SA	04:32	20:47
29	01.05.2022	SO	04:30	20:48
30	02.05.2022	MO	04:29	20:50

Gebet beim Fastenbrechen: روزہ کھولنے کی دعا

اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ

اے اللہ میں نے تیرے لئے روزہ رکھا اور تیرے ہی رزق سے افطار کرتا ہوں۔

O Allah! Für Dich alleine habe ich gefastet und mit Deiner Gabe breche ich mein Fasten.

زیادہ رقبے پر پھیلی ہوئی جماعتوں میں رہنے والے احباب اپنے (مقامی) غروب آفتاب کے دو منٹ بعد روزہ افطار کر لیں۔

Personen die in größeren Gemeinden (Jamaat) in größerer Entfernung voneinander leben, sollen entsprechend ihrer Ortschaften, zwei Minuten nach Sonnenuntergang ihr Fasten brechen.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ابن آدم کا ہر عمل اس کی ذات کے لئے ہوتا ہے سوائے روزہ کے۔ کیونکہ وہ میرے لئے ہے اور میں ہی اُس کا بدلہ ہوتا ہوں۔

صحیح البخاری، كِتَاب الصَّوْمِ، باب هَلْ يَقُولُ إِنِّي صَائِمٌ إِذَا شُتِمَ

Der Heilige Prophet[SAW] sagte: Allah der Allmächtige und Majestätische sagt: Alle Taten des Menschen sind für sich selbst, aber das Fasten ist für Mich und Ich selbst werde es belohnen.

(Ṣaḥīḥu l-Buḫārī); Garten der Rechtschaffenen, S.296

ماہ شوال کے نفلی روزے

Freiwilliges Fasten im Monat Schawwāl

Datum تاریخ	Tag دن	Fastenbeg. انتہائے سحر	Fastenbrechen وقت افطار
04.05.2022	MI	04:25	20:53
05.05.2022	DO	04:24	20:54
06.05.2022	FR	04:22	20:56
07.05.2022	SA	04:20	20:57
08.05.2022	SO	04:19	20:59
09.05.2022	MO	04:17	21:00

Abteilung Tarbiyyat
AMJ Deutschland

فدیہ کم از کم 80 یورو
Fidya mind. 80,-€

عید فنڈ حسب استطاعت
Eid Fund
Gemäß der eigenen finanziellen Lage

صدقۃ الفطر 3 یورو فی کس
Sadqatul Fitr 3,-€ p.P.

Monthly
Germany
AKHBAR-E-AHMADIYYA
VOL 23 | ISSUE 04 | April 2022
ISSN : 2627-5090
Tel : +49 6950688722
Fax : +49 6950688722
Editor : Muhammad Ilyas Munir
PUBLISHER: SHOBA ISHAAT JAMAAT AHMADIYYA GERMANY
PRINTER: RANA PRINT, HERKULESSTRASSE 45 50823 KÖLN
Email : akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de